

# اَبُوْغَالِ نَعْتِ

تألیف

سید

انتخاب

مرتب  
ساجد صدیقی والی آسی



# ارمغانِ نعت

تاریخ

تنقید

انتخاب

ساجد صدیقی • والی آسی

یکے انہ مطبوعات مکتبہ دینچہ اکبر بکفتو

جلد حقوق بحق مکتبہ محفوظات ہین

ناشر : مکتبہ دین و ادب لکھنؤ  
بہ اہتمام : حفیظ الحسنانی  
طابع : تنویر پریس لکھنؤ  
چھاپا : بارششم فروری ۱۹۵۷ء

---

مکتبہ دین و ادب امین الدولہ پارک لکھنؤ



شاعر و مبادر رسالت

حضرت حبیب بن ثناءؓ کے نام۔

# ترتیب

۵۹	امیر خسرو دہلوی	۱۳	حوت آغاز
۶۰	اسد اللہ خاں غالب	۱۴	نعت کا ارتقا
۶۱	سر سید احمد خاں	۲۱	عربی نعت
۶۲	قدیم اردو نعت	۲۲	حضرت حسان بن ثابت
۶۳	سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز	۲۴	حضرت عبداللہ بن رواحہ
۶۴	محمد قلی قطب شاہ	۲۵	حضرت کوثر بن زبیر
۶۵	عبداللہ قطب شاہ	۲۷	حضرت علی بن ابی طالب
۶۶	قاضی محمد بھری	۲۸	حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ
۶۷	سید محمد قرآنی بیجاپوری	۲۹	فارسی نعت
۶۸	سراج اورنگ آبادی	۵۰	شیخ سعدی شیرازی
۶۹	ولی جراتی (دکنی)	۵۱	حافظ شیرازی
۷۰	مشاہد حاتم	۵۲	عبدالرحمن جامی
۷۱	مرزا محمد رفیع سودا	۵۳	خاقانی
۷۲	میر تقی میر دہلوی	۵۴	حضرت غوث الاعظم
۷۳	میر حسن دہلوی	۵۵	عربی شیرازی
۷۴	نظیر اکبر آبادی	۵۶	قدیمی ایرانی
۷۵	میر محمد یسار دہلوی	۵۷	خواجہ نظیر سی
۷۶	مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی	۵۸	حضرت نظام الدین اولیاء



۹۹	میر ذریعلی صاحب لکهنوی	۷۷	غلام محمدانی مصطفی امر دہلوی
۱۰۰	ہادی علی بیجو لکهنوی	۷۸	انشار الشرحاں انشا
۱۰۱	عبد الغفور ناسخ لکھنوی	۷۹	شیخ قلندر بخش حرارت
۱۰۲	نواب مرزا خاں داغ دہلوی	۸۰	سعادت یار خاں رنگین دہلوی
۱۰۳	منشی عبدالرحیم دہلوی	۸۱	نواب محبت خاں محبت بریلوی
۱۰۴	امیر سیدانی لکھنوی	۸۲	شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی
۱۰۵	حدید نعت	۸۳	شاہ حسین حقیقت
۱۰۶	محسن کاکوردی	۸۴	کرامت علی شہیدی
۱۰۷	خواجہ الطاہر حسین حالی	۸۵	غلام امام شہید
۱۰۸	مولانا اسماعیل سیرٹھی	۸۶	میر سید علی رنگین دہلوی
۱۰۹	مولانا مشعلی نعمانی	۸۷	ابو الحسن حسن کاندھلوی
۱۱۰	اکبر الہ آبادی	۸۸	مولانا شاہ عزیز الشرح عزیزی پوری
۱۱۱	وحید الدین سلیم	۸۹	کفایت علی کانی مراد آبادی
۱۱۲	ریاض خیر آبادی	۹۰	سعید الدین حسینی خانوش حیدر آبادی
۱۱۳	مشاد عظیم آبادی	۹۱	لطیف علی خاں لطیف بریلوی
۱۱۴	عبد العظیم آسی غازی پوری	۹۲	میر سید علی انیس لکھنوی
۱۱۵	شاہ نیا ز بریلوی	۹۳	مرزا سلامت علی دبیر لکھنوی
۱۱۶	مولانا احمد رضا خاں بریلوی	۹۴	حکیم نوین خاں نوین دہلوی
۱۱۷	مولانا حسن رضا خاں بریلوی	۹۵	شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی
۱۱۸	عبد الرحمن راسخ دہلوی	۹۶	ہمسار شاہ ظفر دہلوی
۱۱۹	حافظ علی بھٹی	۹۷	نواب مصطفیٰ خاں شفیق دہلوی
۱۲۰	بیان دین دانی سیرٹھی	۹۸	(شاہزادی) کیفی دہلوی



۱۴۳	بیدم شاه دارش	۱۲۱	کیفی جویا کوٹ
۱۴۴	غوثی شاد حیدر آبادی	۱۲۲	مولانا ظفر علی خاں
۱۴۵	جلیل مانک پوری	۱۲۳	مولانا محمد علی جوہر
۱۴۶	ابو الحسن ناطق نگار دکنوی	۱۲۴	سر محمد اقبال
۱۴۷	سیاہ اکبر آبادی	۱۲۵	دلیورام کوثری
۱۴۸	عبدالباقی آسی الدینی	۱۲۶	اسحق مارہروی
۱۴۹	امجد حیدر آبادی	۱۲۷	شیر شاد دہلی لکھنوی
۱۵۰	اقبال ہیل عظمیٰ	۱۲۸	نواب سائل دہلی
۱۵۱	جگر مراد آبادی	۱۲۹	سید وحید الدین بخود دہلی
۱۵۲	مناظر حسن گیلانی	۱۳۰	حاجی امداد اللہ جہاڑ مکی
۱۵۳	سید بیان ندوی	۱۳۱	اکبر وارثی میرٹھی
۱۵۴	درگاہ سہاے سردر جہان آبادی	۱۳۲	سکشن پرشاد حیدر آبادی
۱۵۵	خواجہ عزیز الحسن مجذوب	۱۳۳	علی نقی صفی لکھنوی
۱۵۶	دور حنر	۱۳۴	مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی
۱۵۷	ابوالوفاء عارف شاہ جہان پوری	۱۳۵	انور حسین آرزو لکھنوی
۱۵۸	انور لکھنوی	۱۳۶	نور الحسن تیر کاگوری
۱۵۹	انقر موہانی	۱۳۷	رضا علی دشت کلکتہ
۱۶۰	استد لسانی	۱۳۸	دل شاہ جہاں پوری
۱۶۱	اختر شیرانی	۱۳۹	نوح ناری
۱۶۲	انور بیری	۱۴۰	برجیوہن کیفی داتا تریہ
۱۶۳	احسان دانش	۱۴۱	مولانا حسرت موہانی
۱۶۴	ابرار حسنی گنوی	۱۴۲	صہبغر گونڈوی



۱۸۷	نکستین قریشی	۱۶۵	آثر صہبائی
۱۸۸	تہنیت النصار تہنیت حیدر آبادی	۱۶۶	انور صابری
۱۸۹	ثنا قب زبردی	۱۶۷	اسلم لکھنوی
۱۹۰	بوتش طبع آبادی	۱۶۸	امین سلونوی
۱۹۱	جیل منطری	۱۶۹	ادیب سہارنپوری
۱۹۲	جوہر محمد آبادی	۱۷۰	الم مظفرنگوی
۱۹۳	جگن ناتھ آزاد	۱۷۱	آرزو سہارنپوری
۱۹۴	جگ بہادر خاں تالیش	۱۷۲	احمد حمان پیلہیتی
۱۹۵	جیل کلیمی احمد آبادی	۱۷۳	انجم طبع آبادی
۱۹۶	حفظ حالہ مری	۱۷۴	آرزو جے پوری
۱۹۷	حکیم احمد شجاع	۱۷۵	اقبال صفی پوری
۱۹۸	حبیب احمد صدیقی	۱۷۶	احجاز احمد حیدری بریلوی
۱۹۹	حمید خاں حمید راندیری	۱۷۷	ادج گادی
۲۰۰	حکیم حیدر دہلوی	۱۷۸	ابوالحاجہ زائد
۲۰۱	حامد القادری بارہ بنکوی	۱۷۹	اختر علی تلہری
۲۰۲	خمار بارہ بنکوی	۱۸۰	ہزار لکھنوی
۲۰۳	دعوم پال گیتا دنا دہلوی	۱۸۱	مالکد عرش لیان
۲۰۴	ذکی رسول پوری	۱۸۲	نیکل سعیدی
۲۰۵	دوشن صدیقی	۱۸۳	باسط بھوپال
۲۰۶	رئیس امر دہوی	۱۸۴	بیکل آتاشی بلراپوری
۲۰۷	رانا بھگوان داس بھگوان	۱۸۵	بشیر جہد
۲۰۸	راجندر بہادر مویج فتح گڑھی	۱۸۶	جہد بریلوی



۲۳۱	شاد عارفی	۲۰۹	رضا بهرانی
۲۳۲	شفا گو الیاری	۲۱۰	رگهونا که خطیب سرحدی
۲۳۳	شارق ایرایانی	۲۱۱	رئیس رام پوری
۲۳۴	شوکت تھانوی	۲۱۲	رمزی ترمذی
۲۳۵	شعری بجوپالی	۲۱۳	زامیر جم حمید صدیقی
۲۳۶	شاید فاخری الہ آبادی	۲۱۴	زیت غوری
۲۳۷	شیر افضل جعفری	۲۱۵	سراج لکھنوی
۲۳۸	شاد سورتی	۲۱۶	ساغر نظامی
۲۳۹	شایان رام پوری	۲۱۷	ساجد ہوشیار پوری
۲۴۰	شہاب لکھنوی	۲۱۸	شکھ پور شاد بیک الہ آبادی
۲۴۱	صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	۲۱۹	سید ظہور الحسن فنا ٹونکی
۲۴۲	صنایع پوری	۲۲۰	مشر شاہ کسمٹروی
۲۴۳	صبا افغانی	۲۲۱	سلام منڈیادی
۲۴۴	ضیاء القادی	۲۲۲	سنجر مدراسی
۲۴۵	ضمیر بریلوی	۲۲۳	سبزو سکندر پوری
۲۴۶	ضمیر جعفری	۲۲۴	ساجد صدیقی لکھنوی
۲۴۷	ضیا لکھنوی	۲۲۵	سلیمان خطیب
۲۴۸	ظفر قریشی بھٹاروی	۲۲۶	سید مہنا کہ سوم پور ٹڈوی
۲۴۹	ظفر مرزا ناگپوری	۲۲۷	سلطان اختر
۲۵۰	عابد علی عابد	۲۲۸	شمس لکھنوی
۲۵۱	عمر انصاری	۲۲۹	شکیل بدایونی
۲۵۲	عبد العزیز فطرت	۲۳۰	شفیق جونپوری



۲۷۵	ماہر القادی	۲۵۳	عشق بے پوری
۲۷۶	مالی حائسی	۲۵۴	عزیز بارہ بگلی
۲۷۷	مسود اختر جمال	۲۵۵	عزیز صہبائی
۲۷۸	مسلم اکبری بناری	۲۵۶	عبد الرزاق سعید
۲۷۹	مجید لاہوری	۲۵۷	عزیز داری
۲۸۰	میر عثمان علی خان	۲۵۸	عام عثمانی
۲۸۱	محمود سعیدی	۲۵۹	فارغ بخاری
۲۸۲	مستیس لکھنوی	۲۶۰	فراق گورکھپوری
۲۸۳	محمد ثانی حسنی	۲۶۱	فخر الدین فخر گیادی
۲۸۴	منیر جویہری	۲۶۲	فضا ابن نفیسی
۲۸۵	مستعد اکھیر پوری	۲۶۳	فکری سلطان پوری
۲۸۶	نیا از فتح پوری	۲۶۴	فوق سامی
۲۸۷	نیر داسلی	۲۶۵	قتیل شقائی
۲۸۸	نثار واحدی	۲۶۶	قاصی طہر مبارک پوری
۲۸۹	نفیس لکھنوی	۲۶۷	قادر صدیقی
۲۹۰	نواب دہلوی	۲۶۸	قمر مراد آبادی
۲۹۱	نذیر بناری	۲۶۹	کلیم احمد آبادی
۲۹۲	نثار امانادی	۲۷۰	کیفت ٹوٹی
۲۹۳	ندیمت کانی پوری	۲۷۱	کرشن بہاری نور لکھنوی
۲۹۴	ناریمش برتلب گڈھی	۲۷۲	کوثر جانشی
۲۹۵	ناصر کرنولی	۲۷۳	گوہر دہلوی
۲۹۶	نور نفی نور	۲۷۴	نوی صدیقی کہوی



۳۱۷	حاجی ابوالکلاک شاه وادش	۲۹۷	نظیر ناگپوری
۳۱۸	مولانا محمد بکت اشرف رضا فرنگی محلی	۲۹۸	دعوت دای بریلوی
۳۱۹	مولانا شمس علی فائق بریلوی	۲۹۹	بشنوکار شوق
۳۲۰	مضطر خیر آبادی	۳۰۰	دفا صدیقی
۳۲۱	مولانا سید محمد کچھوچھوی	۳۰۱	واحد پری
۳۲۲	مولانا محمد طیب دیوبندی	۳۰۲	والی آسی
۳۲۳	مولانا عبدالماجد دریا آبادی	۳۰۳	ہری چند اختر
۳۲۴	میکش اکبر آبادی	۳۰۴	محمد ناگپوری
۳۲۵	ڈاکٹر نور الحسن دہلوی	۳۰۵	یحییٰ علی
۳۲۶	قیوم نظر	۳۰۶	یونس خالہی اختر
۳۲۷	ظفر اقبال	۳۰۷	یوسف طرب پل پٹی
۳۲۸	فتا نظامی کانپوری	۳۰۸	یونس درد
۳۲۹	عرفان لکھنوی	۳۰۹	اضافہ
۳۳۰	ہمسر قادری	۳۱۰	قائم چاند پوری
۳۳۱	کنور ہندو سنگھ بیدی سحر	۳۱۱	اعظم الدولہ میر خاں سرور دہلوی
۳۳۲	صادق دہلوی	۳۱۲	خواجہ محمد دہریہ لکھنوی
۳۳۳	ادیب مکن پوری	۳۱۳	منشی امیر الشکر تسلیم
۳۳۴	حفظ میرٹھی	۳۱۴	محمد باقر علی ہمسر لکھنوی
۳۳۵	آفت احمد پوری	۳۱۵	مصاحب علی خاں انٹرنیٹ لکھنوی
۳۳۶	ڈاکٹر کلیم عاجز	۳۱۶	غریب بہار نیوری





بَلَغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ      كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ      صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ قَالِهِ

(سعدى ٢٢)



## حرف آغاز

وہ ستمبر ۱۹۶۱ء کی ایک رات ایک شام تھی، جب ارمغان نعت مرتب کرنے کا خیال پیدا ہوا، دوسرے ہی دن سے کام کا آغاز ہوا، نومبر میں جب اس کام کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ باوجود ہمہ قسم کی دشواریوں کے یہ کام ایک کتاب کی شکل اختیار کر سکتا ہے، پھر دسمبر ۱۹۶۱ء میں یہ کتاب شائع ہو کر ارباب نظر کے سامنے آگئی۔

مشورین کا باب دا ہوا، بزرگوں نے دعائیں دیں، اخبارات و رسائل نے تبصرے کیے اور ریڈیو نے باقاعدہ ایک ریویو نشر کیا، غرضیکہ ہر طرف سے پسندیدگی کا اظہار کیا گیا، ہاں کسی دس گوتے سے یہ آوازیں بھی آئیں کہ اس کام کی کیا ضرورت تھی؟ یہ آوازیں بھی مفید ثابت ہوئیں اور اللہ کا شکر ہے کہ پانچ ماہ کے مختصر و قلیل عرصے میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا، اور طلب کا سلسلہ جاری رہا، دوسرا ایڈیشن شائع ہوا، پھر تیسرا ایڈیشن اور چوتھا ایڈیشن بعد ترمیم و اضافہ کے جون ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا، سات سال کے عرصہ میں جب بار بار غلامین کی طرف سے تذکیریں اور احرار ہوا تو اب مزید اضافہ کے ساتھ یہ پانچواں ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ اس ایڈیشن میں مشاہیر شعرا کا اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ دس گوتے کا بھی اضافہ کیا گیا۔ جسے یقین ہے کہ پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا جائے گا۔

کام کی نوعیت اور اہمیت اور باب فضل و کمال سے پوشیدہ نہیں، اور یہ بات بھی سمجھی جانتے ہیں کہ اصنافِ سخن میں نعت ہی ایک ایسی صنف ہے جس کا دنیا کی ہر زبان کے ادب میں کافی سرمایہ موجود ہے، ہر مذہب و ملت کے شعرا نے اس صنف کے اضافہ میں



حصہ لیا ہے اور فخر کائنات سید الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور  
 نذرانہ عقیدت و محبت پیش کیا ہے، بعض شعراء نے تو نعت گوئی کو زندگی کا حسین مشغلہ  
 بنایا اور بارگاہ اقدس میں گلدستہ عقیدت و محبت پیش کرتے کرتے ان کے قدموں پر  
 جان ہی دیدی اور اس کے صلے میں متاع کوئین حاصل کر لی۔ اس سعادت کے حصول  
 کی تمنا تو آخری تمنا ہے اور اس تمنا کی قبولیت نجات کی دلیل۔

یہ بات تو پہلے ایڈیشن میں بتائی جا چکی ہے کہ کام کا داعیہ والی اسی تشنگی کے بعد  
 ہر امواد کی فراہمی میں وہ پیش پیش رہے اور اس کام کو عام گلدستوں سے مختلف انداز میں  
 مرتب کیا گیا۔ یہ بات سب کے سامنے ہے کہ فن نعت پر کارہ کرنے والوں کے لئے کوئی  
 مستقل کتاب نہیں ہے، نعت گوئی پر جو کام ہوا وہ بھی تبصرہ و تائید اسے آگے نہ بڑھ سکا  
 اس کچھ مضامین رسائل میں ضرور شائع ہوئے ہیں مگر وہ ان پسند شدہ شعراء پر ہیں،  
 جنہوں نے نعت گوئی کو زاد سفر کے طور پر اختیار کیا تھا۔ البتہ یہ بات ضرور قابل ذکر ہے کہ  
 اس موضوع پر ڈاکٹر رفیع الدین صاحب نے ناگپور یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری  
 حاصل کی ہے، یہاں ایک بات اور قابل ذکر سمجھتا ہوں کہ نعت کے موضوع پر پی۔ ایچ  
 ڈی کے لئے ایک اور مقالہ لکھا گیا جس میں ارمغان نعت کو ماخذ اور حوالہ کے طور پر استعمال  
 کیا گیا ہے لیکن یہ دونوں مقالے ہنوز طبع نہیں ہو سکے ہیں اس لئے ضرورت تھی نعت  
 کے ارتقا پر اس مجموعہ کے ساتھ ایک تحقیقی مقالہ بھی ناگزیر رہتا ہے چنانچہ ان کام کو میرے  
 شریک کار والی آسنی نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا، یہ فن نعت گوئی پر ایک اہمائی  
 مگر مفید جائزہ ہے۔

ارمغان نعت پہلے پانچ ابواب پر مشتمل تھی جو یوں تھے: عربی نعت، بہ عہد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بنی نعت، "قدیم اردو نعت"، "جدید نعت" اور  
 "دور حاضر" پہلے باب میں مندرجہ ذیل بھالی شعرا کا عربی کلام شامل ہے۔ حضرت حسان  
 بن ثابت، حضرت عہد اللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زہیر، حضرت علی ابن ابی طالب اور



سیدہ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

دوسرے باب میں ایران کے فارسی نعت گو شعراء کے علاوہ حضرت محبوب آہن سلطان المشائخ نظام الدین اولیا، حضرت امیر خسرو دہلوی، اسد اللہ خاں غالب اور سید احمد خاں کی نعتیں شامل ہیں۔

عربی نعتیں ہم نے اس لئے شامل کی ہیں کہ نعت کا اولین سرمایہ جو کچھ بھی ہے وہ عربی میں ہے اور اس کو زبان رسول سے سند قبولیت حاصل ہے اور نعت لکھنے والوں کو شہرت غلامی اور شرف صحبت حاصل رہا ہے ان کے بعد فارسی کا نمبر آتا ہے اس میں جامی، حافظ، سعدی، خاقانی، قدسی، عارفی اور امیر خسرو کی شخصیات اور ذات سرور کائنات سے سفینگی، محتاج تعارف نہیں، چونکہ ہمارا اصل موضوع اردو نعت ہے اس لئے تیسرے باب کا آغاز حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز خواجہ گیسو دراز کی نعت سے ہوتا ہے اور ان تمام حضرت امیر مینائی، کھنوی کی ذات گرامی پر۔ اس باب میں تقدیم اور ترمیمین شعرا ہیں، بعض ایسے ہیں جو تذکرہ کی بدولت زندہ ہیں اور جن کا کلام بھی مذہب شہود پر نہیں آسکا ہے اور بعض ایسے ہیں جو شہرت تو رکھتے ہیں مگر ان کے مجموعہ کلام نایاب ہو چکے ہیں، اس باب میں تاریخی ترتیب کا سم نے اپنی حد تک بطور خاص خیال رکھا ہے تاکہ اردو زبان کا طرز اور دو نعت کی تدریجی ترقیوں کا اندازہ بھی لگایا جاسکے یہ بات صحیح ہے کہ اس باب میں بیشتر ایسے شعرا ہیں جنہوں نے نعت محض نثر کہا ہی اور اپنے دوا دین کا آغاز حمد و نعت سے کیا جیسا کہ اس وقت رواج تھا۔

چوتھا باب "جدید نعت" حضرت محسن کا کوڑی سے شروع کیا گیا ہے اور اس باب کے خاتمہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب قراہ پائے ہیں۔ اس باب میں زیادہ تر شعراء ایسے ہیں جنہوں نے نعت پر بحیثیت فن طبع آزمائی کی ہے اور نعت کو صحیح طور پر کہا ہے۔ یہ باب ارمغان نعت کی جان ہے اور اس میں اس دور کے بہترین شعراء کے علاوہ مشاہیر علماء اور خانقاہ نشینوں کی نعتیں بھی ہیں ان مشاہیر میں شاہ نیاز دہلوی، مولانا احمد



رضانہاں بریلوی، مولانا حسن رضانہاں بریلوی، مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا  
مناظر احسن گیلانی وغیرہ کی شخصیات سے ہم آپ بخوبی واقف ہیں۔

حالی کے بہترین نقیب قصائد و مسدس اور تحسن کا کوردی کا قصیدہ "مت خیر المصلین"  
اسی دور کی دین ہے۔ اس کے علاوہ اس دور نے ہمیں نعت کے اور شاہکار بھی بخشے ہیں

کی صحیح ترجمانی اقبال ہسپتال کے اس شعر سے ہو جاتی ہے۔  
جتنے فضائل جتنے محاسن ممکن میں ہو سکتے تھے ممکن

حق نے کئے سب ان میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم

غرض کہ یہ باب ایسے پھولوں کا گلہ است ہے جس کی خوشبو مشام جاں کو معطر کئے بغیر نہیں  
رہ سکتی۔

پانچواں باب دورِ حاضر ہے۔ اس باب میں دورِ حاضر کے مشاہیر شعراء کے کلامِ نعت  
کو سلیقے سے یکجا کرنے کی شعوری کوشش پہلی مرتبہ کی گئی ہے، دورِ حاضر کے شعراء کے لہجہ  
کلام کے انتخاب کو حوت آخر کو نہیں کہا جاسکتا مگر یہ کہنے میں ہیں کوئی تامل نہیں کہ ہم  
انتخاب میں مردت سے کام نہیں لیا ہے۔

الف سے ی تک جن شعرا کا کلام اس انتخاب میں درج ہے اس میں خان  
طوہر پر یہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ نعت کا صحیح مقام قارئین کے سامنے آجائے اور اہم خان  
نعت پڑھنے والے اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہو جائیں کہ نعت کیا ہے ؟  
اور اس دور کا شاعر نعت کہنے میں کن اصولوں کو پیش نظر رکھتا ہے ؟

پانچویں باب کے بعد ضافہ کے عنوان سے ایک باب اس ایڈیشن میں قائم کیا گیا ہے  
جس میں قائم جاندیوری، اعظم الدولہ میر سردار دہلوی، خواجہ ذہیر بکھنوی، منشی امیر امجد  
قلیہ بکھنوی کے علاوہ کچھ گم نام نعت گو، محمد باقر علی برتہ بکھنوی، صاحب علی خاں  
آجہ بکھنوی، غائب سہارنپوری، حاجی ادھت شاہ دزدی، مولانا محمد برکت اللہ رضا  
خان محلی، مولانا ختمت علی فاضل بریلوی، پنڈت کریمچون ناتھ دآردہلوی، مہاراجا



خیر آبادی، مولانا ستید محمد کچھو پھوی، مولانا محمد نسیب دیوبندی، مولانا عبد الماجد دریابادی،  
سیکس اکبر آبادی، نور الحسن لاشمی کے علاوہ بھی کئی مشاہیر شعر کی نعتوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بہر حال شوروں پر عمل کرتے ہوئے اور خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ  
پانچواں ایڈیشن حاضر خدمت ہے، فیصلہ آپ پر ہے کہ اب کیا کم رہ گئی ہے؟

مواد کی فراہمی ایک دشوار گزار منزل تھی، قدیم اردو نعت اور جدید نعت کے باب جس  
محنت اور کاوش کو چاہتے تھے، اس کے لیے جس قسم کی امداد و کار تھی اگر مولانا انبیا علی بنی ہاشم  
ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی، مولانا محمد یونس خاندی، مولانا عبدالکاسم صاحب بریلوی، حکیم  
تبارک کویم، شاہ معین الدین احمد ندوی ہماری ہمت افزائی نہ فرماتے تو ہمارے لئے یہ ایک مشکل  
ترین کام ہوتا۔

بڑی ہی ناپاسی ہوگی اگر ہم ان شعرا کرام اور اپنے مخلصوں کا شکریہ نہ ادا کریں جن کی وقت  
توجہات اور امداد اور مغان نعت کی اشاعت کا سبب بنیں یہ ایک طویل فہرست ہے کہ نفوس  
طوری پر برادر محترم بیٹھو حسین الدین شکر یہ کے سچی ہیں، ہمیں اپنے بھی بزرگوں اور دوستوں کے فیوض  
پر ناز ہے۔

اب ار مغان نعت کا یہ پانچواں ایڈیشن آپ کے سامنے ہے، اس کا مصارف کی دہائی  
اور صرف دعائیں ہیں اور ان دعاؤں میں سب سے بڑی دعا بارگاہ شہد کوئٹہ صلی اللہ علیہ وسلم  
میں حاضری اور قبولیت کی تھی، کاش آپ اپنی دعاؤں میں یہی اس ائمہ کو پیش نظر  
رکھیں، یہی اپنی بات دہ مولانا آتھی، جو کہ اس شعر کی صداق ہے۔

میں نے تو چند اترک نہایت کئے ہیں پیش  
یہ تیرا کام ہے کہ تو ان کو گھر بسنا

محتاج دعا  
ساجد صدیقی لکھنوی

# نعت کا ارتقا

## والہی آسمی

”نعت“ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی تمام لغات میں رحمت و ہیبت کا  
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صانع ہیں۔ یہ اس لفظ کی خوش قسمتی ہے کہ  
صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صفات بیان کرنے کے حصوں میں ہمیشہ سے  
استعمال ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا۔

بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شعراء نے جہتہ حقیدت پیش کی ہے  
وہ نعتیہ شاعری کے تاکت و رسم پر اس صنف سخن کا آغاز ارجحیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
بعد ہوا اور اس کے ذریعہ اس ذات اقدس کی مدح و ثناء کی جاتی ہے جس کی مثال آج تک دنیا نے  
نہیں دیکھی جس کا چہرہ انور و قد قامت خدیوہ خال و جاہت و شجاعت سخاوت و ذہانت  
عسیرہ استقامت استی و دیانت زہن شناسی و عالی ظرفی و قادر و انکسار و انسانیات  
و بلوغت جیہ و صاف حمید کا جامع ہے بلکہ یہ بننا چاہیے کہ خود کے جسمانی نقشہ میں مدح  
نبوت کا یہ تو دیکھا جاسکتا ہے اور آپ کی ذہانت خود آپ کے مقدس مرتبہ کی دلیل ہے  
اس موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ **وَإِنَّ تَقْوَى اللَّهِ بَيْنَ الْوُجُوهِ** خدا کا تقویٰ ہی چہروں  
کو روشن کرتا ہے۔ پھر نبوت تو ایمان و تقویٰ کی معراج ہے نبی کا چہرہ تو نور انوار ہونا ہی چاہیے۔





یا ایھا المشرکے پکارا اور اپنے بندوں "تَعْبُدُونَا وَتُقَرِّبُوا" (اس کی عزت کرنا اس کی توقیر  
 بجا لانا) کا حکم دیکر آپ کی غفلتوں کی انتہا بتلا دی اور یہ معلوم ہوتا ہے عربی شیرازی کی زبان میں کہنا چاہا  
 ہزار بار یہ شوقیم دہن زمشک و گلاب ہنوز تام تو گفتن کمال ہے اور بیت  
 عربی و فارسی کی نعت گوئی میں شعراء نے ادب و احترام کے ساتھ وہ جولانی طبع دکھائی  
 ہے ہر ایک ان کے اس کمال کا معترف ہے کہ انھوں نے اپنے عجز و انکسار کا جگہ جگہ اظہار کیا ہے  
 اور قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل کی ہے کہ "تم نبی کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو  
 پکارتے ہیں" لیکن ہماری اردو نعت گوئی کا دامن ایک حد تک سیادہ ہے "اے آلودہ ہی اکثر شعراء  
 کو اس طبع تھا طبع کیا ہے جو کسی قیمت پر روانہ نہیں اور تقابل گرد نہ دیتی ہے میر مثنوی کا تذکرہ کرتے  
 ہوئے ڈاکٹر عبدالحق دمرجم نے "چند معجز" میں لکھا ہے کہ نعت کا جو طرز ہمارے شعراء نے اختیار کیا  
 وہ بہت قابل اسلاع ہے۔ ہماری شاعری کی بنیاد غزل پر رکھی گئی ہے جو ایک لحاظ سے گہرین قسم شعر کی ہے  
 اس لئے غزل کا رنگ کچھ ایسا جاگہ جاوید بھی اس کی جھلک نظر آتی ہے بھلا نعت میں نعت و کرم قال و قد  
 کیا تعلق مانا کہ یہ بھی سنجیدگی سے غنیمت کی بات ہے کہ جو مقصد نعت کی زبان ہی وہ بالکل غائب ہے  
 نعت گوئی کے سلسلے میں کئی ہدایات ہیں مثلاً دوسرے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل  
 نہ ہو ایسا استعارات و تشبیہات کا استعمال نہ ہو جو ایک شاہد باز انداز پر صادق آسکیں بندے  
 اور نبی کو خدا نہ بنا دیا جائے۔ شاہ معین الدین احمد ندوی نے "ارغوان حرم" کے دیباچہ میں لکھا  
 ہے کہ اس دواہ میں سب سے بڑی لغزش اور بیت اور نبوت کے حدود کو کھینے میں ہوتی ہے۔ اکثر  
 شعراء نبوت کے ڈانڈے اور بیت سے ملاتے ہیں۔ مثلاً

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر  
 اتر پڑا ہے دینے میں مصطفیٰ ہو کر



لغت کا بڑا مشہور و مقبول شعر سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ شعر نہ صرف توحید کے سرسرنائی پر  
بلکہ نبوت کی حقیقت کے خلاف ہے۔ ایک طرف یہ فراطہ غلو ہے اور دوسری طرف یہ تفریط و  
سوادب! یہ صرف نبوت ہی پر موقوف نہیں بلکہ دنیا کی ہر شے اپنے اصلی مقام میں بھلی معلوم  
ہوتی ہے اور اسی جائے میں اگر اس کا اصل کمال ظاہر ہوتا ہے تو خوبی کی بات ہے ورنہ نہیں۔  
در اصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک عبودیت اور نبوت کا ایک ایسا برفخ کبریٰ  
ہے جس پر دونوں جہاں کے کمالات ختم ہوتے ہیں۔ اس لیے جو تصور بھی ان کے مافی ہوگا  
اس کا انتساب آپ کے جانب گمراہی اور لغزش ہے جس قسم کی لغزش صحیح اسلامی تصورات سے  
ناواقفیت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ رسالت کا کمال اس میں نہیں کہ رسول کو خدا بنادیا جائے  
بلکہ کمال اس میں ہے کہ رسول دوبارہ عبودیت میں رہتے ہوئے بھی عبودیت اور نبوت کا ایسا کمال  
زمین پر ہو کہ اس کے آگے کمال کو کوئی درجہ تصور میں بھی نہ آ سکے۔

”صحیح لغت گوئی کے لئے ایک بہت خاص بات کی طرف جنگ بہادرانہ آتش نے اپنے  
نعتیہ محبوبہ کلام ”نسیم طیبہ“ میں توجہ دائی ہے کہ ضمیروں کا استعمال قابل غور ہے اور دو زبان  
میں کلمہ تعظیمی بہت سے تھیں اس لئے ”ناثر“ ”تو“ اور ”تم“ واحد حاضر کے لئے قابل اجتماع  
ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ عربی اور فارسی میں واحد حاضر کی ضمیر استعمال ہوتی ہے لیکن اردو میں  
ضمیروں کا استعمال ذوق صحیح پر جو شریعت کا بھی رہن منت ہو کسی قدر گراں گذرتا ہے۔ اگر  
ہو جائے تو اس جگہ ضمیر غائب کے الفاظ یعنی ”وہ“ ”ان“ ہو سکتے ہیں۔ واحد حاضر  
کے لئے کہ ”انہ کم“ ”آپ“ کا لفظ آ سکتا ہے۔

نرمش کہ لغت کہنے اندر صحیح طور پر کہنے میں بہت ذوق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
حضور دنیا کی ساری تشبیہیں اور تشبیہیں سرنگوں نظر آتی ہیں۔ مجبوراً شاعر کو سپر انداختہ

ہونا پڑتا ہے اور اس وقت وہ کہہ لگتا ہے ۛ

عزّی کتاب این لغت است نہ صراست

آہستہ کہہ بردم تیغ است قدم را

”نعت“ ”نثر و نظم دونوں طرح سے کہی جاتی ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

نعت سب سے پہلے خالق کائنات نے فرمائی اور نبوت میں قرآن جیسا ابدی و سرمدی

”گلرنگ نعت“ جاری رہنمائی کے لئے ہمیں دیا۔ اس میں ہم کو نعت کے تمام اقسام

لیں گے مثلاً کہیں ان کی تعریف و توصیف کہیں ان کے صحبت یافتہ صحابہ کرام کی، کبھی ان

کی جان کی قسم کھائی جا رہی ہے، تو کبھی ان کے پاک شہر کی، کہیں ان کی ادائیں،

یا دیکھی جا رہی ہیں تو کہیں ان کا لباس، کبھی طرح طرح کے القاب ادا ہو رہے ہیں تو کبھی

دشمنوں اور کافروں کے تراشے ہوئے الزامات کا جواب دیا جا رہا ہے۔۔۔ غرض کہ

کلامِ الہی میں نعت مبارک کا انداز یہ ہے۔

تُحَمَّدُ أَرْسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ الْآيَةِ - لَا أُقْسِمُ بِهَذَا

الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ لَعَمْرُكَ إِنَّمَا نَعْبُدُكَ يَكْفُرُ بَعْثُهُمْ

إِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا - وَقِيلَ لَهُ يَا رَبِّ - يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ - يَا أَيُّهَا

الْمُدَّثِّرُونَ - ظَلَمَ النَّبِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ - يَا أَيُّهَا

الْمُرْسَلُونَ - ظَلَمَ النَّبِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ - يَا أَيُّهَا

الْمُرْسَلُونَ - ظَلَمَ النَّبِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ - يَا أَيُّهَا

الْمُرْسَلُونَ - ظَلَمَ النَّبِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ - يَا أَيُّهَا

الْمُرْسَلُونَ - ظَلَمَ النَّبِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ - يَا أَيُّهَا



تم بھی ان پر دود و سلام بھیجو۔

عالم ارواح میں باری تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک کی محفل منعقد فرمائی اور انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجتمع فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک سنائی، ان سے ان کی اعانت اور اطاعت کا شاندار عہد و پیمان لیا۔ اور اس پر اپنی شہادت ثبت فرمائی۔ **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْحَابِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَفَاشْهَدُوا إِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ** [یعنی، (وہ وقت قابل ذکر ہے) جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء علیہم السلام سے] جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم (شرعی) دوں (اور) پھر تمہارے پاس کوئی (اود) پیغمبر آئے جو مصداق ہو اس (سلامت) کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر (دل سے) اعتقاد بھی لانا اور اس کی طرف ذمہ داری بھی کرنا (پھر یہ عہد بیان کر کے) فرمایا کہ آیات تم نے اقرار کیا اور اس (مضمون) پر میرا عہد (اور حکم) قبول کیا؟ وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ اہل شہادہ فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔)

سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی نبی آئے وہ سب آپ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے آئے اور آپ کی نعت پاک کہتے اور سناتے رہے۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اور دن کی طرح دعا اور کنایات پر اکتفا نہ کرتے ہوئے صفات نامنا می اور اسم گرامی کا بھی اعلان کر دیا۔ فرمایا کہ **وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ** [یعنی اور میں ایسے رسول کی خوشخبری

دینے والا ہوں جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمد ہے۔

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضورؐ نے خود اپنی زبان مبارک سے اپنی  
نعت فرمائی جس کی سیکڑوں شاخیں موجود ہیں۔ ایک مشہور و مسلم صحیح حدیث  
یہاں پیش کی جا رہی ہے کہ ”ایک مرتبہ مسجد نبویؐ میں صحابہ کرام جمع تھے اور آپس میں  
انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو رہا تھا اور ان کی خصوصیات بیان فرما رہے تھے  
ایک نے فرمایا آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نوح بنی اللہ کسی نے کہا موسیٰ کلیم اللہ کوئی  
بولایا ابراہیم خلیل اللہ اور کہیں سے آواز آئی عیسیٰ روح اللہ۔ سرکارِ دو عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم جو یہ تمام گفتگو بہ توجہ سن رہے تھے سامنے آئے اور زبانِ فیض تر جانی سے  
ارشاد فرمایا کہ ”تم لوگ آپس میں کیا تذکرہ کر رہے تھے؟“ اولا تو اس سوال پر صیبراہ  
خاموش رہے لیکن جب حضورؐ نے یقین دہایا کہ تم کوئی غلط کام نہیں کر رہے تھے۔ تو جو  
جس نے کہا تھا اس کا اعادہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرمائی کہ بیشک  
آدم صلی اللہ علیہ وسلم نوح بنی اللہ ابراہیم خلیل اللہ موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ میں  
مگر مجھے بھی پہچانتے ہو۔ یہ کہہ کر اپنی نعت پاک کا ایک معجزانہ سلسلہ یوں بیان کرنا  
شروع کیا جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

وَ اَنَا سَيِّدٌ لِّدَبْنِيْ اٰدَمَ وَ لَا فَخْرٌ  
وَمِيْ مَعْرَاۗءِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ لَا فَخْرٌ  
وَمِنْ دُوْنِهِ تَحْتَ يَوٰاۤئِيْ وَ لَا فَخْرٌ  
اَنَا اَقْلَمُ مِنْ مِيْخَرِجِ خَلْقِ نَجَّةٍ مَّا  
وَلَوْ اَخَذَ يَوْمَئِذٍ مِّسِيْرِيْ وَاَدَمَ  
الحدیث (یعنی اور میں وہ آدم کو قرار ہوں  
اور مجھ کوئی فخر نہیں۔ میں پہلا وہ شخص ہوں گا کہ جنت کے دروازوں کو حرکت دے کر  
میں وہ نمل ہوں گا اور میرے ساتھ مسلمان نقرار ہوں گے۔ اور مجھے کوئی فخر نہیں اور



اس دن اللہ کی حمد و ثنا کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا اور حضرت آدمؑ اور ان کے سوا  
 دوسرے لوگ میرے پرچم کے نیچے ہوں گے اور مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔  
 متذکرہ بالا سطور میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ اگر ایمان کی روشنی میں  
 نعت گوئی کی تائید کا جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نعت گوئی کی بڑی اہمیت ہے  
 اور اس کی تاریخ کا سلسلہ خدائے بزرگ و برتر سے شروع ہو کر قدسیوں کی جماعت تک  
 ہوتا ہوا نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے اور کچھ یہاں سے محدود خود  
 اپنے پاک مقدس مرتبے کے متعلق فرماتا ہے: **وانا حبیب اللہ**، لا خوراجی میں اللہ کا  
 محبوب خاص ہوں اور یہ بیان واقعہ ہے نیز یہ نہیں، اس کے بعد نعت گوئی صحابہ کرامؓ ائمہ  
 عظامؓ اور یار کبار اور سوفیوں کی خانقاہوں سے ہوتی ہوئی شعراء کی جماعت میں پہنچ کر  
 رام انسانوں کے دیکھے دنوں پر مریم رکھتی اور ان کے اخلاق کو سنوائتی یہ نعت گوئی  
 کے اس سفر کی کہانی بہت طویل مگر بہت دلچسپ ہے۔

زہو اسلام۔ یہاں شرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک جمالت و شفا  
 صدقات و گمراہی بہ امتنانی بہ کرداری مدارت دشمنی قتل و غارتگری نسق و نجوم جبر و  
 تشدد ظلم و بے انصافی چوری و زور و زور و زور تھا۔ ساری دنیا میں انسان معبود  
 بنے ہوئے تھے ان کی پوجا ہو رہی تھی وہ خدائی کر رہے تھے ان سب کے سامنے محمدؐ  
 کی جاتے تھے۔ ہاتھ جوڑتے جاتے تھے۔ جانوروں کی پوجا ہو رہی تھی آگ پانی  
 اور درختوں کی پوجا ہو رہی تھی جنوں بھرتوں کی پوجا ہو رہی تھی مخلوق  
 پرستی کا دور دورہ تھا کہ ہر شے معبود بن گئی تھی اور اس پرستش کی پائس کی شدت اتنی بڑھ  
 گئی تھی کہ کتنی ہی خیالی بتیاں معبود بنائی گئی تھیں جن کا کوئی وجود ہی نہ تھا البتہ شمار

غلام عام تھے جن کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ رقص و سرود مذہب اور دھرم کے لوازم  
 ہیں داخل تھے، دیوتاؤں کے سامنے ناچ گانے کے جلسے جیتے تھے اور فسق و فجور نے  
 خاشا ہوں، مندروں اور مٹھوں میں اڑے جالے تھے خدا کا تصور محض یہ تھا کہ خود ساختہ  
 مورتیں کو کائنات کا خالق و مالک۔ "نباتا اور کھجوا جانا کہ کارخانہ حیات کو یہی علامہ ہیں۔  
 تاریخ گواہ ہے کہ عرب کبھی وحدت و مرکزیت سے آشنا نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ ان پر  
 مزاج اور افکار کی کائنات تسلط رہا۔ ایک خاص قسم کی بدویانہ زندگی گزارتے گذارتے ان کا مزاج  
 مزاج پسندی کے لئے اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ وہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی گوارا نہیں کرتے تھے اور  
 ان کا مذہب و وحدت و مرکزیت پیدا کرنا ایک مرہال بن چکا تھا۔ سوسائٹی، کلچر اور ریاست  
 کے اعتبار سے بھی عرب ایک نہایت پست قوم تھی، مشہور مورخ علامہ ابن خلدون نے  
 تو ان کو ان کے مزاج کے اعتبار سے بھی ایک بالکل غیر سیاسی قوم قرار دیا تھا ممکن ہے کہ  
 بعضوں کو اس رائے سے اتفاق نہ ہو لیکن خود قرآن کریم نے بھی ان کو قَوْمَانِدَا کے لفظ  
 سے تعبیر فرمایا ہے جس کے معنی جھگڑاؤ قوم کے ہیں اس کے علاوہ ان کی تنظیم کے بارے میں فرمایا  
 ہے کہ تَوَافَقَتْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا الْفِتْنَةُ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ یعنی اگر تم زمین کے  
 سارے خزانے بھی خرچ کر دیتے جب بھی ان کے دلوں کو آپس میں جوڑ نہیں سکتے تھے، واصل  
 اتحاد تنظیم، شعور، تربیت اور حکم اطاعت وغیرہ جیسی چیزیں جن پر اجتماعی و سیاسی  
 زندگی کا انحصار ہوتا ہے ان کے اندر یکسر مفقود تھیں۔ زندگی کا نصب العین صرف پیدا ہونا کھانا  
 پینا، شادی کرنا، بچے پیدا کرنا، دنیا کے فرسٹاٹا نا اور مرگرنی میں مل جانا رہ گیا تھا۔

ایران، روم اور ہندوستان ہر پرستان مختلف تہذیب میں رہا تھا، محنت اور  
 دولت کی کشتی کشی جاری تھی، جوہرین اور بے لبروں کو سود و خواروں نے پامال کر دیا تھا، ارہود



سلاطین عام انسانی سطح سے بلند سمجھے جاتے تھے۔ حقوق انسانی کا تعین ذات پات مذاہب و ملت، صحت و دولت دیکھ کر کیا جاتا تھا۔ پسماندہ طبقہ پر سبر و غلظت روا سمجھا جاتا تھا۔ آقا اپنے غلاموں کو جبر و استبداد کی چکی میں پس رہے تھے۔ معمولی اور چھوٹے چھوٹے جرائم پر ان مجرموں کو نذر آتش کر دیا جاتا تھا۔ ان کو دہندوں کے سامنے ڈال کر ان کی تباہی و بربادی کا نظارہ کرنا لوگوں کو چسپ مشغلہ بن چکا تھا۔

ان ہی سماجی حالات کی طرح عربی شاعری بھی مصیبت جاہلیہ کا شکار تھی اور تمام بڑے بڑے شعراء اسی مصیبت کے دام میں گرفتار تھے جس سے کچھ ملنے کی امید ہوتی اس کی مدح میں قصیدے لکھ کر پڑھتے اور انعام و اکرام حاصل کرتے۔ جن سے ناراض ہوتے اس کی اتنی ہجو کرتے کہ وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو جاتا۔ مشہور ہے کہ مکہ اور مہلف کے درمیان ایک بازار لگتا اور یہاں سال میں ایک مرتبہ عرب کا ہر چھوٹا بڑا شاعر جمع ہو کر اپنے اشعار سناتا اور داد دیتا، کوئی کسی کی تعریف کرتا تو اسے آسمان پر چڑھا دیتا۔ کوئی کسی کی ہجو کرتا تو اسے سر یا زار ذلیل و خوار ہونا پڑتا۔ کوئی حسن و عشق کا مارا محبوب کی عنبریں زلفوں سے طوق و سلاسل تک پہنچا جاتا غرضیکہ ہر ایک اپنی تعالیت کے جوہر دکھاتا لیکن ان باتوں کے باوجود بھی عرب کے ”جاہل شعراء“ میں حق و صداقت بدرجہ اتم موجود تھی۔ عرب کے قصیدہ شاعری کی بنیاد سچائی پر رکھی ہوئی تھی اور حقیقت کی ترجمانی اس کا مقصد تھا۔ یہاں کی شاعری میں رزم و بزم کے وہ مناظر پیش کئے گئے ہیں کہ ہر جگہ زندگی کو روٹ بدلتی ہوتی نظر آتی ہے۔

عرب کے شعراء کی حق گوئی کے سلسلے میں حاکمی نے مقدمہ شعرو شاعری میں صاحب عقد الفرید کے توسط سے عرب کے زمانہ جاہلیت کے ایک مسلم الثبوت شاعر زہیر ابن ابی سلمیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

فَإِنَّ أَحْسَنَ بَيْتٍ قَامِلُهُ بَيْتٌ يُقَالُ إِنَّا نَشْدُوهُ صَدَقًا

یعنی سب سے بہتر شعر جو تم کہہ سکتے ہو وہ ہے کہ جب پڑھا جائے تو لوگ کہیں کہ حق کہا ہے  
 اکنہ ہیرین الی سلسلے کے متعلق سیدنا عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اِنَّهُ اشْعَرُ الشُّعْرَاءِ وَلَئِنَّهُ لَا يَمُنُّ  
 إِلَّا مَنْ تَحَقَّقًا یعنی وہ افضل ترین شعرا میں سے ہے کیونکہ وہ اسی کی طرح کرتا ہے جو مستحق  
 صلح ہی حال نے ایک جگہ اور لکھا ہے کہ ایک بار بنی تمیم نے سلامتہ بن جندل سے جو ایک جاہلی  
 شاعر تھا درخواست کی مَجْدُنَا بِشِعْرِكَ (یعنی تو اپنے مدحیہ اشعار سے ہماری عزت  
 بڑھا) اس نے جواب دیا اَنْعَلُوا احْسَنُ اقْوَلُ (یعنی پہلے تم کچھ کر دکھاؤ تاکہ  
 میں اس کو بیان کروں)۔

شعراے عربؓ بنی مدح سے مدوح کی خوبیوں کو نہ الم آشکارا کر کے ان کی شخصیت کو  
 چار چاند لگا دیتے اور سب سے ذلیل و رسوا کر دیتے۔ اس عزت و رسوائی کا سبب محض  
 ان کے اشعار کی جاودہ بیاہی نہیں تھی بلکہ ان میں تہ کو بھی برابر کا دخل ہوتا۔ اس طرح میں ایک  
 واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت سمیون بن قیس (اعشی) کے پاس گئی اور کہا کہ میری  
 میری غلغلی اور زناہری کی وجہ سے میری بیٹیوں سے کوئی شادی نہیں کرتا اگر تو ان کی تعریف  
 میں کوئی قصیدہ کہہ دے تو یقین ہے کہ ان کی شادی ہو جائے گی۔ اعشی نے قصیدہ لکھ دیا۔  
 جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے حسن و جمال کی شہرت ہو گئی اور قصیدہ نے اسرار و دروساً  
 کو ان لڑکیوں کے حسن کا دالہ و شیدائنا دیا اور ان کی شادیاں بڑے بڑے امیروں سے  
 ہوئیں۔ اس قصیدہ میں کہ ل شاعری سے زیادہ حق و صداقت کا کو دخل ہے۔ اور یہی  
 وجہ ہے کہ اس نے لوگوں کے "من مودہ" اے سمیون بھی تمیں (اعشی) کو یہ شرف  
 حاصل ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پہلا قصیدہ لکھا اور تاریخ



اعتبار سے عربی کی پہلی "نعت" اس کا قصیدہ ہی قرار پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ اور سخاوت و فیاضی کا سماں اعلیٰ نے فنا و اشتیاق میں آپ سے ملے چلا اور ایک قصیدہ کہتا ہوا راہ سفر طے کرنے لگا لیکن جب مکہ معظمہ پہنچا تو قریش مکہ نے اس کو کچھ دے دلا کر واپس کر دیا کہ کہیں حضور سے مل کر عشیٰ اسلام نہ قبول کر لے اور اس کے شعر سن کر اہل مکہ کے دل نہ پھر جائیں اس طرح یہ عظیم شاعر عربی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر ملے ہوئے اور قبول اسلام سے محروم واپس چلا گیا لیکن اس کے اشعار آج بھی موجود ہیں جو عرب کی "جاہلی شعراء" کی صداقت کے شاہد ہیں چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

والہیت لا ارضی لہا من کلالۃ      ولا من وحی حتی تلافی محمد

امید میں نہ قسم کھائی کہ نہ ترس کھاؤں گا تھکنے پر      نہ پیر کے پھلنے پر یہاں تک کہ نہ مجھ سے ملے

منی ہانتھا خی عند باب بن ہاشم      تراحمی و تلغی من نو اسلہ ندی

جب یہ قیام کر گیا ابن ہاشم کے دروازہ پر      آرام حاصل کر گیا اور پاس گیا انکی غیاض و درخت

نبی ہری ما لا یبدون و نکوہ      اغار لہم سی فی البلاد و انجداد

ایسا نبی جو دیکھتا ہوا اس کو مسکو نہیں دیکھتے لوگ وہاں کا تذکرہ چھایا کلوز کے پست بالاحسن و بکیر و کرم

لہ صدقات ما تغاب منائل      ولیس عطاء ایوم بمعصیدا

اس کے ایسے عطیے ہیں جو مانگہ نہیں کرتے اور انعام اور نہ آج انعام کل کے انعام کو روکتا ہے

یہ بھی حقیقت ہے کہ کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت پر عمل نہ کرنے کے باوجود

بھی کبھی آپ کو امین و صادق ماننے سے انکار نہ کر سکے اور آپ کی سخاوت و سخاوت کی ری کے

ہمیشہ معترف رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اور بھی "جاہلی شعراء" آپ کی مدح و ثناء

میں رطب اللسان تھے۔

جب اسلام آیا تو اس نے فکر معاش سے زیادہ فکر معاد کا تصور عطا کیا ہے اعلیٰ انسانی  
 قدروں کی دلوں میں توقیر پیدا ہوئی، انسانیت صرف اخلاقی معراج پر ہی نہیں بیٹھ سکتی بلکہ عقلی اور  
 ذہنی بلند یوں کی طرف بھی گامزن ہوئی دنیا اسلام کی بدولت نئے علوم سے آگاہ ہوئی۔ علم  
 کے پوشیدہ دفینے دریافت ہوئے۔ کتنے ہی چھپے ہوئے علم و ادب کے آفتاب و ماہتاب  
 طلوع ہوئے اور ایک نئی صبح و شام کا آغاز ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ الوداع وہ منشور ہے جس کو سننے کے لئے اولاد آدم  
 کے کان صدیوں سے ترس رہے تھے یہی پند و اور پر خلوص دُپرسوز آواز تھی جس نے لوگوں  
 کو خبردار کر دیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں، سلطنت اسی کے واسطے  
 ہے اور حمد بھی اسی کے واسطے ہے وہی زندگی اور موت دیتا ہے، اور ہر شے پر قادر ہے۔ ایک  
 کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اسی ایک نے  
 تمام گمراہوں کو ہرکت دی۔ لوگو! خبردار کہ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم)،  
 بھی ایک ہی ہے۔ خبردار کہ عربی کو غمی پر فضیلت ہے نہ غمی کو عربی پر۔ نہ سرخ کو سیاہ  
 پر اور نہ سیاہ کو سرخ پر ہاں اگر جد جرات پر فضیلت ہے تو پرہیزگاری و تقویٰ کی بناء پر  
 تمہارے غلام۔ تمہارے غلام (و کچھ ہمیشہ ان کا خیال رکھنا۔ جو خود کھانا  
 دہی ان کو کھلانا جو خود پہنتا وہی ان کو پہناتا۔ عورتوں کے معاملہ میں خدا سے  
 ڈرنا۔ جاہلیت قبل از محمد رسالت کے تمام خون (کے قہیے) باطل قرار دیئے گئے اور  
 سب نیکے حکم اپنے حسان دان (ربیع بن حسانث) کے بیٹے کا خون باطل قرار  
 دیتے ہوں۔ جاہلیت کے تمام سود باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے  
 خاندان کے سود یعنی عباس بن عبد المطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔ خبردار۔ بھرم



اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے۔ قبر دارِ باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں اور نہ بیٹے کے جرم کا باپ ذمہ دار ہے۔ حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے۔ میں نے وہی وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور میں نے وہی چیز حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہے۔

ان اشارات سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپؐ نے جو پیغام ہم تک پہنچایا وہ مدت کا اتنا طویل خلیج حائل ہونے کے باوجود آج بھی زندہ تیار کندہ ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔

ظہور اسلام سے زندگی کا کوئی بھی تاریک گوشہ اب نہ بچ سکا جو ملک نہ اٹھا جو جس طرح اسلام نے زلف پریشان کائنات کو سنوارا اور زندگی کے حسن کو دکھایا۔ اسی طرح شاعر ادب کے لئے بھی ایک نئی راہ پیدا کر دی اور وہ شاعری جو عصیتِ جاہلیہ کا شرکار تھی ٹھٹھہ کر رہ گئی اور رختِ بلند سماجی مقاصد سے قریب تر ہوتی چلی گئی یہاں شہنشاہوں کے دربار سے نکل کر اب یہی شاعری جمالِ سخن محری کی والدہ شیدا ہو گئی۔ بغض و حسد نفرت و کینہ اور مجازی عشق و محبت کی داستانیں نغمہ ہائے نعت پر تبدیل ہو گئیں۔ نعت نے سرفراز بن کر صلی اللہ علیہ وسلم کے خند و خیاں ہی کو نہیں اُجاگر کیا بلکہ اس کے ذریعہ آپؐ کا پیغام عوام تک پہنچایا نہ مانے کے تائے ہوئے اور گرے پڑے لوگوں کو ترقی دینے کا پیغام دیا۔ گمراہے اخلاق کو سدھارا۔ اسیرِ غریب کے امتیاز کو مٹایا۔ عداوت اور نفرت کو مٹانے والوں کو محبت کرنا سکھایا۔ ساری دنیا کو ایک انسانیت پر اداری کا سند لے کر پہنچایا، مایا کے مورہ میں ڈوبے ہوئے دنیا پرستوں کو نیکی اور سچائی کی راہ دکھائی شعرا نے فن کو زندگی کی تعمیرِ اصلاح کے لئے وقف کر دیا ان مشہیر شعراء میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ

حضرت کعب بن مالک اور حضرت قنزل بن خطاب وغیرہ ہیں۔

غزوات کی ابتداء پر عرب کے "جاہلی شعراء" کی تیغ زبان بھی اسلام کے مقابلے کے لئے بنیام ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عاہ کو جمعیں فن شعر میں کمال حاصل تھا ان جاہلی شعراء کی نظموں کے جوابات دینے پر مامور فرمایا مختلف موقعوں پر مختلف شعراء نے اپنی فصاحت و بلاغت کی تیغ آجڑا سے اسلام کی رفعت کی کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ بعض عرب قبائل اپنے قبیلے کے خطیب شاعر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مبارزت طلبی کی۔ آپ نے فرمایا "میں شعر کے ساتھ مسوخت نہیں ہوا ہوں۔" یہ اس ہمہ ان کی مبارزت کے جواب میں کسی صحابی شاعر کو جواب دینے کا حکم عطا فرمایا اور صحابی شاعر کا کلام سن کر حق کی تائید سے غیر مومن قبیلے کے آنے والے شاعر نے اپنے مجز کا اعتراف کیا اور قبیلے کا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ سیرت نگاروں نے ایسے شعراء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ **وفاشعرو علیہ الصلوٰۃ والسلام السدین یذنون (یدفعون) عن الاسلام ویحرمونہ لا الذین مدحوا بالشعر من ہوا صحابہ وفسادھم** (یعنی اور آپ کے شعراء جو اسلام کی ممانعت کرتے تھے اور اس کی حمایت کرتے تھے نہ کہ وہ جنہوں نے صحابہ صحابیات میں سے آپ کی مدح میں اشعار کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلنے میں جس طرح مشرکین مکہ نے کوئی کسر اٹھانہ رکھی اسی طرح ان کے شعراء نے بھی اس کام میں بڑا حصہ لیا اور آپ کو اپنے اشعار سے تکلیف پہونچائی۔ اس سلسلہ میں آپ کے ایک قری عزیز ابوسفیان بن حارث بن



مرد لطافت بڑی تلخ کلامی سے کام لیا۔ اس پر وہ شاعر جو اسلام قبول کر چکے تھے  
 آپ کی توہین برداشت نہ کر سکے اور ان میں سے حضرت حسان بن ثابت نے جواب  
 دینے کی اجازت آپ سے چاہی تو آپ نے فرمایا ”حسان آخر تم ابوسفیان کی ہجو کیوں کر  
 کرو گے؟ میں بھی تو اسی خاندان کا ایک فرد ہوں۔“ حضرت حسانؓ نے عرض کیا  
 ”یا رسول اللہ میں آپ کو اس طرح بجاؤں گا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا  
 ہے۔“ اور پھر ابوسفیان کو یوں جواب دیا۔

ہجوت محمد افلجبت علیہ وعند اللہ فی ذالک المحراء  
 (تم نے محمدؐ کی ہجو کی جس کا میں نے جواب دیا اور میرے لئے خدا کے یہاں اس کا اجر ہے  
 اتھجودہ ولست لہو یکفو فشرکما الخیر کمافنداء  
 تم آنحضرتؐ کی ہجو کرتے ہو حالانکہ تم ان کے ہمسر نہیں تم سر اپا شر ہو امدہ سر اپا خیر اس لئے تم جیسو کو اپر تر بارزیا جاتو ہے  
 ہجوت محمد ابراحنفاً امین اللہ شمیہ حیاء  
 تم نے اس ذات گرامیؐ کی ہجو کی جو بابرکت ہے نیک سرتہ پر استباز اور خدا کی امین و اور جس کا خدا شرفیاء

مندرجہ بالا اشعار سامنے رکھ کر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا جرنیاتی پہلو، اگر ایک طرف ہے تو دوسری طرف ان کی تعیمات، ان کا اپنا کردار و خلاق۔  
 شاعر نے ہجو کا جواب بھی دیا اور پیغام بھی دیا ہے۔ ”وہ سر اپا شر ہو امدہ  
 وہ سر اپا خیر۔“ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لغت نے آج ت پہلے  
 بھی بگڑے ہوئے عادات و اطوار کو سنوارا تھا اور آج کا شاعر بھی ”لغت“ کے

ربیعہ دنیہ کو یہ پیغام دیتا ہوا چلتا ہے۔

جو ٹھکراے ہوئے تھے دہر کے وہ تیری محفل میں

مکرم بنتے جاتے ہیں معظّم ہوتے جاتے ہیں

آگے چل کر "نعت" نے سماج کے رگ و پے میں سما کر دنیا کے سامنے انسانی بھائی چارہ

ن و سلامتی، میل جول، اتحاد باہمی، رزم و پیکار، سیرت و سوانح، روحانیت و تزکیہ باطن

نے اعلیٰ مسائل، معاشرہ کی تصویریں، ملکی و سیاسی زندگی کے نقشے بڑے تنوع سے پیش

کئے۔ جس کے لئے جزیہ و ذریعہ دق اور دوسرے بارغ نظر شعرائے زمین ہوا کی نفی۔

جیسے جیسے اسلام ترقی کرتا گیا ویسے ویسے نعت گوئی کے قدم میدانِ ادب میں جمتے

ئے یہاں تک کہ اسلام ایران پہنچ گیا۔ مسلمان ایران میں سلطنتوں کو پال کرتے اپنی سیاسی

تہذیب اور دین کی فتح کے پرچم لہراتے ہوئے داخل ہوئے اور یہاں کے بسے والوں

، زندگی، تمدن اور مذہب بڑا گہرائی کا اثر ڈالا عربوں کی فتح ایران اور عربی کے ہر گزیر

نے فارسی کو ایک نیا روپ اور ادبی ارزش کے نئے زبور دیے اور اب فارسی زبان

نے رنگ آبنگ کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔ عربی کے اتنے گہرے اثر سے یہاں دوسرے اصناف

نعت میں بھی طبع آزاد ہوئی اور آگے چل کر نعت نے یہاں ایک نئے قسم کا معیار

آتی ادب تخلیق کیا جو گارخانہ حیات کی تزیین و ارزش میں بہت مددگار ثابت ہوا

فارسی شاعری پر چونکہ عرصہ دراز تک تصوف کا رنگ غالب رہا اس لئے فارسی

قتبہ شاعری کو بڑا عروج حاصل ہوا جس کی صحیح اور سچی تصویر کشی ہمیں سعدی، حافظ، جامی

کی آتی اخلاق، آتی اندر غزنی کے کلام میں ملتی ہے۔ یہاں نعت گوئی عقیدت اور ادب و احترام

کا ذریعہ تانہ فکر و فن کی راہوں پر گامزن ہوئی اور ردیف و قافیہ کی شگفتگی، بحر کی رنگینی و ترنم



آفرینی اندازہ بیان کے دالہانہ پن اور فنی پختگی کے علاوہ جاؤ بیت و شتریت اور خلو میں نیت کی آئینہ داندہ بنی کہیں ایک عاشق مجبور کا نالہ فراق بن کر چلی اور کہیں مجبوری و مجبوری میں مست و سرشار نظر آئی۔

فارسی کی نقیہ شاعری کو یوں بھی بڑی اہمیت حاصل ہے کہ فارسی ہی نے نعت گوئی کو بحیثیت ایک صنف سخن کے میدان شعر و ادب میں صفت آرا کیا جہاں نعت اپنے غزم و عمل کا لہجہ مانوا کر رہی۔

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ ہندوستان میں جو سلاطین آئے وہ اور ان کے ہمراہی فارسی بولتے ہوئے آئے ان کی آمد نے تاریخ ہند میں ایک نئے باب کا آغاز کیا حکومت کے طور طریقے کو روٹ بدلی ایک نیا تمدن ظہور میں آیا۔ تہذیب کے خاکوں میں نئے رنگ بھرنے میں اس رسم و رواج اور بھلی چال میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں۔ اس طرح ایک زبردست تہذیبی انقلاب رونما ہوا جس کے اثرات تاریخ نے محفوظ رکھے۔

دینی سہاشرے میں زبان اور بول چال بڑی اہمیت رکھتی ہے معاشرے میں جو بھی تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ زبان و ادب میں خاص طریقے سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد ہندو مسلم جمل اور رائج رہا بھی کا جو سلسلہ شروع ہوا اس نے زبان کی ایک نئی تاریخ پیدا کر دی۔ اور مسلمانوں کی زبان فارسی نے یہاں بول جانے والی زبانوں میں گھل مل کر ایک نئی زبان بننے کے تمام عناصر مہیا کر دیے اور اس نئی زبان کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سیکڑوں برس کی طویل مسافت پر لڑ پڑی آگے چل کر یہ نئی زبان مختلف خطوں میں مختلف ناموں سے پکار دی گئی اور آج میں ملک کے طول و عرض میں اردو کہلاتی۔

آغاز میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (اجمیری) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ  
 (دہلی) حضرت بابا فرید الدین گنج شکر (پنجاب)، بوعلی خاں طنڈر (پانی پت کرنال سیدہ  
 محمد غوثؒ گوالیار)، حضرت مخدوم مہانویؒ (نبی)، حضرت شرف الدین کھلی منیریؒ (بہار)  
 حضرت بندہ نوازہ گیسو درازؒ (دکن)، مخدوم جہانگیر شرف سمنانی کچھوچھوئی (ادو) شیخ احمد  
 سرہندی (سرہند) اور رسول کاوشی اور پتی روحانیت کا پیغام لیکر دین مذہب کے پرچار کیلئے آئے ان  
 کی زبان فارسی تھی جس سے یہاں کے عوام ناواقف تھے۔ اس لئے اللہ والوں کے اس  
 گروہ نے یہاں بولی جانے والی زبانیں سیکھیں اور اپنا پیغام اسی زبان کے ذریعے  
 ملک کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا جس نے علم تصوف اور رسول خدا کی محبت عام کرنے میں بڑی  
 مدد دی۔ اردو نعت گوئی کو ترقی دیتے ہیں ان صوفیاء کرام اور اولیاء کبار کا بڑا ہاتھ ہے  
 جس کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ انھیں کا کرم ہے کہ آج بھی ملک کے گوشے گوشے  
 میں نعت کے نغمہ بائے دلکش گونج رہے ہیں۔

ہندوستان میں نعت گوئی کی ابتدا یہ زبان فارسی اسی وقت ہو چکی تھی جب اردو  
 زبان کا خاکہ بن رہا تھا اور یہ اپنی پوری آب و تاب اور چمک دمک کے ساتھ جلوہ گر نہیں  
 ہو پائی تھی۔ اس عہد کے فارسی شعرا حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت نظام الدین اولیاؒ  
 اور حضرت امیر خسروؒ کا کلام شاہد ہے کہ نعت اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ اس دور  
 میں نظر آتی ہے جو آپ انتخاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

قدیم اردو اور ہندی میں ہمیں نعت کا جتہ جتہ کلام مثلاً کبیرؒ اس کا یہ دوہا ہے  
 عدد نکالو ہر خبر سے جو گن کر لودا سئے      دو لاکے کچلے کر لو بیس کا بھاگ لگائے  
 باقی بچے کے نو گن کر لودا س میں دواوڑ لگائے      کہت کبیر سنو بھائی سادھو نام محمدؐ آئے



قولتا ہے لیکن اس کو ہم نعت گوئی کا آغاز نہیں کہہ سکتے۔ البتہ مذاق نعت گوئی عام کرنے میں اس کلام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ **۱۵۱۷ھ** میں سرزمین دکن سے سید محمد حسین بندہ نواز حواجہ گیسو دراز خضر پستی اور دین علم تصوف اور حدیث تبلیغ و ہدایت اور فقہ و سلوک کا درس دینے ہوئے آئے۔ اور باقاعدہ طور پر نعت لکھی مگر اس کو بھی نعت گوئی کی ابتدا کہنا صحیح نہیں ہے اس بہمنی دور میں جتنی بھی مثنویاں لکھی گئیں سب میں نعت کا جز و ضرور ہے۔ جو ایک لحاظ سے مثنوی کے لئے ضروری تصور کیا جاتا ہے۔

بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد قطب شاہی دور کا آغاز ہوا۔ اس دور میں اردو کافی بچھ گئی اور ایک ہمایوں فرقہ کا قیام جلوہ گر ہوا۔ اس دور میں ہم کو نعتیہ کلام کافی ملتا ہے۔ قواعد اردو نعت گوئی کا آغاز اسی دور میں ہوا۔ اس دور کی متعدد نعتیہ مثنویاں ملتی ہیں مثلاً محمد قلی صاحب نساء مجرب شاہ اور عبد اللہ قطب شاہ کے علاوہ اس دور میں سید بلال قلی ناک کے ایک سانچہ کی مثنوی ملتی ہے جو حرارت، رگڑتے مودت ہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے زین کو لکھ کر آیا ہے۔ اس میں افریبا پیدہ سے زائد شعر ہیں اور اس کی تصنیف **۱۵۱۷ھ** میں ہوئی۔ اس کے بعد کتب خانہ سالار جنگ و کتب خانہ اصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہیں۔

عادل شاہی دور کے ایک شاعر مختار کی بھی ایک مثنوی ”معراج نامہ“ ہے جو **۹۴۰ھ** میں تصنیف ہوئی اور اس میں بھی معراج کے واقعات بہت تفصیل سے لکھے ہیں یہ مثنوی تقریباً ۲۵ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔

شعرا ہند میں مولانا عبدالسلام ندوی نے تذکرہ قدرت اللہ شوقی تذکرہ غلام محی الدین  
عشق کی نیراحت سے لکھا ہے کہ محمد عادل شاہ کے عہد میں مولانا نصر قی نے ایک شعرا کا نام  
لکھا جو ایک سو اکتیس شعروں پر مشتمل ہے۔

عہد مغلیہ میں عبدالمحمد ترقی نے ایک مثنوی "شامل النبی" کے نام سے لکھی جس کا سنہ  
تصنیف ۱۱۱۵ھ ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرایا اخلاق و عادات کو نہایت  
خوبی سے قلمبند کیا ہے اس کا ایک قلمی نسخہ "ادارۃ ادبیات اردو جدید آبادکن میں محفوظ ہے۔

اس کے بعد اسی دور میں سیر فیاض دلی دیواری نے ایک نعتیہ مثنوی لکھی جس کا نام  
"روضۃ الانوار" ہے۔ یہ ۱۱۵۵ھ میں تصنیف ہوئی اور اب نایاب ہے۔ اس میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا بیان نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ اس کے علاوہ  
انھوں نے کئی اور بھی مثنویاں لکھیں جن کے نعتیہ شعرا قابل داد و تحسین ہیں۔ اسی دور کے  
ایک اور شاعر سید محمد ذراقی نے نعت گوئی کو اپنا شعار بنالیا۔ یہ ایک مثنوی آدمی تھے تادم آخر  
نعت و نعت و مرثیہ لکھتے رہے۔ ان کی نعتیہ غزل ہر دست ہوئی ہے جو انتخاب میں درج  
ہے۔ ان کی اس غزل سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب نعت غزل کے (FORM) پر کبھی  
جانتے لگی تھی اور کافی ترقی کر چکی تھی۔

شہان ہند میں یوں تو سودا اور میر کے علاوہ متعدد نعتیہ شاعر لکھے گئے ہیں جب کہ اس زمانے  
کا دستور تھا کہ شعرا اپنے دوادین کا آغاز حمد و نعت ہی سے کیا کرتے تھے۔ قدامت کے اس  
دور میں نظیر اکبر آبادی جرات، انشا، مصحفی، رحیم، میر محمد، بیدار اور رنگین وغیرہ  
سبھی نے نعتیں لکھیں اور یہی طبیعتوں کی اوج سے بڑی مشعل زمیوں میں طبع آزمائی کی۔



اور نعت کو صحیح طور پر کہا ان میں سے بعض بیک بھی گئے مابہم قدام کے پہلے دور کی طرح نعت گوئی کو شعرا کسی نے نہیں بنایا اور نہ ان مشاہیر شعرا کی طبع آزمائی کے باوجود نعت گوئی مستقل صنف سخن قرار پائی۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ اس وقت شعرا بادشاہوں اور امرار کے درباروں سے منسلک تھے اور نعت دن بادشاہوں اور امرار کی طرح کے مختلف پہلوؤں پر خورد کیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کو مبالغہ آرائی اور تجویز طبع سے بھٹ کر غور و فکر کا موقع ہی نہیں ملتا تھا اس مبالغہ آرائی کی وجہ سے شعرا (CREATIVE FACULTY) صد حیت تخلیق رفتہ رفتہ مردہ ہوتی جا رہی تھی۔

قدما کے دور میں نعت گوئی کے لئے تمجید و مخصوص تھا۔ ہومن اور غائب نے بھی ان ہی کی تسبیح کی۔ لیکن اسی دور میں مولوی غلام امام شہید نے اس میدان کی اور وسعت دی اور قصیدے کے علاوہ غزل، سنوئی اور زرجع بند وغیرہ میں غنیمتیں لکھیں جس سے نعت گوئی ہا مستقبل کچھ تابناک نظر آنے لگے۔

اگرچہ اس سے قبل بھی شعرا نے غنیمت سنوئیاں اور حبستہ حبستہ غزلیں بھی لکھیں تھیں تاہم ان میں شاعری بہت کم تھی۔ محض عقیدت اور محبت کو سیدھے سادھے الفاظ میں نظم کر دیا تھا۔ لیکن مولوی غلام امام شہید نے ان میں شاعرانہ رنگ کی آمیزش کی تشبیہات و استعارات، بچہ کی رنگینی اور ترنم آفرینی سے نعت کو بڑی وسعت دی۔ انھوں نے ایک مخصوص رنگ اپنایا۔ جس نے آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام کیا۔ اسی دور میں لطف ملی خاں لطف بریلوی نے بھی نعت گوئی کو اپنا شعار بنایا اور کافی شہرت حاصل کی لیکن یہ غلام امام شہید کی سی روحانی شگفتگی اپنے کلام میں پیدا نہ کر سکے۔ کچھ بھی انھوں نے نہ نثر کی بھر نعت ہی کہی اور ان نعتیہ دیوان یادگار میں جھوٹا کرامت ملی شہیدی بھی اسی دور کے شاعر

ہیں انھوں نے بھی تادم آخر نعت ہی کہی اور جب فریضہ حج کے بعد مدینہ منورہ جا رہے تھے تو راستے میں بیمار پڑے اور تمام منزلیں طے کرنے کے بعد جب "بیرہلی" پر پہنچے جہاں سے گنبد خضر اصفان دکھائی دیتا ہے تو ایک حسرت ناک نظر و منہ مظهر پر ڈالی اور اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اور اس طرح شہیدی کی یہ آمد زو پوری ہو گئی۔

تمنا ہے درختوں پر تھے روئے کے جا بیٹھے      نفس جس وقت ٹوٹے طائر درج مقید کا  
 ساخرین کے دور میں یوں تو تقریباً سبھی شاعروں نے نعت کہی لیکن وہ پہلا سادہ لوح اور جوش ختم ہو گیا۔ پھر بھی اسی دور نے ہم کو امیر مینائی جیسا باکماں نعت گو شاعر دیا۔ انھوں نے آخر عمر میں ایک نعتیہ دیوان "محمد خاتم النبیین" ترتیب دیا۔ ان کا کلام بھی عیوب سے پاک نہیں جیسا کہ انھوں نے خود تحریر کیا تھا۔ "بقول بابائے اسد مولوی عبدالحق (مرحوم) انھوں نے بہت اعتدال سے کام لیا ہے۔ منشی صاحب کا نعتیہ کلام بہت غنیمت ہے۔

منشی امیر مینائی اگر ایک دور کے خاتم ہیں تو محسن کا کو مدی دوسرے دور کے بانی محسن نے دبستان مکتوب میں آنکھ کھولی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شاعر راہ بھٹک کر تختی ہرزہ گوئی اور صنلج جگت کے کوچوں میں جان بچاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود محسن نے مسانت اور سنجیدگی کی راہ اختیار کی اور اپنا موضوع "نعت" انتخاب کیا۔ محسن کے کلام کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ موضوع کے اعتبار سے جدت، اسلامی تصوف اور ہندی روحانیت کا مزاج اور حدیث و اعتقاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مذاق شاعرانہ کے ساتھ نکتہ آفرینی مخلص و محبت کے اظہار میں تہذیب و مسانت کا پاس ان کے کلام کی خوبیاں ہیں۔

جدید اسد شاعری کے بانی مہمانی خواجہ الطاف حسین حالی نے بھی اس میدان کو



کافی وسیع کیا اور سندس کے علاوہ بہت اچھے نعتیہ قصائد کہئے۔ حوالی کی یہ خصوصیات انہیں صدیوں بعد متاثر کر سکی۔ اور اب نعت گوئی نے باقاعدہ ادبی طور پر دونوں میں گھر کر لیا اگر اس دور کو نعت گوئی کا سُہری دور کہا جائے تو یہ بجا ہے۔

اسی دور نے ہم کو اکبر الہ آبادی علامہ اقبال، نضر علی خان محمد علی جوہر، صدر شاہان بریلوی، حسن بریلوی، اکبر وارثی، میرٹھی، سیان و یزدانی، میرٹھی، سائید علی، جنتی، ہزارہ، کس پر، شاد، اقبال، سہیل، دوارام، کوثری، شیوپر شاہ، دوہی، اور بہید شاہ وادتی جیسے باکمال شعرا کے فصلِ حالات کے لئے صفحات کی تنگی دامانی سدا رہی ہے۔ ان کا کلام خود ان کا خار ہے جو بھی اجمالی طور پر یہ لکھا جاسکتا ہے کہ اردو کی نعتیہ شاعری اس دور کی مسنون اسان ہے اور اس نے اس دور میں ترقی کی بڑی کھس منزلیں طے کیں۔ اس کے بعد یہ ترقی یافتہ نعت گوئی یز دورِ حاضر تک پہنچاتی ہے۔

دورِ حاضر نے حفیظ جالندھری، محمد نواز، اقبال، عارف شاہجہاں پوری، اتر مراد علی، صدیق، بہت دیکھوئی، رافت سادری، اتم، مظفر گمری، انور صاحب، بری، انوار، غلامی، جگت، ذاک، ناہن، ذریعہ، بلکہ عرش، مسبان، و غنیمت النساء، یکم، شفیق، جویری، شہزاد میری، اور راجہ سدیفی جیسے اکرام شعرا کو جنم دیا۔ جو آج بھی "نعت" کے ذریعہ ایک نئے قسم کا اخلاقی، ادبی، تعلیمی کر رہے ہیں اور ساری دنیا کو انسانی بھائی جبارہ میں یک دور اس میں سدا متی کا پیغام دے رہے ہیں۔

# عربی نعت

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٍ يَتَضَاءُ بِهِ

مُهَيِّدٌ مِّنْ سُبُوحِ اللَّهِ مَسْلُوكِ

حضرت کعب بن زبیر



حضرت

حسان

بن ثابت

الم تری ان اللہ ارسل عبدا  
کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بھیجا اپنے بندے کو رسول بنا کر  
بابا سرور اللہ اعلیٰ و امجد  
اپنی شانوں کے ساتھ اللہ کی قسم وہ اعلیٰ و افضل ہے  
اغر علیہ للنبوة خاتم  
شریف سرور ہیں وہ ان پر مہر نبوت ہے  
من اللہ مشہود یلوح و یشہد  
اللہ کی طرف سے ظاہر ہوتی و شہادت اور شہادت دی گئی ہے  
وضم الالہ اسم النبی معہ  
اور ملا دیا اللہ نے اپنے نبی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ  
اذا قال فی الخمس المؤذن اشہد  
جس وقت کہہ گا کہ مؤذن نے پانچوں وقت کی اذان میں شہدائے محمد رسول اللہ  
و شق لہ امن اسمہ لیحبس  
اور نکالا ان کا نام اپنے نام سے تاکہ روشن ہو جائے اُن کا نام  
فدوالعرش محمود و ہذا محمد  
پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں  
نبی اتانا بعد یاس و فرات  
ایسے نبی جو ہمارے پاس آئے ناامیدی اور رسولوں کے انقطاع کے بعد  
من الرسل الاوتان فی الارض تعبد  
جب کہ روئے زمین پر جنوں کی پرستش کی جا رہی تھی

فامسی منراجا مستنیرا و ہادیًا  
 میں آپ چراغ منور تھے اور ہادی تھے  
 یلوح کمالا ح الصیقل المہند  
 چمکتے تھے جیسا کہ چمکتا ہے صیقل شدہ ہندی تلوار  
 واند ونامارا ویشرجنتا  
 اور ڈایا انھوں نے ہرکھنڈہ کی آگ سے اور خوش خبری جنت کی  
 وعلمنا الا سلام مر ف اللہ نحمد  
 اور سکھایا ہم کو اسلام پس اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں  
 تعالیٰ بیت رب الناس عن قول من دعا  
 تو عظمت والا ہے، اے لوگوں کے پروردگار  
 سوالک الہا، انتہ اعلیٰ وامجد  
 ان تمام اقوال سے جو کہ لوگ پکارتے ہیں  
 لک الخلق والنعما والامر کلہ  
 تمام مخلوق اور تمام نعمتیں اور تمام امر تو اسی ہے  
 فایا لک نستہدی وایا لک نعبد  
 پس خاص تجھ ہی سے ہدایت طلب کرتے ہیں ہم اور  
 تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم



# حضرت عبد اللہ بن زراحہ

روحی الفداء لمن اخلا نہ شہدت  
میری روح اس ہستی پر فدا ہے جس کے اخلاق و اطوار اس بات پر شاہد ہیں  
بانتہ خبر مولود من البشر  
کہ بنی نوع انسان میں وہ سب افضل ہے  
عمت فضا لہ کل العباد کما  
اس کے فضائل و کمالات کا چشمہ فیض تمام بندوں کو بلا امتیاز  
عم البریما ضو الشمس والقمر  
اس طرح سیراب کر رہا ہے جس طرح آفتاب و چاند کی ضیا باریاں  
لولم یکن فیما آیات مبینہ  
اگر اس کی صداقت پر ہر تصدیق ثبت کرنے والی واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں  
کانت بل یہ ہیت تغنی عن الخبر  
تو خود اس کی ذات اس کے پیغام کی صداقت کے لئے کافی ہوتی

## حضرت کعب بن زہیر

وَقَالَ كُلْ خَلِيلُ كُنْتَ أَمْلَهُ  
 اور کہا کہ ہر دوست کہ میں اُمید کرتا ہوں  
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَنْكَ مَشْغُولُ  
 کہ نہ بھولوں گا میں تم کو میں تمہارے ساتھ مشغول ہوں  
 فَقُلْتُ خَلُوصًا لِي لَا أَبَا لَكُمْ  
 پس میں نے کہا چھوڑ دو میرا راستہ نہیں پڑا اگر نگاہ میں تمہاری  
 فَكُلْ مَا قَدَرَ الرَّحْمَنُ مَفْعُولُ  
 پس ہر چیز جو مقدر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ہو کر رہے گی  
 أَنْبَتَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ أَوْعَدَنِي  
 خبر دیا گیا ہوں میں کہ بلاشبہ اللہ کے رسول نے وعدہ کیا ہے مجھ سے  
 وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ مَا مَوْلُ  
 اور معافی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سید کی ہوئی ہے  
 مَهْلًا هَذَاكَ اللَّهُ الَّذِي أَعْطَاكَ  
 چھوڑ دے تو یہ بات ہے تم کو اللہ تعالیٰ وہ اللہ کہ جس نے تم کو انعام  
 نَافِلَتَا الْقُرْآنِ فِيهَا مَوَاعِظٌ وَتَفْصِيلُ  
 قرآن کہ اس میں وعظ اور تفصیل احکام ہیں



لَا تَأْخُذْ فِي أَقْوَالِ الْوَشَاةِ وَلَمْ

مت مواخذہ کرتو مجھ کو عیب جوئی کہ نبیوں کے اقوال سے

ادنب وان کثرت فی الاقوال

اور نہیں ہوں میں گنہگار اگرچہ زیادہ ہو جائے یہاں میں کلام

لقد اقوم مقاماً بویقوم

تحقیق کہ کھڑا ہوں میں ایسے مقام پر کہ اگر کھڑا ہو اس مقام پر کوئی

أرى واسمع ما لوليمع الفيل

اور دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں میں ایسی چیز کو کہ اگر سن لے لے لے

لظل يوعد الا ان يهكوب لدا

تو البتہ چننے لگے گا مگر یہ ہے اس کے لیے اللہ کا حکم

من النبي باذن الله تنويل

نبی کا عطیہ

إن الرسول لنور يستضاء به

بیشک اللہ کے رسول نور ہیں، روشنی حاصل کی جاتی ہے

مہند من سيلوف الله مسلول

ان کی ذات اور سیف قطع ہیں اللہ کی سونتی ہوتی تلواروں سے

حضرت

علی رضی

کرم اللہ وجہہ

ان عبد اطاع ربہا جلیلا

بلاشبہ بندے نے اطاعت کی رب جلیل کی

وقفا الداعی النبی الرسول

اور پیرو کی بلائے والے کی بھی جو نبی اور رسول

فصلوة الاله تنری علیہ

بس رحمت کا طہ نازل ہو خداوند تعالیٰ کی ان پر مسلسل

فی دحی اللیل بکرة واصیلا

رات کی تار یکم یوں میں صبح اور شام

ان ضرب العداة بالسیف یرضی

بیشک دشمنوں کا مارنا تلوار سے خوش کرتا ہے

سیدا قادرا ویشفی علیلا

سردار کو جو قادر ہے اور شفا دیتا ہو مریض کو

لیس من کان قاصدا مستقیما

نہیں ہو کوئی شخص جو اختیار کرے خواہ لا ہو سیدھا راستہ

مثل من کان ہاویا و ذلیلا

مثل اس شخص کے جو گرا ہو ذلیل

حسبی اللہ عصمة لاموری

کافی ہو میرا اللہ میرے کاموں کی حفاظت کے لئے

وحبیبی محمد لی خلیلا

اور میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے سچے دوست ہیں



حضرت

فاطمہ زہرا

ما ذا علی من شمر تربت احمد  
 کیا چاہیے اس کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کو سونگھے  
 ان لا یشہد صد الزمان غوا لیا  
 اس کو چاہیے کہ عمر بھر کوئی خوش بد نہ سونگھے  
 صبت علی مصائب لوا نہا  
 مجھ پر وہ مصیبتیں پڑیں کہ جودنوں  
 صبت علی الایام صحن لیا لیا  
 پر پڑتیں تو دنوں کی راتیں ہوباتیں



# فاری فوت



ہزار بار بہ شویم دہن ز مشک و گلاب  
ہنوز نام تو گفتن کمالی ہے ادبیت

عفی شیرازی





شیخ سعدی شیریازی

زبان تا بود در دهاں بانیگر

شنائے محمد بود دل پذیر

حبیب خدا اشرف انبیاء

کہ عرش مجیدش بود مشکا

سوارِ جهانگیر بکراں براق

کہ بگذشت از قصر نلی رواق



## حافظ شہبازی

دش از جناب آصف پیک بشارت آمد  
کز حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد  
خاک و جود مارا از آبِ باده گل کن  
ویراں سراے دل را کاهِ عمارت آمد  
ایں شرح بے نہایت کز جن یار گفتند  
حرفیت کز ہزاراں اندر عبارت آمد  
بر تختِ جسم کہ تاجش معراجِ آفتابیت  
ہمت نگر کہ موری با ایں جہارت آمد  
عسیم بہ پوش ز نہار لے خرقد می آلود  
کاں پاک دامن اینجا بہر زیارت آمد  
امروز جائے ہر کس پیدا شود ز خواباں  
کاں ماہِ مجلسِ امروز اندر صدارت آمد  
الودہ تو حافظ فیضی ز شاہ در خواہ  
کاں عنبرِ سماعت بہر طہارت آمد

## عبدالرحمن جانی

بِی حَبِیبِ عَمَّابی مَدَنی فَرَشی  
که بود درد و غمش مایه شادی و خوشی

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات  
صَافِ غَفَّارِ اللهِ بِه کُلِّ زَمَانِ عَطِیَّتِ  
ذره دارم به هوا داری او رقص کنان  
باشد او شهره آفاق به خورشید و شبی

گر چه صدمه دلدور است ز پیشِ نظرم  
وَجْهَهُ بِنِی نَظَرِی کُلِّ عِدَاةٍ وَغِیَّتِ  
جانی در باب وفا جز ره عشق نبردند  
سر مبادست که ازین راه نترسم باز گشتی





## خاتانی

بر استن کعبه مصفا کتم ضمیر  
 دیباچه سراجی کل خوابه رسل  
 سلطان شرع خادم اولای ہلا  
 در بارگاہ صاحب معراج ہر زمان  
 کمر حش بخاک سرائیب ادا کتم  
 کے باشد آن زمان کہ رسم بار حضرت  
 زان شہا کہ دایم از او دوکان عصر  
 دارا و داور ہست بہاں رامن از جہاں  
 نہی خویش چیں سگ کھفت اندراں بیم  
 اسکاے طبع من بہکاج ثنائی ادست  
 امروز کز شناس مرا ہست کوثرے

ز و نعت مصطفای مزگا بر آورم  
 کوثر خد متش مراد ہبت بر آورم  
 من سرہ پایے بوسی لا لا بر آورم  
 معراج دل بہ جنت ماوا بر آورم  
 کوثر ز خاک ہڈم دخوا بر آورم  
 آواز یا مغیث غمشنا بر آورم  
 غفل دران علیہ علیا بر آورم  
 فرید پیش داور داورا بر آورم  
 آہ از شکستہ کی ز سرو پا بر آورم  
 زان فای سعید اختر اسما بر آورم  
 رخت از گوثری بہ ثریا بر آورم

فروا من از شفاعت دکا و آن سرے  
 در حضرت خدائے تعالیٰ بر آورم



## غوث الاعظم

غلام حلقہ بگوشیں رسولِ ساداتم  
 زسہ نجات نمون حبیب و آیاتم  
 کفایت است زروح رسولِ اولادش  
 ہمیشہ وردِ زباں جملہ مہسایاتم  
 زغیر آلِ نبی حاجتے اگر طلبیم  
 روا مدار یکے از ہزار حاجتاتم  
 دلم زعشق محبت پرست و آلِ محمد  
 گواہ حالِ من است این ہمہ حکایاتم  
 چو ذرہ ذرہ شود این تنم بہ خاکِ بحد  
 زبشنوے صلوات از جمیع ذراتم  
 کمینہ خادمِ خدامِ خاندانِ توام  
 زخادمی تو دایم بود مسببِ اہاتم  
 سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے  
 قبول کن بہ کرم این سلام و صلواتم

## عربی شیعازی

پس از مشاهده حج سر دے دیدم  
 جمال صدر نشینان ز نور چهره او  
 فرو شدم به تحیر که یارب این که بود  
 هنوز در دلم این معنی نجسته اثر  
 که گفت شاهد تنها نشین مسند حسن  
 کدام کمال که نگرفتند از هدایت ما  
 اجازت قدم او به یار تا بد هم  
 و گر صبورانه تا بگویم این آن است  
 به صورت آئینه حسن ما به معنی ما  
 ز آئین نه رسیدی بحیث دست خود  
 طراز صورت و معنی محسوس عربی  
 بهمد حکم تو امر قضا چنان منسوخ  
 اگر ز رفعت عنایت نقاب بر خیزد  
 شہا توئی که ز کات بضاعت کرم  
 منم که کرده ام از ننگ شرکت فسخ

که بود بر صفت صحاب قرب عند صدر  
 چو آبسم از اثر شاه اختران مستور  
 که هست صورت او زیب معنی جہود  
 ق ز شاه را تحیر نکرده بود عبور  
 ز رفعت هر که لے از ره بصیرت دور  
 هنوز دیده معنیست هست عین تصور  
 که هست منت ازین تو تیا پریدہ حور  
 که ما بروزانل ناظریم و او منظور  
 روان صورت و معنی بذات او سرور  
 اگر نہ گوہر ادا داشتی ہوا لے ظهور  
 کہ خلق ما بآداب نام او کند مذکور  
 کہ از نزد دل کلام مجید حکم ز بود  
 بزنگ سایہ شود آفتاب طلوع نور  
 و دو کون راز گراں مانگی کند معمور  
 نصیب فرقه انسان ہزار گو نہ تصور

بشوئے روستیہا ہم ز آب احسانت  
 کہ تیرگی برد از چہرہ شب دیگور



## قدسی ایوان

مہربا، سید مکتی، مدنی اعسرنی!  
 من بے دل بہ جمال تو عجب حیرانم  
 نسبت نیست بذات تو بنی آدم را  
 شب معراج عروج تو از افلاک گزشت  
 نخلستان مدینہ ز تو سرسبز مدام  
 ذات پاک تو دریں کائنات عجب کردار  
 نسبت خود بر سنگت کردار تو نہیں منفعلم  
 برو فیض تو استاده لحد شجر و نسیم  
 غاصد یا نیم زراں نیکی، سوال تو وہ  
 چشمہ حمت بکث سوسے من اندر نظر

سید آنت جیبی و طبیب قادی  
 اکده تو سوسے قدسی پے درماں صلیبی



## خواجہ نظیری

صفا از عقدہ ولہاست آن زلف معشہ را  
بحمد اللہ کہ ربطے ہست با مطلق مقید را  
کہ دادے روح را با جسم الفت گر نہ گردیدے  
محسوس کار و اں سالار ارواح مجسمہ را  
یہ یک حسن و شامل طرح عشق افگندہ شد ورنہ  
نہی دادند نقش ہستی ایں لوح زبر جسد را  
بہ مکتب خانہ سیر مصحف از برداشت آن دہشہ  
کہ عقل کل نہی کرد از الفت بے فرق و عجبہ را  
حدیث دل فروزش پس کہ شد مجموعہ حکمت  
حکیمان جلد می سازند اوراق مجملہ را  
بہ مکتب ستر از پیلوسے گرمش سرد ناگشتہ  
نہد مطے بر باقی معرفت اتھاسے مقصد را  
وجود مرکز پیکار نام کہ شدے ثابت  
احد خود قاب تو سین از نبودے میم احمد را  
گرامی میہمانے در کہ امشب میسر بان دارد  
ملائک سفت بہ صفت بر لبست اغوش آریست مشدرا  
نظیری نشاد ذوقے ز جام جوشن منداں کنن  
سے و مطرب پریشان می کند مستان سر را

## مَحَبَّتِ الْإِلَهِ حَقِيقَتِ نِظَامِ الدِّينِ الْإِلَهِ

صبا بہ سوئے مدینہ روکن، ازیں دعا گو سلام برخواں  
بگرد شاہِ رُسل بگرداں، بہ صد تضرعِ پیام برخواں

بشوز من بسورتِ مثالی، نماز بگزار اندراں جاں  
بہ لحنِ خوش سورهٔ محمدؐ، تمام اندر قیام برخواں

بہ بابِ رحمت گئے گزر کن، بہ بابِ جبریل گہہ جبین سا  
سلام رقیٰ علی نبیؐ گئے بہ بابِ السلام برخواں

بہ لحنِ داؤد ہم نوا شو، بہ غنمہ درد آشنا شو  
بہ بزمِ پیغمبرؐ ایں غزاں را ز عبد عاجز نظام برخواں





# آمنی و خسرو و هفتوی

نمی دانم چه مسکن نزل بود شب جائے که من بودم  
بهر سو و نقص بسمل بود شب جائے که من بودم

پری پیکر، نگارے سرو قد سے، لاله رخسار سے  
سراپا آفت دل بود شب جائے که من بودم

قسم باں گوش بر آواز او در ناز من ترساں  
شعن گفتیم چه شکل بود شب جائے که من بودم

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکان خسرو  
مستند شمع محفل بود شب جائے که من بودم



# الله بخان غالب دهلوی

حق جلوه گر ز طرز بیان محمّد است  
 آرمه کلام حق بزبان محمّد است  
 آئینه دایره پر تو هر است ماه تاب  
 شان حق آشکاره نشان محمّد است  
 تیر قضا هر آینه در ترکش حق است  
 اما کشادگان زمان محمّد است  
 دانی اگر به معنی نولاکش داری  
 خود هر چه از حق است از این محمد است  
 هر کس منم بدال چه عزیز است لی خورد  
 سوگند کردگار به جان محمّد است  
 غالب شناسه خواجه به یزداں گزاشتم  
 کما ذات پاک مرتبه داین محمد است



## سر سید احمد خاں

فلاطون طفلکے باشد بہ یونانے کہ من دارم  
 میسکار شک می آرد ز در مانے کہ من دارم  
 ز کفر من چه می خواهی، ز ایمانم چه می پرسی  
 ہماں یک جرعه عشق است ایمانے کہ من دارم  
 خدا دارم دل بریاں ز عشق مصطفیٰ دارم  
 نہ دارم هیچ کافر ساز و سامانے کہ من دارم  
 ز جبریل امیں و تیراں بہ پیغامے نمی خواہم  
 ہمہ گفتار معشوق است قرآنے کہ من دارم  
 نہ برہاں تا بہ ایساں سنگت ہا دارم رہ واعظ  
 نہ دارم هیچ واعظ ہم چو برہاںے کہ من دارم





# قدمِ اُردو نعت

ارے مجنوں ہوا بدنام توں لیلیٰ کو دل دے کر  
اگر میسے سرنج کو دل دیا ہوتا تو کیا ہوتا

زاتی بیجا پدی

# سید محمد حسینی بنک نک خزانہ گیدواز

اے محمد! اہجولو جم جم جلوہ تیرا  
ذات نخل می کی سیس پور نہ سہرا

واحد اپنی آپ تھا، اپنی آپ بھایا  
پرکشہ جلوہ کار نے الف میم ہو آیا  
عشقتوں جلوہ دینے کر کات فون بسایا

لولاک لما خلفت لافلاک خالق بالائے  
جہنم فضل حقنے مرل سلجید سجود ہو آئے  
امت حمت بخشش، ہدایت شرفیہا

مغنی مازوں عشوق کد ظاہر شہبار کلایے  
عشق کے جیتی چند رہند اپنی آپ دکھایے  
انلان کماکان پھر آپس میں آپ سمائے



## خستہ قلبی قطب شاہ

ایک تندرست تھے اسے جگت میں سو خاقانی تھے  
بندہ بن گیا، تم دسہے، ہستی سبہ سلطان تھے

شاہاں غور و زور، اور کرتے میں اپنی دھاؤں تھے  
مستی میں تھے ناؤں تھے، کبھی سبہ دیوانی تھے

سب جگ بھلے میں گلیاں تھیں، شاہکلوں لالہ تھے  
لکھے ازل بھوان میں، سبہ راز پرستانی تھے

دس ناؤں کی بڑی بڑی کشتیاں، سر ریل تھیں  
تھیں سب سارے تھے، تو یہ سب تھانی تھے

دیاؤں تھے، زخون کا، ہر سامری، افسون کا  
سے تھے، عساکر، زیتون کا، سبہ رانی تھے

بارا بہ، سلطان تھیں، خیر سے، قطب تھیں  
نمید کے گلی دان میں بارا بہ، رحمان تھے

شاہاں سنے بھوان تھے، کرتا بڑائی جان تھے  
اُن پر یا علی کے دان تھے، تشہیف شاہانی تھے



## عبداللہ قطب شاہ

نکھ فیض سوں پھر آیا دن دین محمد کا  
 آفاق صفا پایا ' دن دین محمد کا  
 یوں عیب تہن ساجے نصرت کے عین باجے  
 بے جا کے نبی راجے ' دن دین محمد کا  
 کلمشن میں شریعت کے پاؤں کھیلے طر فقت کے  
 پر مل سوں حقیقت کے ' دن دین محمد کا  
 روشن ہوئے اسماناں ' جہمکائے تن کھاناں  
 خطا لیوائے مسلماناں ' دن دین محمد کا  
 جو بارہ اماماں ہیں ' لاکھوں پہ سلاماں ہیں  
 ہم ان کے غلاماں ہیں ' دن دین محمد کا  
 صدقے نبی عبداللہ شہ کون سے مدد اللہ  
 پنجتن گواہ باللہ ' دن دین محمد کا

## قاضی محمد بھری

محسن گد گد ہوگا ہمارا  
ملک دکھ درد درد ہوگا ہمارا

اگر صحرا رہو مل دام ہو دو  
اد سارا دام دو ہوگا ہمارا

اگر عالم کل آگاہ ہو  
اد الشرا لکھند ہوگا ہمارا

حرم اس کا دس آگاہ ہو سرگاہ  
اگر کو لا اسند ہوگا ہمارا

موتھ کا مہش کھول محمود  
اور احمد گمراہ ہوگا ہمارا

## سید محمد فراقی بیجاپوری

مہینے میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کس کا ہوتا  
 محبت کی گلی بہتر بنتا ہوتا تو کس کا ہوتا  
 عیشتِ خواباں کی گلیوں میں نہ کرتوں عمر بھر اے دل  
 مہینے کی زیارت کو گیا ہوتا تو کس کا ہوتا  
 اے بھنوں! ہوا بدنام توں لیلیٰ کو دل دے کر  
 اگر مہینے بنی کو دل دیا ہوتا تو کس کا ہوتا  
 ازل کی دین میں یارب اگر مفلس بھکاری ہوں  
 بنی کے استنانے کا گدا ہوتا تو کس کا ہوتا  
 نظر ہے علم منطق ہو معانی میں فراقی کو  
 اگر علمِ حدیث مصطفیٰ ہوتا تو کس کا ہوتا



## سراج اورنگ آبادی

نام تیرا مطلع ہست ہے دیوان کا  
 ہے زبان کا درد خا عا اور وظیفہ جان کا  
 جی سے بیتی فحہ رتیل کی سدا سمن کو بھیجے  
 دور کر من سے خیال من علیہا فانت کا

یا مٹے، تجھ کو مہم ہیں ہوں سدا امیدوار  
 جلوہ ایمان سے اور بھید کہ اتان کا  
 کیر سراسر شوق میں بے ہوش تجھ کو یا کیسے  
 دے مجھے بھر کر پیا لہ نشہ عرفان کا

نواخذے نام تیرا حسد بے نیم ہے  
 زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورق قرآن کا  
 اسے سراج اپنی خودی کو بے خودی میں محو کر  
 نقل جا ہی گھر ہر اکدم میں ہوا فرشتہ کے

ولی

نگارہی (دکن)

عشق میں لازم ہے اذل ذات کون فانی کرے  
 ہو منتنا اللہ . دالم یار دینہ دانی کرے  
 مرتبہ قلت پنا ہی کا وہ پادے گا جو کنی  
 مثل اسما عیل و ادوں جی کون قربانی کرے  
 جو اپس تن کو گلا دے عشق میں ہر صبح و شام  
 وجہ کامل ہو سدا جوں ماو تا بانی کرے  
 سرخ رو ہو اکبر و دو جگ میں پادے اے عزیز  
 دل کو لو ہو کر اول لو ہو سوں جو پانی کرے  
 حشر میں شیر ہو وہ حق سوں سے شیریں مکی  
 شوق میں دل کون جو فریاد کو کہستانی کرے  
 یا محمد! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں  
 خلق کو لازم ہے جی کون تجھ یہ قربانی کرے  
 جس مکاں میں ہے تمہاری فکر و نشن جلوہ گھر  
 عقل اول آکے داں افسرار نادانی کرے  
 کیا ملک کہا انس و جن یہ جنگ میں کس کو سکت  
 خط بنا تجھ کو کہے جو تفسیر شہر آبی کرے  
 دیکھ طوئی قد ترا جنش میں آنے شوق سوں  
 بے بستان ارم کی تو خوامانی کرے  
 عافیاں بولیں گے جان دل سے لاکھوں دریا  
 جب وہی تیری مدح میں تو ہر فانی کرے

# شاہ حاتم

مختار صاحب آباد دایاں  
کہ جس کی شان میں یہ ہے قرآن

سرور سردار بگڑے سرداروں کا  
جماعت دار سب پیغمبروں کا

لگے سب سب اس آرزو میں  
مدا اس رنگ کی کسلی کوسوں

اتر سدرہ یقین ہر میر حبشہ  
کیا علم حقیقت خوب تحصیل

سرور و سرور بابا سیمائے  
چلا جیت دہری پر اس کا فرماں

وہی تھا نور تیرا ساتھ اسکے  
انگوٹھی نام کو تھی ہاتھ اسکے

بہم کی آل پر سے وار جاتا  
سی بہ چمکے پار جاتا



## مرزا محمد رفیع سودا

ولا دریائے رحمت قطرہ ہے آبِ محمّد کا  
چو چاہے پاک ہو پیر ہو اصحابِ محمّد کا  
محمّد علم کا گھر اور علی اس کا سے دروازہ  
غلام اس کا ہو تو جو کلب ہو بابِ محمّد کا  
قدِ رعنا جب اپنا خم کیا بہر نماز ان نے  
ہوا اس وقت ساجد کعبہ محرابِ محمّد کا  
زمین و آسماں ہوں کیوں نہ روشن ہوئے اسکے  
کہ ہے اک پر تو خورشیدِ متابِ محمّد کا  
کہا پیرِ خود نے موجبِ ختمِ پشتِ گز دوں کو  
یہ جستی بادکش رہتا ہے اسبابِ محمّد کا  
ادا کس کی زباں سے ہو سکے شکر اس کی نعمت  
دو عالم ریزہ چینِ حق کیا قابِ محمّد کا  
ہو اے کیا کچھ اہل بیت پر سودا نہ دھارا  
خدا بن کون ہے آگاہِ آدابِ محمّد کا

## میر تقی میر

جرم کی کھوشی مگینی یا رسول!   
 کھینچو ہوں نقصان دہی یا رسول!   
 رحمۃ للعالمین یا رسول!

ہو رہے ہیں ہم جو دوزخ کے حطب   
 رکھتے ہیں چشم عنایت تجھ سے سب   
 رحمۃ للعالمین یا رسول!

دوڑوں ہوں شرم گشتہ زار   
 دل کو جب ہوتا ہے آکر منظرِ آہ   
 رحمۃ للعالمین یا رسول!

سبز برپا ہوگا جب تیرا نشان   
 ہو دے گی انوارِ خلقت جمعِ دار   
 رحمۃ للعالمین یا رسول!

جب تلک تاثیر کا کھنکا کچھ گہراں   
 وقت یکساں تو نہیں لے دوستان   
 رحمۃ للعالمین یا رسول!

اور خاطر کی حزمی یا رسول!   
 نیری رحمت ہے یقینی یا رسول!   
 ہم شفیع المذنبین یا رسول!

سیر پہ یہ اعمال لائے ہیں غضب   
 تجھ سوا کس سے کہیں احوال اب   
 ہم شفیع المذنبین یا رسول!

بہ عنایت کچھ نہیں اسلوب کار   
 زیر لب کہتا ہوں یہ میں باہر   
 ہم شفیع المذنبین یا رسول!

آفتابِ بشر میں سببِ امان   
 کیوں نہ ہوئے میں سے دوجہاں   
 ہم شفیع المذنبین یا رسول!

کہ قرآن خواں تیرے تھے کہ سب خواں   
 اب ہی ہے ہر زبانِ دردِ زبان   
 ہم شفیع المذنبین یا رسول!

## میر حسن دہلوی

بنی کون عیسیٰ رسولِ ماکرم  
 ہوا گو کہ ظاہر میں ہی لقب  
 بغیر از کچھ ادسے بے رقم  
 کیا حق نے نبیوں کا سردار سے  
 نبوت جو کی حق نے اس پر تمام  
 بنایا کسبچہ بوجہم کر خوب است  
 کہوں میں کے تھے کا کیا میں بیا  
 نہ کئے کیم نہ زندہ جب میں نہیں  
 یہ تھا مگر اس کے جو سایا نہ تھا  
 نہ ہونے کا سبب کہ تھا یہ سبب  
 نہ ذاتی کسی نفس پر اپنی جھانڈوں  
 وہ ہوتا ز میں گیر کیا فرش پر  
 جہان کے تھے یاں کے اہل نظر  
 سمجھوں نے لیا بتلیوں سے اٹھا  
 یا ہی کی تہی کلبے یہ سبب

نہ دے کے دریا کا ڈرِ مستیم  
 یہ غم لدنی کھلا دل یہ سبب  
 پہلے حکم پر اس کے لوحِ بقلہ  
 بنایا نبوت کا حق دار سے  
 لکھا اشرف اناس خیر الامام  
 نہ نے کیا اپنا محبوب اسے  
 غریب ہوں بہاں بانہ صفت مرسلان  
 ہو اسے نہ یہ نہ ہو گا کہیں  
 کہ رنگِ دنی دار تک یا نہ تھا  
 ہوا صرف کعبہ کی پوشش میں سبب  
 کسی کا نہ مسخ دیکھا دیکھ اس یاد  
 قدم اس کے سایہ کا تھا غرض پر  
 سمجھ مایہ نور کھل امیر  
 نہیں پر نہ سائے کو گرنے دیا  
 وہی سایہ پھرتا ہے اکھوں میں اب

دگر نہ یہ تھی چشمِ اپنی کہاں  
 سے تو بڑھتا ہے سائہ بہاں



## نظیر آکر آبادی

تم شہ نیا دین ہو یا محمد مصطفیٰ سرگرد و رسیدیں ہو یا محمد مصطفیٰ  
حاکم دین مسین ہو یا محمد مصطفیٰ قبطہ ابن یقین ہو یا محمد مصطفیٰ

رحمتہ للعالمین ہو یا محمد مصطفیٰ

آسماں چہ نے شہ پہراج کو روش کی عرش و کرسی کو قدم سے پی دی دنیا  
دنک بولکشی کی جنت بڑھا دی بر ملا جس جگہ وہم ملا یک کو نہیں ملتی ہے جا  
داں کے تم مندرشیں ہو یا محمد مصطفیٰ

ہے تمھاری پشت پر ہر نبوت کا نشا نہ تمھارا رصف طہ و تسنیں میں عیاں  
سجڑے جو ہیں تمھارے گدگد کا بیاں شورا علی زحمہ ہے اس کی تم ہو عز و شاں  
صاحب تاج و تاجیک ہو یا محمد مصطفیٰ

تم ظہور اولیں ہو یا محمد مصطفیٰ ہمدم جاں آفریں ہو یا محمد مصطفیٰ  
دجہ قرآن میں ہو یا محمد مصطفیٰ زہبت بہستان دین ہو یا محمد مصطفیٰ  
زینت خلد بریں ہو یا محمد مصطفیٰ

## میر محمدی بیتا دروہلکی

ہر نام ترا باعث ایجاد رقم کا  
 بچہ گنج محبت کا طلب گار بچوں ہوں  
 پہنچا یوں داں سے تیں حشر میں یارب  
 شاہد وہاں 'نیر زماں' سرور پاکاں  
 ہر ذرہ ہے نور شد شفاعت کا طلب گار  
 شریف شہرت صدق نے صدق سے پایا  
 لے لاکھ میں تشریف عدالت کی عمر لائے  
 عثمان کی شان اس کی ہے تقویٰ سے انہوں  
 سلطانِ دلایت اللہ کے جس کی  
 ظالم کشی و عدل سے اس سرور دین کی  
 ہو جلوہ گر آئینہ تشبیہ میں تنزیہ  
 اس تہی ہو ہو مہم غفلت میں گھوٹ کر  
 بیتا ہو آگاہ بھروسہ نہیں دم کا

محتاج نہیں وصف ترا لوح و قلم کا  
 نے طالب دینار نہ مشاق درم کا  
 سایہ ہو جہاں احمد مرسل کے علم کا  
 ہے کل بصر ذرہ خاک اس کے قدم کا  
 اس سے کہ وہ بخش دے عصیانِ اسم کا  
 مشہور جہاں اس سے ہوا نام کرم کا  
 قیصر میں کیا ملک عرب ادب کا  
 تحریر کرے کیا، نہیں مفق در قلم کا  
 ہیبت سے جگر آئے شیر ان جسم کا  
 حک صغیر عالم سے ہوا نام ستم کا  
 مگر نفرت اٹھ جائے دجہل اور عدم کا

## مولانا محمد اسماعیل شہید علی

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب  
 خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے  
 وہ انسان اکمل ہو سکتے ہو! کون؟  
 پیغمبر الہی، رسول کریم  
 حبیب خدا، سید المرسلین  
 محمدؐ ہے نام ان کا احمد القاب  
 دل ان کا جو ہے مخزن سر غیب  
 زباں ان کی ہے ترجمان قدم  
 بہ ظاہر جو ہے مقطع انبیا  
 ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور  
 جو اس میں تامل ذرا کیجئے  
 کہ جب سے اکس وہ رساں ہوا  
 ہے دستور یہ ناظموں کا تمام  
 موقعا انبیا کا نصیب عجیب  
 تخلص کا موقع تھا یا رہاں

وہی ہے گا مضمون اُم الکتاب  
 وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے  
 ہوئے مفتخر جس سے یہ دونو کون  
 نبوت کے دریا کا دُرِ مستقیم  
 شفیع الورا، ہادی راہ دین  
 بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب  
 سب از خطا سے بے شک دریب  
 ہوا باغ دین جس سے رشک ارم  
 حقیقت میں ہے مطلع اصفیاء  
 بہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور  
 ابھی نکتہ بار یکف پا لیجئے  
 تو بے شک وہ تصویرِ تماں ہو  
 کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام  
 ہوا خستم اس کا بہ نہجِ نازیب  
 ہو تصویرِ ناظم ہوئی داں عیاں

الہی! ہزاروں درود اور سلام  
 تو بھیج ان پہ اور ان کی امت یہ عالم



غلام ہمدانی مصحفی

حنا سے ہے یہ تری سرخ لے نگار انگشت  
 کہ ہو نہ بیخوار جاں کی زمین سارا انگشت  
 بلال و بدر ہوں یک جا عرق فشان کو  
 رکھے جہیں پہ جو تو کر کے تاب دار انگشت  
 بیاں ضرور ہے اب دست تیغ کا اسکے  
 نکل گئی سپر نہ سے جس کی پار انگشت  
 تخت عری مجزوں کا جس کے کبھی  
 نہ کر سکے فلک پیر کا شمار انگشت  
 چین میں اس کی رسالت کا جب کچھ آئے ذکر  
 علم کہے ہے شہادت کی شاخ دار انگشت  
 وظیفہ جس کا پٹے ہے یہ دانہ سنبھل  
 دعا میں جس کی ہے کھولے ہوئے چنار انگشت  
 اگر ہو ہر گھوارہ رنگ فرش اس کا  
 نہ چوے اپنی کبھی طفل شیر خوار انگشت  
 اٹھادے گر کف انوسس ملنے کی وہ رسم  
 نہ ہو دے پھر کبھی انگشت سے دو چار انگشت  
 کرے جو وصف وہ اس تاج انبیا کی رقم  
 قلم کی جوں نے زکس ہوتا حیدر انگشت

## انشاء اللہ خاں انشا

آپ خدا نے جو کیا اصل علی محمدؐ کیوں نہ کہیں پورا نبیا اصل علی محمدؐ  
 عرش سے آتی ہے خدا اصل علی محمدؐ فور جمال کسبہ یا اصل علی محمدؐ  
 صل علی نبینا صل علی محمدؐ

عرش کے کچھ نہیں فقط قائمہ جلیل پر لوح جبین ہر پر چشمہ و سلسیل پر  
 ثبت یہی نقوش ہیں کی ہر فیصل پر ہے خط نسخ سے لکھا نہ پر جبریل پر  
 صل علی نبینا صل علی محمدؐ

لمعہ ذات کبریا، باعث خلق جزو کل نغمہ جمیع سرسلیں رہبر ہادی صل  
 نور سے جس کے ہو گئی آتش کھر بجھ گئے بعد نماز تھا یہی درد وظیفہ صل  
 صل علی نبینا صل علی محمدؐ

عینے ہیں درد و وحش طہور اسد جن محو و سجادوں کس کو ملے ہیں سکے بن  
 داہ عجیب چیز ہے قلب پر جسے مطمئن انشا اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ ات دن  
 صل علی نبینا صل علی محمدؐ

شیخ قلمند بخش جرات

مستند ہے بنی ممدوح ذات کبریا کی کا  
کے بندہ گراس کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

سیر معنی حقاً وہ ہے ہر الوہیت  
کہ تجس کا دین روشن آئینہ ہر حق نامی کا  
منور کیوں نہ اسکے نور سے ہو خائے طاعت  
کہ روشن کرنے والا ہے وہ شمع ہارسائی کا  
گردہ انرفیا میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے  
سوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا  
دیکھے منزلت یہ آستان سرور عالم  
کہ فخر سلطنت ہے مرتبہ داں کی گدائی کا

اسی کے عشق میں پابند الفت وہ دلا ہر دم  
کہ ہو دے گا یہی روزِ حسرت موجب ربائی کا  
سراپا نور حق نام خدا کیے نہ کہوں کس کو  
کہ جس کا نقش یا ہو جبرہ ساری خدائی کا  
بلند اس کا وہ ایوانِ برائے کہ وہاں کسے  
خیال سا کمانِ عرش کو یا رارسائی کا  
دلیل اس کی ہے بختائی کی یہ لاریلے جرات  
کہ تھا سایہ نہ اس محبوب ذات کبریا کی کا



## سعادۃت یا رخصاں رنگین چاندی

لکھوں لعلات میں کی میں کس طرح ساری  
 بڑا ہے عرش سے بھی ان کا پایا  
 بہ ظاہر گرچہ وہ اُمی تھے لیکن  
 وہ باتیں ان کے تھیں نزدیک آساں  
 بیاں تمہ سے کریں کیا ان کے اوقات  
 جناب کبریا میں کر کے زاد می  
 اگر سامی نہ ہوتے ایسے کامل  
 نبی کہتے گئے اس غم میں روتے  
 تافت یوں ہی مہوئی سب ان کی رقت  
 براق ارنی تھا جس کی اک سواری  
 کہ سب کچھ جن کی خاطر ہے بنا یا  
 ہر احقا علم سے کا، ان کا باطنی  
 کہ جن کو کر کے مطلق نہ انساں  
 یہ لعلات ان کو تھی ہم سے کہ دن رات  
 طلب کرتے تھے آئینہ شش بہاری  
 تو بے شک ہم کو بڑی سخت شکل  
 کہ لے کاش ان کی ہم امت میں ہوتے  
 بر آدے گی مگر جیسا کی حسرت

سرا ہیں اپنی ہم قسمت کو رنگین  
 کہ امت میں ہوئے ہم ان کے بے کیں

نواب محبت خاں محبت بریلوی

عشق مصطفیٰ رنگ گل عشق  
دو ترلف س کی بہارِ سنبل عشق  
کیا معشوق ہو کر اس نے غلام عشق  
اُسی کو عشق ہے اور عشق ہے عشق  
وہی تصدیق صادق اور وہی عشق  
وہی معشوق عاشق اور وہی عشق  
وہی ہے آفتاب اور عشق  
اُسی سے ہے درخشاں اختر عشق



## شیخ امام بخش ناسخ

دکھا اس کو جہاں میں غل ہوں گی آمد کا  
 گھسے مثل قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا  
 عبور اللہ نے اس کو دیا ہے علم باطن پر  
 کرے گا جبکہ وہ اٹھم اگر حجت حق کو  
 بیٹھا بہر حجت آئے گا چرب پیار مہر سے  
 ہونے لگا اس کی ساری زبان کا اور کھلے گا  
 نہایت تیرا ہوتے ہیں، مگر تیرے ہر ضعف میں  
 نہ نہ ہے بار دنیا اس کو کیا ہے شاہ میں تو نے  
 بھول کر تیرے لڑنے میں ان کا دیر صبر کیا  
 بنا اسے ہر تاباں قہر یا قوت اپنے لئے ہے

معافی قل ہوا اللہ واحد کے ہیں یہاں ناسخ  
 بلکے قافیہ رکھلے ہیں نے معیم احمد کا

الٹی ہوں بہت مثلاً دیدار عتد کا  
 نشان سایہ احمد، نشان تصویر احمد کا  
 یا ہر جہاں ہر نہ دیکھتے احمد کا  
 زلمے میں ہے گا نام ملد کا نہ مرتد کا  
 نہیں محبت کی ت کم رتبہ تھے جہلے کی پیادہ  
 بیابانوں میں ہو گا ایک مکن دامن احمد کا  
 نہیں حد بشکر تاتیس، اور عداوت، جہد کا  
 سر پر سلطنت نکھینے کو یا تیری سند کا  
 حوالہ اس کے کہ پایا تر تہہ ہے چوب بند کا  
 یہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد نہ بر جہد کا



## شاہ حسین حقیقت

ہمت و بہتہ بنی آدم	احمد مجتبیٰ شفیق ام
جس کی خاطر بنے یہ جزو کل	سرور انبیاء ختم رسل
وہ سب خلق خواہد و سہرا	شافع المذنبین برادر جزا
ہے جہاں کیا غبار جو اس کا	اصل کہیے کہ ہے جو جو دامن کا
چند اوراق دفتر لولاک	بند ہے صحیفہ افلاک
کون ہے جز محمد عربی	علم کو فن از پر اور اُمتی
ہو گیا ناسخ جمیع طریق	بے لکھ خط نسخ اور تعلیق
جس کا تو سین لونی آپا یہ	سایہ کردگار ہے سایہ
روشنی بخش شرب و بطحا	اشرف انبیاء حبیب خدا

مصطفیٰ مجتبیٰ رسولِ انام  
ہے محمد علیہ الف سلام

## کرامت علی شہیدی

رقم پیدا کیا، کیا طرفہ بسم شہر کی مد کا  
 طلوع روشنی جیسے نشان ہوشہ کی آمد کا  
 عجم میں زلزلہ فیر وال کے قعر میں آیا  
 شب معراج چڑھ کر عرش پر دم میں اتر آیا  
 وہاں تسنیم دوشیا یک طرفہ آب سے جس کے  
 کہیں نزدیک تارستان پر طویں آئیں  
 دیکھ کر فرشتان، یہوں کے سبب ہی عجب  
 وہ کہہ میں آتے تھے روضہ کے درپردہ جاپا یا  
 ہوا کچھ سنا دے سکتا، یہ میرا ہے یہی ایوان  
 شاہی و شہزاد پر تھے، ہر دفعہ کے جانیٹھے

سہریاں دکھائے میں نے مطلع نعت لکھ کا  
 ظہور حق کی حجت ہے جہاں میں نور محمد کا  
 عرب میں شورا تھا جو وقت اسکی آمد کا  
 یہاں اس قلمزم معنی کے ہو کیا جزر اور مد کا  
 گروں کیاد صفد اس در تہیم بحر سہر مد کا  
 کبھی میں دور بیٹوں اور گزراں نظارہ گند کا  
 تاشاگاہ شمس نکس کے نیک منور کا  
 اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ رنگاں سود کا  
 زمانوں میں گزری کسی زندیق و مرتد کا  
 نفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقب کا

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس جوت سے  
 زباں پر میری ہیں منہم آتا ہے عرش کا

## غلام امام شہید

مداح ہوں جنابِ سالت پناہ کا  
 محفل میں میری نغمہ سرائی سے ٹر رہے  
 زیبا ہے غزونا دیکھئے جس قدر کیوں  
 دریائے فیض رہے وہ جس کے سامنے  
 بے اس کے حکم کے نہ چلے لوح پر قلم  
 پیغمبروں کو خسر رہا اس کی ذات پر  
 نہنا خضر ہی تشنہ شوقِ لعل نہیں  
 ہلک تو میرے منہ کی چٹے اب کسی طرح  
 پیش ہے عدم کا سفر سب کو دوستو

پیغمبروں کا شاہِ عادل ہے وہ شہید

کیا مرتبہ ہے نامِ خدا اس گواہ کا

عرشِ بریں پہ گوشہ ہے میری کلاہ کا  
 ہرکت آہ آہ کا اور واہ واہ کا  
 دیکھو تو مدح خواں بہا میں کس بلاشاہ کا  
 تنکے سے کم ہو گوہ بھی ہو گر گناہ کا  
 مالک ہے وہ تمام سپید و سیاہ کا  
 سردار ہی سے بڑھتا ہے رتبہ سیاہ کا  
 یوسف بھی ہے پیاسا ملام اس کی چاہ کا  
 بودے گز مریہ میں مجھ رو سیاہ کا  
 جو نعت کا کلام ہے گوشہ ہے راہ کا



## شاہ غمگین و مہلوی

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا  
 معنی و صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا  
 ہے مرا ظاہر محمد اور باطن ہے خدا  
 قال یہ بے حال کھونا ہے ایمان کا  
 رو برو ہے پر اسے دیکھا نہیں جاتا ہے آہ  
 کیا کہوں میں حال اپنے حسرت و ارمان کا  
 بے سرو سامانی اکٹ سا ماں ہے لے دل یادرکھ  
 کاروانِ عشق میں ہر بے سرو سامان کا  
 معرفت پر اس کے حق کی معرفت موقوف ہے  
 مرتبہ ایسا ہے عالی حضرت انسان کا

## ابو الحسن حسن کا دھڑلوی

بہترین اولین و آخرین  
 مختار جملہ انبیاء و مرسلین  
 گونہ پیدا ہوتی اس کی ذرا سیچ  
 تو نہ بنتے باد و آب نار و خاک  
 باعث ایجاد عالم ہے وہی  
 علت غائی آدم ہے وہی  
 امی و استاد جبریل امیں  
 ناسخ احکام شریعہ بالیقین  
 نام اس کا ہے دوائے ہر بلا  
 احمد مرسل محمد مصطفیٰ

دم بدم اس پر درود و صلوات  
 پہونچے اس عاجز کا تحفہ بالذام

## مولانا عزیز الشارعی صفی پوری

مصحف پاک ہے کونین میں حجت تیری  
 کنت کنز اسے بویا ہے حقیقت تیری  
 جس نے دیکھا تجھے اللہ کہ پہچان لیا  
 انبیاء سب تھے میثاق پہ جوت مجھے  
 مغفرت کیوں ذکر ہے مل کے ہزار اس سے  
 چشمہ بنیا ہو تو اٹاں کو نذر آئے کہ ہے  
 ہشکارا ہونی آدم کی حقیقت تجھ سے  
 ہر رگ و پے میں سمائی ہے بجلی بن کر  
 کر لیا اپنی طرف محو کیا دونوں کو  
 جسم و جاں کو تیری ہستی نے عطا کی ہستی  
 در حق کیوں نہ سما جائے ترے دلیں عزیز  
 کیسے محبوب پہ آئی ہے طبیعت تیری  
 حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اطاعت تیری  
 نور ہے کینہ کا آئینہ ہے صورت تیری  
 ستر تو سید بعثت ہے رسالت تیری  
 حق کے نزدیک مقدم ہو شہادت تیری  
 جس کی تقدیر میں لکھی ہے شفاعت تیری  
 منجلی عین علی بنو کے ولایت تیری  
 جس طرح کنت بنیا ہے حقیقت تیری  
 جان لیتی ہے عجب بڑھکے محبت تیری  
 دل پہ احسان ہے اور آکھ پخت تیری  
 دونوں عالم میں سمائی نہیں نعمت تیری  
 در حق کیوں نہ سما جائے ترے دلیں عزیز  
 کیسے محبوب پہ آئی ہے طبیعت تیری



## کفایت علی کافی مراد آبادی

عرش بریں ایوان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
خلد سراپتان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
آپ کفیل کار امت آپ شفیع روز قیامت  
ہیں بے حد احسان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
منظر رحمت محمد رفت مخزن شفقت عین عنایت  
ذات محمد جان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
رحمت عالم اس کا لقب ہے خلقت عالم کا وہ سبب ہے  
سے کیا عالی شان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
بہر شفاۓ درد و مصیبت اور برائے رنج و فلاکت  
کافی ہے در مان محمد صل اللہ علیہ وسلم

## معین الدین حسینی خاموش حیدرآبادی

دلبر ہے بر میں اکھدا اللہ  
 سب کچھ ہے گھر میں اکھدا اللہ  
 دو جگ کا والی آکر بسا ہے  
 دل کی لنگر میں اکھدا اللہ  
 گو وہ نہیں ہیں پر عکس ان کا  
 ان چشم ترین اکھدا اللہ  
 شکل بنی کا شکل بنی کا  
 سودا ہے سر میں اکھدا اللہ  
 تاثیر عشق خیر البشر ہے  
 دل میں جسک میں اکھدا اللہ  
 جوں مرد مک وہ رہنے لگا ہے  
 اپنی نظر میں اکھدا اللہ  
 زور عسید جلوہ نما ہے  
 شمس و قمر میں اکھدا اللہ

## لطف بریلوی

ساقی کوثر پادے مجھ کو وہ پیمانہ آج  
 گیسوئے احمد کاشیدانی ہو ہر فرزانہ آج  
 طائرانِ قدس جل جائیں عجب کیا رشک  
 گر دلایا چاہتے ہو تجھ کو تم اے دغلو  
 ہے شرابِ عشق احمد سے مجھے خود رفتگی  
 عشقِ حضرت نے کیا ایسا تعلق سے را  
 ساقیا پھوڑیں گے سرد ہیز میخانہ محبت  
 دل میں ہے کیفیتِ چشمِ جناب مصطفیٰ  
 نشے میں جس کے لکھول شکار کچھ ستانہ آج  
 عقلِ کل کو کہتا ہے دیوانہ ہر دیوانہ آج  
 شعلہ زشاہِ حضرت پر ہوں میں پر دانہ آج  
 بر سرِ منبر کہو کچھ آپ کا افسانہ آج  
 طاق سے اترے نہ ساقی شیشہ پیمانہ آج  
 کس جو اپنے تھے سمجھتا ہوں انھیں بیگانہ آج  
 آنکھ سے ادھل ہوا دم بھر کو گر پیمانہ آج  
 کیا شرابِ عشق سے بریز ہے میخانہ آج

لطف گو لغتِ بنی میں تم نہ لکھتے یہ غزل  
 شاعرِ دل کو خوش نہ آتا آپ کا افسانہ آج



## میر انیس لکھنوی

منظور تھا کہ اور روایت کروں رقم یاد آگئی مگر یہ حدیث عنہم دالم  
مسجد میں جلوہ گر تھے رسولِ فلک چشم ہتے تھے ذکرِ حق میں لبِ پاک دم بدم

روشن تھے بامِ ددریخ روشن کے اندر سے

آئینہ بن گئی کھتی زمیں تن کے نور سے

بھیاں چاہیں کر دتھے انجم کی طرح سب تاباں تھا پنج میں وہ بہ ہاشمی لقب

سر پاک صفاتِ مگوں ان تھے وہ شبیر جبریلؑ کے ہوئے تھے زائفے ادب

خادمِ ممالِ قنبر گردوں اساس تھا

نعلین اس کے پاس تھا اس کے پاس تھا

گو دتھے وہ مفسرِ وائیل اذاسجا رخ سے عیاں تھے معنی دشمسِ انصاف

وہ ریش پاک اور رخ سردارِ انبیا گویا دھڑا تھا ریل پر تیراں کھلا ہوا

اڑھے سیاہ عبا جو وہ عالمِ پناہ تھا

کعبہ کا صاف حاجیوں کو اشتباہ تھا

## مرزا دبیر لکھنوی

۱  
کیا قامت احمد نے ضیا پائی ہو  
چہرے میں مجبے رکی زیبائی ہو  
مصحف کو نہ کیوں غر ہو اس معصرت پر  
قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

۲  
کیوں خامدے شق خطا پمیر کرتے  
بے کلک رقم لاکھ وہ دفستہ کرتے  
فرمایا سفید رو سے کاروں کو  
کاغذ کو سیاہ رو دہ کیوں کرتے

۳  
آدم نے شتر خیر بشر سے پایا  
رشتہ ایمان کا اس گہر سے پایا  
دوسیم محمد سے جہاں روشن ہے  
مغیوں یہ دل شمس و قمر سے پایا

۴  
تسلیم بنی کو ہر سیلماں غم ہے  
خاتم لعل ز پر نیکیں عالم ہے  
سائے کی سیاہی نہ ہے کیونکر دور  
خاتم ہے مگر دور کی یہ خاتم ہے

۵  
مہراج بنی میں جائے تشکک نہیں  
ہے نور کا تر کا شب تاریک نہیں  
توسین کے قریب یہ صادق ہے دیر  
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

۶  
یسین کو سن کر جو قضا کرتے ہیں  
حق الفت احمد کا ادا کرتے ہیں  
یسین ہے بنی کا نام سوز و غم کو  
اس نام پہ جاں اپنی لدا کرتے ہیں

## مومن خاں مومن دہلوی

نہ کیونکر مطلع دیواں ہو مطلع ہر وحدت کا  
 غصہ سے تیرے ڈرتا ہوں ضاکی تیری آغوش سے  
 گلے کے خام میں سرمہ ملا دو وہ دل ہے  
 نہ چھو گرمی شوق شہابی آتش افروزی  
 فروغ جلو تہجد کو وہ برقی بولوں کہ  
 مرا جو ہر ہو مستزاد اصفائے مہر لپیٹ کر  
 بچے وہ ہفت روزہ کر کے میرے نام سے خوش ہو  
 خدایا شکر اسلام یک چو سچا کہ آپہ نپا  
 نہ رکھ بیگانہ مرا امام اقتدار سنت  
 امیر شکر اسلام کا محکوم ہوں یعنی

کہ ہاتھ آیا ہے مصرعہ مجھ کو آنکشت شہادت کا  
 زمین بزار دو نعل سے زمین مشتاق جنت کا  
 مگر لکھنا ہے وصفِ خامہ سجد رسالت کا  
 بنا جاتا ہے دست بجز شعلہ زح فکرت کا  
 کہ خرمن پھونکا ہے یوسف ہستی اہل فطالت کا  
 مرا حیرت زدہ دل آئینہ خانہ ہیبت کا  
 دل صد پارہ اھکاب لغات وارث شہادت کا  
 بولوں پر دم بلا ہے بوٹوں میں شوق شہادت کا  
 کہ انکار آشنائے کفر کا اس کی امت کا  
 ارادہ ہے مرا فوج ملائک پر حکومت کا

زمانہ ہمدی موعود کا پایا اگر مومن  
 تو سب پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا



## شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی

ہوا حمد خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا  
 الف اکبر رب العالمین کا ہے قلم میرا  
 رہے نام محمد لب پہ یارب اول و آخر  
 الٹ جائے بوقت نزع جب سینے میں دم میرا  
 محبت اہل بیت مصطفیٰ کی اور برحق ہے  
 کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیل حشرم ہے  
 دکھائی مجھ کو راہِ شرع اصحابِ پیغمبر نے  
 چراغِ راہ ہے اکرامِ اصحابِ کرم میرا  
 کہیں شاہِ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا  
 کہ ہے درِ نجف ہو کر چمکتا دریم میرا  
 رہے گا دانہ اقبال در برِ امید بخشش میں  
 غمِ آلِ نبی سے دانہ ہر اشکِ غم میرا  
 شہِ بغداد کا خطِ غلامی ذوق رکھتا ہوں  
 نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ جم میرا

## بہادر شاہ ظفر

اے سرورِ دو کون شہنشاہِ ذوالکرم  
 رنگِ ظہور سے ترے گلشنِ رخِ حدوث  
 تو تھا سریرِ اوجِ رسالت پہ جلوہ گر  
 صدقے زیں کے موتانہ پیکرِ کمال  
 خردم تیرے دستِ مبارک سے رنگیا  
 والیل تیرے گیسوئے شکیں کی ہوش  
 تیری جنابِ پاک میں یہ ہو ظہر کی عرض  
 صیقل سے اپنے لطفِ عنایتِ دور کر  
 پہونچانہ آستانِ مقدس کو تیرے میں

سرخیلِ مرسلین و شفاعتِ گرامم  
 نوردِ جود سے ترے روشنِ دل قدم  
 آدمِ بہاں ہنوز پس پردہ عدم  
 رکھتا سرزینہ اگر اپنا تو قدم  
 کیونکر نہ اپنا جہاکِ گریباں کرے قلم  
 دہشس ہے ترے رخِ بر نور کی قسم  
 صدقے سے اپنی آل کے اے شاہِ مختتم  
 آئینہ خمیر سے میرے غمبار غم  
 اس غم سے مثلِ چشمہ ہوئی میری چشمِ غم

پر خاکِ آستان کو تری اپنے چشم میں

کرتا ہوں سرمہ میلِ تصور سے دم بدم

## شیفۃ دہلوی

کیا تھا نور حب اللہ نے پیدا محمدؐ کا  
 نہ ہو ذکر مبارک آنکھوں کی در و زباں کیونکہ  
 فرشتے قبر میں پوچھیں گے کہ مجھ سے تو کون ہے  
 خدا یا جب کی اس قدر خفا کی ہے جہاں مکمل  
 خیال ہر دم سے تو فوراً بھول گیا  
 بشر کی تاب طاعت کیا جو کچھ نعت کو  
 خدا نے ذات احمدؐ کو وہ اعلیٰ مرتبہ بخشا  
 ملائکہ نے کیا تھا اس سب سے پہلے آدمؑ  
 خدا بھی حشر میں ہے گا اگر عاشق تو کس کا ہے

اسی دل سے ہوا ہے عاشق شید احمدؐ کا  
 میں بچوں روز ازل سے عاشق شید احمدؐ کا  
 کہ ہوں بندہ خدا کا اور ہوں شید احمدؐ کا  
 زباں پر اس گھڑی جاری ہے کلمہ محمدؐ کا  
 نظر آجائے گا حسنؑ تم تجھے روضہ محمدؐ کا  
 خدا ہی جانتا ہے خوب بس رتبہ محمدؐ کا  
 کہ دم بھرتے ہیں ہر دم حضرت عیسیٰؑ محمدؐ کا  
 کہ پشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمدؐ کا  
 تو کہہ دوں گا محمدؐ کا ' محمدؐ کا ' محمدؐ کا

تنہا ہے کہ فوراً جاں بحق تیسرے جہاں  
 نظر آئے جو مجھ کو شیفۃ روضہ محمدؐ کا



## رسانہ رادی (کفایت معلوم)

کس کا منہ ہے جو کہے طرح تری میرے نبی  
 نعتِ اچھ سر میں ہو جب شخصِ ذکی محض غیبی  
 حقیقتِ ذات تری مایہ حاجتِ طلبی  
 • مرحبا شد مکی کدنی العسری  
 دل و جاں بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی  
 حق تعالیٰ نے کیا آپ کو ابر اکرام  
 تجھ سے خنداں ہے لب غنچہ امیدِ انام  
 ہیں شجر اور حجر عرقِ سحابِ انعام  
 • نکل بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام  
 زان سشدہ شہرہ آفاق بہ شیریں طبعی



## مہر وزیر علی صبا الکنوی

ہمارے نبیؐ کے وہ ہیں مرتبے  
حواس اٹتے ہیں طائرِ قدس کے

یہ رتبہ حبیبِ خدا کا ہوا  
کہ سرِ تاجِ سبِ انبیا کا ہوا

سحابِ کرمِ رحمتِ ذوالمنن  
سولۃِ ذوالقدرِ شادِ زمن

حقیقت میں کیا رتبہ آپؐ خاک  
محسوس ہوا نورِ یزدانِ پاک

در آبروئے یمِ عز و شان  
گلِ رونقِ بوستانِ جہاں

فیضِ مطاعِ نبیؐ کریم  
قیمِ جیمِ نسیمِ و نسیم

## ہادی علی بن خود لکھنوی

زبانِ قلم پر ہے وصلِ علی  
 کہ لکھتا ہوں نعتِ حبیبِ خدا  
 خدا بھی حسینوں کو رکھتا ہر دوست  
 محمدؐ سا محبوب اس کا ہے دوست  
 غرضِ حسن میں ہے عجب مرتبہ  
 کہ ہے چشمِ صانع میں بھی خوش نما  
 بنیٰ پر ہوا حسن کا اختتام  
 کہ معشوقِ خالق تھے خیر الانام  
 بلا شک یہ ہیں شکِ یوسف صریح  
 کہ وہ ہے صبح اور یہ ہیں ملیح



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عبد الغفور نساخ کلکھوی

اب رقم کوتا ہوں غیت مصطفیٰ جس سے عالم کو ہوئی حاصل صفا  
شد کو نین : ختم المرسلین دور اکو نہیں ہے فزا دلیں  
کی ہے طے حیراج میر و واہنہا کہوں نہ ہوں محتاج اسکے انبیا  
ہے وہ بے شک رحمت اللعالمین اس کی مسجد ہے پستے زمیں  
رحمت خلاق خورشید و قمر ہو کر نازل اس کی آیت پاکت پر  
جس کی انگلی سے ہوا شق القمر بار تھے اس کے ابو بکر و عمر  
ایک تو اس کا رفیق غار تھا دوسرا شکر کش ابرار تھا  
تھے مصاحب اس کے عثمان و علی جو کہ ہیں مشہور عالم میں ولی  
ایک جو کان حیا و حلم تھا دوسرا تو یاب شہر علم تھا  
وہ رسول حق کہ خبر الناس تھا حمزہ و عباس تھے اسکے چچا

بھیجتا ہوں سو درود اور سو سلام

آل و اصحاب نبیؐ پر صبح و شام

## نواب مرزا خاں داغ دہلوی

تاجو الشکر کا محبوب ہوا، خوب ہوا  
 یا بنی! خوب ہوا، خوب ہوا، خوب ہوا  
 شمعِ سراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم  
 سخنِ طالبِ دُعا خوب ہوا، خوب ہوا  
 اے شہنشاہِ رسل، فخرِ رسل، ختمِ رسل  
 خوب کے خوب خوش اسلوب ہوا، خوب ہوا  
 حشر میں امتِ عاصی کا ٹھکانا ہی نہ تھا  
 بخشوانا تجھے مرغوب ہوا، خوب ہوا  
 حسنِ یوسف میں ترا نور تھا، اے نورِ خدا  
 پیارہ دیدہ یعقوب ہوا، خوب ہوا  
 تھے سبھی پیشِ نظرِ معرکہ کرب و بلا  
 صبر میں ثانیِ ایوب ہوا، خوب ہوا  
 فرزندِ آدم کو نہ ہوتا جو فرشتہ ہوا  
 بنی آدم سے جو منسوب ہوا، خوب ہوا  
 داغ ہے روزِ قیامت مری شرم اس کے کا تھو  
 میں گستاخوں سے جو محبوب ہوا خوب ہوا

## منشی عبدالرحیم ہلوی

الہی قسم ہو مرا درنشاں  
 لکھوں پہلے نعت شہ انتہا  
 اٹھایا سر لوح پر جب قلم  
 نہیں جس کا ثانی کوئی دوسرا  
 وہ ہے کون عیسیٰ محمد رسول  
 بیاں کیا ہوشانِ رسولِ کریم  
 شہِ مرسلان شاہِ ہر دوسرا  
 خداوند برتر کا محبوب ہے  
 درخشندہ خورشیدِ دینِ منین  
 بنی سب پر اختر تو وہ ماہتاب  
 شریعت کی کشور کا تابندہ ماہ  
 دو عالم میں جو کچھ پیدا ہوا  
 زمین و زماں یا کہ کون مکاں  
 فلک پرستار ہوں یا گمکشان  
 نہ ہوتا اگر وہ نہ ہوتا جہاں  
 لکھوں اس کی تعریف و توصیف کیا  
 کہ ہو نعت میں مثل دریا رواں  
 شفیع دو عالم حبیبِ خدا  
 کیا پہلے نامِ محمد رسم  
 خدا کی خدائی میں پیدا ہوا  
 ہر گز گلستانِ دہشت کا پھول  
 فضیلت کے دریا کا درِ یم  
 محمد گل گلشنِ مصطفیٰ  
 وہ خوبی میں یوسف کی خوبی  
 پہرِ کرامت کا ماہِ مبین  
 یہ ہیں شعاع اور وہ آفتاب  
 طریقت کی اقلیم کا بادشاہ  
 اسی کے سب سے پہلے پیدا ہوا  
 یہ ارض و سما یا کہ سارا جہاں  
 مہ و مہر اور فروغِ زماں  
 نہ ہوتا خدائی کا نامِ نشان  
 کہ ہے مدح خواں جس کی ربُّ العزلا



## اتیر سبائی لکھنوی

خلق کے سرور، شافع عشر، صل اللہ علیہ وسلم  
 مرسل داور خاص پمیر، صل اللہ علیہ وسلم  
 نور عجم، نیر اعظم، سرور عالم، ملکوتیں آدم  
 نور کے کہہ دم، خضر کے رہبر، صل اللہ علیہ وسلم  
 غر جہاں ہیں، عرش مکاں ہیں، شہاں ہیں، بیفت نماں ہیں  
 سب پہ عیاں ہیں آج کے جوہر صل اللہ علیہ وسلم  
 قبلہ عالم، کعبہ اعظم سے مقدم روز کے محرم  
 جان عجم، روح مصور، فصل اللہ علیہ وسلم  
 دولت دنیا خاک برابر، ہاتھ کے خالی دل کے توگر  
 مالک کشور، تخت نہ افسر، صل اللہ علیہ وسلم  
 بہر موسیٰ، ہادی عیسیٰ، تارک دنیا، مالک عقبی  
 ہاتھ کا تھی، خاک کا بستر، صل اللہ علیہ وسلم  
 سرور خدایاں، چہر گلستاں، جبہ تاباں، سرور خشاں  
 سنبل پیچاں، زہت معین، صل اللہ علیہ وسلم  
 چشمہ باری، خاصہ ماروں، گرد سواروں، یاد بہاوی  
 آئینہ داری، نخر سکندر، صل اللہ علیہ وسلم  
 بہتے تلوریشہ ریشہ، نعت اتیر سے اپنا پیشہ  
 روز ہمیشہ رہتا ہے لب پر صل اللہ علیہ وسلم

# جدید نعت

ہمارے سائے کمالات ایک جگہ میں ہیں  
تو کمال کسی میں نہیں، مگر دو چہار

لگانا ہمارے لئے کو بوالبشر کے خدا  
اگر وجود نہ ہوتا، تمہارا آخر کار !

مولانا محمد قاسم نانوتوی

## محسن کا عکسوری

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ مہرِ بادل  
گھر میں نشانِ کریں سرودِ دانِ گوگل  
خبر لڑائی ہوئی آئی ہے ہاں میں ابھی  
نہ کھلا آٹھ بہر میں کبھی دو چار گھڑی  
دیکھئے ہو گا سری کرشن کا کینو کورڈشن  
راکھاں لے کے سلوون کی برہن نکلیں  
جو گی تھیں کئے چرخ لگائے ہو بھوت  
پھر چلا خامہ قصیدے کی طرہ بعد غزل  
یعنی اس نور کے میدان میں پہنچا کہ چل  
تار بارانِ سلسل ہے ملائک کا ورد  
گل خوش رنگ رسولِ مدنی و عسری  
بفتِ اقلیم میں اس دیں کا بجایا ڈکا  
آستانے کا ترے دہریں وہ رتھے  
آزدست کہ ہے دھیانِ راتاد مرگ  
نام احمد بہ زبانِ سر بلا سمِ صدر  
صفِ محشر میں تے ساکھ ہو تیرا مدح

برق کے کانٹے لپائی ہے صبا لکھا جل  
جہاں کے جہنا پہ ہنا نا کھی ہوا اک طولِ اہل  
کس چلے گئے ہیں تیرے کو ہوا پر بادل  
پندرہ روز ہوئے پانی کو منگل منزل  
سینہ تنگ میں لگو پون کلا ہے بے کل  
تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی سا کوئی جل  
یا کہ بیراگ ہے پرست پہ بچھائے کھل  
کہ ہے چکر میں سخن گو کا داغِ فستل  
خبر من برقِ تجلی کا لقب ہے بادل  
پے بسج خداوند جہاں عز و جہل  
ذیب دامنِ ابد طرہ دستارِ ازل  
تھا تری عام رسالت کا گر جتا بادل  
کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کا ندھا بادل  
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے جل  
لب پہ ہو وصل علی دل میں کے موص  
باتھ میں ہو ہی مستانہ قصیدہ بہ غزل

کہیں جہیز لے اٹھتے سے کہ ہاں بسم اللہ  
”سمتِ کاشی سے چلا جانبِ مہرِ بادل“

## خواجہ الطاف حسین حالی

یا ملہی الصفات یا بشری القی  
تجھ سے ہوئی زندہ خلق جیسے کہ بارگہ خاک  
روحی روشن تھا، ثابت ہے بستینہ  
اٹھا ہدایت کو تو عین ضرورت کے وقت  
شان رسالت کی تھی تیری جس سے حیا  
مکملہ بنی سعد کا جب کہ چاہتا تھا تو  
خاک تھی جس ملک کی مزرعہ شردنہ  
تھنے کیا ستر حق عارف دعائی پہ ناش  
دیر ہوئے بے چراغ، اور صلوات یہود  
بجھ گئے آتش کدے بیٹھ گئے بت کھے  
رہ گیا نام سیاح کذب میں ضرب المثل  
سللہ اتربیا ختم نہ ہوتا اگر  
تنت ہی چشمہ دیا توئے کنوئیں نکال  
بس نہ رہا اشتباہ اب حق و باطل میں

تو کدیل علی اکبر خیر الوری  
خلق خصب النہاں بے شک غی الوری  
صورت و سیرت تری صدق پتے گوہ  
جیسے کہ ہنگام قہر قبلہ سے اٹھ گھٹا  
گود سے دایہ ابھی کہ نہ چسکی تھی جدا  
گلہ آدم تجھے سوئے چسکی تھی قضا  
تھنے اسی کو دیا ارض مقدس بنا  
ایک کو سجھا دیا ایک کو دکھلا دیا  
شرک ہوا مضمحل اور کہا "انت ہیا"  
ہو گئی تثلیث مات اور ثنویت فتا  
اسود ابن کثیر خوار ہوئے بر ملا  
حق کی حقیقت سے تو پردہ نہ دیتا اٹھا  
جس کو چلے آتے تھے کھوئے سب بنیا  
بھیج چکا تیرے ہاتھ ملت بیٹھا خدا

تجھ پہ صلوٰۃ و سلام رب سہا داسکے  
روز و شب دھبہ و شام قدر مال حصی



## اسما عیسیٰ میوٹھی

ظلیل حق کی مٹی جو اشارت  
 ظہور جس کے تقدس عبارت  
 کہ اب گوی کفر کی عبارت  
 سٹے کی رومانی اب شرارت  
 خزانہ ہر قل کا ہو گانا رت  
 ہے بارغ اسلام کو نصارت  
 صلوٰۃ اس پر ، سلام اس پر  
 اور اسکے اصحاب با وفا پر  
 وہ نحر آدم ، امان عالم  
 محیط عظم ز غیب مہم  
 عسیر کے اندر دہی معظم  
 لگا کے آدم سے تالیہ دم  
 وجود اس کا مگر مستدم  
 کیا مدینے کو سیر دہم  
 صلوٰۃ اس پر سلام اس پر  
 اور اسکے اصحاب با وفا پر  
 اور ابن مریم کی جو بشارت  
 سمجھ گئے صاحب بصارت  
 گھٹے کی فارس کی اہم بشارت  
 بٹے کی اب مصر کی امارت  
 بڑھے گا تقویٰ بھی اور طہارت  
 نیا ہے سلطان نئی وزارت  
 اور اس کی سب آل با صفا  
 اور اسکے احباب اتقیا  
 امین حکم ، رسول اکرم  
 یہ وحی محرم ، بشہ مسلم  
 غم کے اندر دہی مکرم  
 ظہور اس کا ہے بعد آدم  
 وہ نور حق تھا ملے مجسم  
 ورد محمود نہیج بہیم  
 اور اس کی سب آل با صفا  
 اور اسکے احباب اتقیا

## مولانا شبلی نعمانی

جب کہ آمادہ خون ہو گئے کفارِ فریشتہ  
 وئی تو کرتا نہ خام نہ برادر نہ عزیز  
 لفظِ حضرت پوچھتے ہر اور کاب  
 ویکو سوادِ نلوں کا انجام تھا قاتل کیلئے  
 خیں لوگوں میں سراقہ خلوتِ جشم تھے  
 ن دن رات ہے نور کے خاؤں میں نہاں  
 ہم جاں خوب درد ترکِ قدا، سختی را  
 ہا دیے ہیں بہا قتل کہ رسول آتے ہیں  
 نیاں گلانے عیسٰی شوق میں آکر اشعار  
 کی آغوش میں بچے بھی پھیل جانے لگے  
 تا کہ کتبہ شاہِ رسل آسینا  
 طلعتِ صادق جو ہوا جلوہ نکلیں  
 حضرت موسیٰ کی صدا آتی تھی  
 کو ہنسر کہ بھیں نہیں کس کس  
 گئے تھے کہ خلوتِ گہراں حاضر ہے  
 مبارک کہنے لگے خاکِ حرمِ نبویؐ  
 اجرم سرورِ عالم نے کیا عظیم سفر  
 گھر سے نکلے گی توستان سے نکلے سرور  
 کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادہ شر  
 آگے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر  
 جن کو ناز و عشق کے سیر کے پھانے تھے گھر  
 تھا جہاں محرابِ اعلیٰ کی حکومت کا اثر  
 ان مصائب میں ہوئی اب شبِ بحر کی بحر  
 ماہ میں آنکھ بچھلانے لگے اربابِ نظر  
 نغمہ لائے طبعِ ابد سے گونج رہے گھر  
 نازنینِ حرم بھی نکل آئیں باہر  
 فل ہوا صلی علی خیر الاناس و بھر  
 منشا ہمار شاعری تھا ہر اک ہا پھر  
 آج اک لودِ حبیب کی مجھے آتی ہے نظر  
 یہاں ہوتے ہیں وحشتیں کے سرور  
 آنکھیں کستی تھیں کہ دھار بھی تیار ہیں گھر  
 آج سے لڑ بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہم سر  
 صل یارب علی خیر نبی و رسول  
 صل یارب علی افضل جبریل بشر

## اکبر الہ آبادی

یہ جلوہ حسن سبحان اللہ      یہ نقد ہدایت کیا کہنا  
 جبریلؑ بھی شیدا ہیں ان کے      یہ شان نبوت کیا کہنا  
 وہ کفر کی عظمت دور ہوئی      اور محفلِ دل پر نور ہوئی  
 یہ مہر پرئی سبحان اللہ      یہ صبح سعادت کیا کہنا  
 جس دل پر یکتا ہو کر کئی عرش      اس دل کی بلندی وصلِ علیؑ  
 جس سینے میں زلزلہ ترا ہو      اس سینے کی عظمت کیا کہنا  
 تبلیغِ مے دنیا کو بخ اٹھی      تجسیمِ کاغل تا عرش گیا  
 تاثیرِ ہدایت وصلِ علیؑ      یہ جوشِ عبادت کیا کہنا  
 نغمہ ہے ترا دل شکر اکبر      مضمون ہے ترا پاکیزہ تر  
 مہیبل کے ترانے وصلِ علیؑ      پھولوں کی لطافت کیا کہنا



# وحید الدین سلیم

ملے ہمد شہر میں سخن ہے نور حق پر تو لگن ہر نقل گل کی بچین طبع مہال ذوالہسن  
 بن سخن عروسان چمن شیریں انسرین زین زنجیں قبا گل ہر چمن ہیں گیس طرب کے نورین  
 محبتا دل سے ہر کے خم چپ رہا ہے یہ ستم کھلاہ خون میں لکھم جلا نہ باور و زلم  
 پر ہے نیکیتی دم بدم اس کے لہو کی یک قلم نفی رسول محترم برج شہناہ زمیں  
 ہے نور وحدت جلو گر مدش کو داہنی نظر اہل زمین کو درخبر ہوشاں ماں تا ہر شہر  
 پھر وہ جہ میں شام ہو جی بستر شاخ و شجر حور و ملک شمس و قمر ہوں اس طرح غنیمت  
 نور قدم پیدا ہوا شاہ اہم پیدا ہوا عرش قدم پیدا ہوا دالہ چشم پیدا ہوا  
 نوح شہم پیدا ہوا بحر کرم پیدا ہوا کوہ اہم پیدا ہوا پیدا ہوا قد کی سخن  
 با میں لقب پیدا ہوا مقبول رب پیدا ہوا ہر عرب پیدا ہوا لاشم نسب پیدا ہوا  
 نعر عرب پیدا ہوا کنیز طرب پیدا ہوا غفران طلب پیدا ہوا پیدا ہوا شیریں ہوا  
 وہ مالک غلہ بریں وہ فتح بزم کر لیں وہ باغبان باغ دیں وہ ہستار روح الامیں  
 وہ رحمت اللعالمیں وہ مظهر نور نبیین وہ عالمی دین مستیں وہ ماحی اہل دش  
 وہ زینت پیغمبری وہ ذریعہ شایہ دلیری وہ تاج فرق مسودی ہے گرم جلو گستری  
 حیراں ہر خادہا اس کے اس کا شہری جن دلشہر حور و پری ہیں اس کے ہر پھر و زند  
 مستوں ہو سر گرم ثنا ہو اس کے کا لک لگا لائے ہے ایک یہ دعا مان شائع روز جزا  
 مطلوب محبوب خدا در بخشوا اس کی خطا کہ ہے سر ادا از سزا ہے خوشک شورش نلگن



## تیاصل خیرا بااے

نام کے نقش سے روشنی نہ گھینے ہو جائے  
 کعبہ دل مرے اللہ دین نہ ہو جائے  
 وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ جلی چمکے  
 دامن طور ذرا آج یہ سہینہ ہو جائے  
 تو جو چاہے اسے او بچو کو بیٹے دے  
 موج طوفان بلا انحر کے سفینہ ہو جائے  
 ظلمت کفر سے بڑھ کر ہے سیاہی دل کی  
 دور کیونکر دل اغیار سے کینہ ہو جائے  
 اسکر میں برق سر طور ہو گشت بد کا کس  
 شربت اخذ زبادت یہ کمی نہ ہو جائے  
 دل رہے آخر میں تیرے مے پہلو کے عوض  
 حیات بھول مری خاتم کا نگینہ ہو جائے  
 اس کی تقدیر جو پامال ہو تیسرے در پر  
 اس کی تقدیر کہ جو خاک مدینہ ہو جائے  
 دفن ہوں ساتھ تیرے گھر لے سخن  
 خاک میں مل کے نمایاں یہ دینہ ہو جائے  
 جان کی طرح تمنا ہے ہی دل میں تیاصل  
 مریں کب سے میں تو نہ سوئے دین نہ ہو جائے

## شاد عظیم آبادی

دیا چہ سخن ہے شہ انبیا کی طرح      محبوبے دلوں کو حبیب خدا کی طرح  
طغرائے لوح عرش ہے خیر الوری کی طرح      اسلام کی نشانی ہے اس پیشوا کی طرح

نعت رسول حق ہے ہماری سرشت میں  
امت پر اسکا رانگھلے گا بہشت میں

اے اڈل بیچ اس آند پہ میں نثار      اس کبریا کی دولت سرمد پہ میں نثار  
لطائف میں رحمت بحد پہ میں نثار      دی نعمت بہشت محقق پہ میں نثار

دفع کا ایشخوت نہ ڈھٹکے عذاب کے  
تو حید خود بتائے گی سستے ثواب کے

لکھتا ہوں صفحہ لعل شہنشاہ کائنات      خامہ جو مشک کا ہو نونافے کی ہود و است  
حقا کہ اس کے آگے شبہ رکھی ہو مات      شاید کہ پیل کر ہی معراج کی تھی رات

قدرت عیاں ہر اک گروہ بے بدل سے ہو  
رشتہ اسی کے سیائے کو شام ازل سے ہو

سر زبناں بھی ہے اسی قاسم کے متفعل      تیری جو ہو خمیشہ شاد پا بہ گل  
قاسم کے ساق عرش بریں کیونچ نخل      اسلام تو اس قدر ہے جو دیکھو تو مست دل

اس قدر کے جاں نثار عبادت پسند ہیں  
قد قامت الصلوٰۃ کے نغمے سر بلند ہیں

## اسی غازی پوری

دہاں پہنچ کے یہ کہنا صبا سلام کے بعد  
 شبِصال بیانِ غمِ فراقِ عبث  
 رہاں کی وعدہ دیدار اس طرح ٹالا  
 گن مہنگا کی سُن، آصدا، صدا، صدا ہو یہ  
 مطلبِ تمام ہو محبوب کی اگر حد ہو  
 دُعا، دُعا، دُعا، دُعا، دُعا، دُعا، دُعا، دُعا  
 جسے سے کوئی نہیں کرے غیرتِ عیسیٰ  
 پہ پہ کہ روائے کیا تو رشکِ آیا  
 زہنوں ہی جھگڑے یہ سن نرانی کے  
 اسی تو دیکھتے ہیں غائبِ بادِ خواروں کا  
 تھا مے نام کی رٹ ہر خدا کے نام کے بعد  
 نغصوں سے گلا، زخمِ ہستیا م کے بعد  
 کہ لوں خاص طلب ہوں گے بارِ عام کے بعد  
 کہ نطفِ حم و کرم کیا پھر تقسیم کے بعد  
 لگا ہوا ہی ہیاں کوچِ ہزرتِ ام کے بعد  
 کہ شامِ صبح کے بعد آئی صبحِ شام کے بعد  
 رہا نہ ہوش کسی کو ترے کلام کے بعد  
 نہ ہم کلام ہو اس سے کلام کے بعد  
 دکھا دو جلوہ خدا را اگر کلام کے بعد  
 سہو زخم کی کھٹی ٹھہرے گی اور جام کے بعد

الہی اسی سے تاب کس سے چھوٹا ہے  
 کہ خط میں رہِ زقیامت کھی ہی نہ کہے بعد

## شاہ نیا زبریلوی

مگر کون : مکان مشہر نیرنگ نہ ہوتا  
 ہر آن میں اس کا یہ نیا ڈھنگ نہ ہوتا  
 ہوتا نہ اگر اس کے تماشے میں تمہیں  
 حیرت کے میں آئیں نہ خط و نگ نہ ہوتا  
 مگر شان ہمیشہ کی ابھیل پہ کھلتی  
 اسلام کے لانے میں اسے ننگ نہ ہوتا  
 انکان سے ! ہر تری کہنہ کا پایا  
 در نہ دل لگا، مرا تنک نہ ہوتا  
 مگر پردہ غفلت کو تو ہم سے نہ اٹھاتا  
 اسے عشق نیا ز آگے ترا ننگ نہ ہوتا



## مولانا احمد رضا خان بریلوی

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ کہ نور باری حجاب میں ہے  
 زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ ہر کسے نقاب میں ہے  
 انھیں کی بومایہ سخن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے  
 انھیں سے گلشن مہاکسے ہیں انھیں کی زنگت گلاب میں ہے  
 وہ گل ہیں لبھائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول ان کے  
 گلاب گلشن میں دیکھتے ہیں یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے  
 ٹھٹھے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی خشاہی نہ کوئی یاد  
 بتا دو اگر مرے پید پیر کہ سخت شکل جواب میں ہے  
 خدا سے تمہارے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر  
 پالو اگر شفیق خوشتر تمہارا بندہ عذاب میں ہے  
 گنہ کی تاریکیاں ہیں چھائیں اُمنڈ کے کان گھٹائیں  
 خدا کے خورشید مہر فرما کہ زرہ بس منظر اس میں ہے  
 کریم اپنے کرم کا صدقہ بیٹھ بے قدر کو نہ شرما  
 تو اور رضا سے حساب مانگے، رضا بھی کوئی حنا میں ہے

حسن  
کر نیلوی

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں  
لئے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں  
ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا  
تمہے فقیروں میں لے شہرِ بارہم بھی ہیں  
ادھر بھی تو سن اقدس کے قدم جلوے  
تمہاری راہ میں مشیتِ غبارِ ہم بھی ہیں  
کھلا دو غنیمتِ دل صدقہ بادِ امن کا  
اسی دارِ نسیم بہارِ ہم بھی ہیں  
تمہاری ایک نگاہِ سکرم میں بس کچھ ہو  
بڑے ہوئے تو سرِ وہ گزارِ ہم بھی ہیں  
جو سر پر رکھنے کو مل جائے غلّ یا کِ حضور  
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاہم دارِ ہم بھی ہیں  
یہ کس شہنشاہِ عالی کا صدقہ بنتا ہے  
کہ خسرِ دوں میں بڑی ہی پکارِ ہم بھی ہیں  
ہماری جگہ سی بنی ان کے اختیار میں ہے  
سیرِ انھیں کہئے سب کا دوبارِ ہم بھی ہیں  
حسرتِ بے حجاب کی سعادت کی دھوم عالم میں  
انھیں کے غم بھی ہو آک ریز و خواہ ہم ہی ہیں

## ہو کائناء عبد الرحمن بن اسحاق دہلوی

تصور ابر رحمت ہے بنی کی کالی کسلی کا  
 پڑھا کرتا ہوں میں راتوں کو واپس اذا بعثی  
 کلام الثربے شک ہے کلام طاہر ہادی  
 ہوئے طاہر عمر ہادی ہوئی جب سورہ طہ  
 شب معراج کا منکر ہے، منکر صبح محشر کا  
 ہر پسمجد انسانی و سبعین اندکی امر ہے  
 خدا و قدرت اس سے یا ہو محبوب خدا و قدرت  
 بدو بہت خدا و ایک بنو سے بدو بہت  
 ملا ہے جس قدر علی اقرب ذات شریعت کو  
 اسی علی اقرب پر ہے شاید لفظ او ادنیٰ  
 مغل ہو، شیخ ہو، رید ہو، خاں ہو، نیک ہو  
 نہیں کچھ ذات دو پر شریعت کو مر ہے اتقی  
 خدا کے رو برو جانے سے جو ڈرتا ہے اسے  
 اسی کے حق میں نازل ہو کہ البختہ ہی الماد

## حافظ پیلی جیتی

ہے قابل دیکھنے کے ان کے جانا بازوں کی محفل بھی  
 کہ نالوں کا ترانہ بھی ہو اس میں رقص سبیل بھی  
 حضوری کا شرف دربار میں مجھ کو بھی مل جاتا  
 جہاں ہیں جمع صاحب دل وہاں ہو ایک بے دل بھی  
 انھیں مطلب ترپنے سے حضوری ہو کہ دوری ہو  
 عجب آفت کا پر کا لہ بنے ہیں حضرت دل بھی  
 ہم ایسے مانگنے والے کہ مانگیں جائیں لے لے کر  
 تم ایسے دینے والے ہو کہ غش ہو جائیں سائل بھی  
 نصیب ایسے کہاں جو شاہ معصود دل جوائے  
 غنیمت ہے اگر ہم کو نظر آجائے محفل بھی  
 گزر جانا خودی سے اور آقا تک پہنچ جانا  
 ہی وہ کام ہے جو سہل بھی ہے اور مشکل بھی  
 تمھارے مرنے والے مرنے ہیں طیب کے مرنے پر  
 کریں کیلے کے حجت جو نہیں مرنے کے قابل بھی  
 تمھارے نام کے بند سے پہلے ہیں عدتے رہنے پر  
 نہ وہی جب زندگی تمھارے تو پھر جینے سے حاصل بھی  
 پڑے رہتے کفن میں منہ چھیلے حشر میں حافظ  
 سید روز ہو نہیں یہ منہ تو دکھلانے کے قابل بھی



## بیانِ ویردانی مہرشی

خواب میں زلف کو ٹھٹھے سے لگالے آجا  
 بے نقاب آج قوائے گیسوؤں والے آجا  
 بے کسی پر مری خون روتے ہیں چھالے آجا  
 راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا  
 کون ہے نادرِ عیسٰی، کون ہے محبوبِ خدا  
 اے دُعا لہ کے حسینوں سے نرالے آجا  
 دلم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھ ہے  
 لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا  
 ہوں سب کا رعبِ عیب کھلے جاتے ہیں  
 کماں والے! مجھے کملی میں چھپالے آجا  
 پہنچا محبوبِ نونِ شاطہ قدرت نے کہا  
 خلوتِ ناز میں اے ناز کے والے آجا  
 رنگِ دھرت ہے ہمار غنچہِ حلوتیے بہاں  
 اس گلِ گلشنِ لولاکِ لمالے آجا  
 صورتِ لالہ ہے پودِ داغِ بیاں کا مینہ  
 بڑ ہے میں ترے بیمار کے لالے آجا

## کیفی جبریا کوئی

گو یوم بدر معرکہ کا رزار تھا  
کہتے ہیں ایک شخص اسیرانِ بڑے  
وہ کون؟ زوجِ زینب بنت رسول کا  
تھا حکم سام جو زندیہ کے واسطے  
کئے میں یہ خبر جو گئی گو بخشی ہوئی  
دامادِ تاجدارِ مدینہ اسیرِ عم  
زمینِ کبودی خبر یہ جناتِ رسول نے  
جس دم نہ تھی یہ حضرت زینبؓ نے ماجرا  
لایا گیا وہ بار حضورِ رسولؐ میں  
وہ بار مایا تھا باغِ محبت کا داغ تھا  
وہ بار تھا کہ ہر کی صورت میں جلوہ گر  
بکھر کافی اس نے آتشِ زلفتِ دلی ہوئی  
وہ عقدِ یعنی شانِ محبت کا زندہ دار

اس شکل میں وہ آیت پروردگار تھا  
رشتے میں خویشِ سیدِ دالاتِ بار تھا  
والعاصی وہ جو صاحبِ عینِ دو قار تھا  
داخل ہر ایک اس میں صفاتِ کبار تھا  
چھوٹا ادائے زندیہ سے جو مالدار تھا  
لپٹے ادائے زندیہ سے بے اختیار تھا  
ذیے کا حکم خاص گم بار بار تھا  
ذبیہ دیا وہ لینے گئے کا جو ہار تھا  
دیکھا جو اس کو آپ کا دل بے قرار تھا  
یا آتشِ فراق کا تازہ شراب تھا  
داغِ غمِ خدیجہؓ الفتِ شعار تھا  
یعنی غمِ فراق کی وہ یادگار تھا  
آزادی اسیر کا بھی چارہ کار تھا

یعنی یہی وہ جراتِ خلائعِ خاص تھی  
جس سے کہ قصردینِ نہیں استوار تھا

## مولانا ظفر علی خاں

وہ شمع اُجالا جس نے کیا پیا نہیں برکت غاروں میں  
 اک روز چمکنے والی تھی دنیا کے سب درباروں میں  
 خبر بد سن دسما کی محفل میں نولاک لسا کا شور نہ ہوا  
 پاؤں نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو ستیاریں میں  
 جو فسفید اُس سے کھل نہ رہا اور نہ کھتہ رکوں سے چل نہ ہوا  
 نہ روزِ اکابرانِ عالم نے نہ بدیا چاند اشاروں میں  
 وہ جس میں نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ نمشہ کے  
 بھینڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاہوں سے  
 ہیں کر میں، ایک ہی عمر بنی، بوجہِ عمر، عثمان و علیؓ  
 ہر مرتبہ ہر یارِ ابی بنی، کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

## مولانا محمد علی جوہر

تہنائی کے سب دن ہیں، تہنائی کی سب راتیں  
اب ہونے لگیں اس سے خلوت میں ملاقاتیں  
ہر لحظہ تشفی ہے، ہر آن تسلی ہے  
ہر وقت ہے دل جوئی، ہر دم ہیں مدارائیں  
کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں  
ہر روز ہی چہرے ہر روز یہی باتیں  
سراج کی سی سہل سجدوں میں ہے کیفیت  
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی گراں باتیں  
بے مایہ بھی لیکن شاید وہ بلا بھتیس  
بھگی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سونائیں

---



# محرر اقبال

نگاہ شق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میم کو اٹھا کر  
 وہ بزم شرب میں آ کے مٹھیں ہزار سنہ کو چپا چپا کر  
 جو تیرے کہے کے ساکنوں کا فضا کے جت میں اڑا ہوا  
 تسلیاں دے رہی ہیں حورِ خورشید کو مٹا مٹا کر  
 شہید عشقِ نبی کے مرنے میں بانگیں بھی میں سرِ طرح کے  
 اہل بھی کہتی ہے زندہ با شکی ہائے مرنے پہ زہرِ کھار  
 ترے ثنا گو غردنِ تم سے چھوڑ کرتے ہیں دوزخِ شہر  
 کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے دکھا دکھا کر  
 بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یہ گلستانِ عرب کی بو  
 مگر نہ اب باغِ لا ادھر کو وہیں سے لائے توڑ کر  
 شہبِ عشقِ نبی ہوں میری غریبہ شمعِ قمر جلے گی  
 اٹھ کے لائیں گے خود نریشے چراغِ خورشید سے جدا کر  
 جسے محبت کا ورد کہتے ہیں، مایہ زندگی ہے مجھ کو  
 یہ درد ہے کہ میرے کھائے اسکول میں چپا چپا کر  
 اڑا کے لائے صبا تو جو بڑے زلفِ معبر میں  
 ہمیں سے چھٹی نہیں یہ باتیں خدا کی رہ میں بھی کچھ دیا کر  
 خیالِ راہِ عدم سے اقبال تیرے در پر ہوا ہے حشر  
 بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلا مری عت کا عطا کر

## دولہ رام کوثری

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ  
 کتابِ خاتما کے منسوخ سائے  
 نئی کے واسطے سب کچھ بنا ہے  
 سرِ بعثت اور طریقت اور حقیقت  
 رشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں  
 حق کا نطق ہے نطقِ الہی  
 ما کا نور ہے نورِ پیغمبرؐ  
 بحرِ دُعا و عشرہ عثمان و حشید  
 ان میں دینی مصطفیٰؐ  
 ناقاطرہ و بشیر و شہید  
 خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ  
 کتابِ حق ہے قرآنِ محمدؐ  
 بڑی ہے قیمتی حبانِ محمدؐ  
 یہ تینوں ہیں کم نیرانِ محمدؐ  
 غلامانِ عثمانانِ محمدؐ  
 کلامِ حق ہے سرمانِ محمدؐ  
 خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ  
 یہی ہیں چار یارانِ محمدؐ  
 علیؑ ہے رنگِ بستانِ محمدؐ  
 بسا ان سے گلستانِ محمدؐ  
 بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا  
 میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

# حسن یارھری

ہر اک زندہ چمک اٹھا ہے مہتاب ضیاء بن کر  
 فضا کو جگمگایا ہے میرے شمس الضحیٰ بن کر  
 مرے سر کا آئینے درو محو کیاں کی دوا بن کر  
 سکون نسب مضطر غم زدوں کا آسرا بن کر  
 بنی ہیں اور جتنے آہستہ برقعہ بالحد ہیں  
 میرے سر کا آئینے ہیں منجھڑتے شمس الضحیٰ بن کر  
 خدا شاید بڑی مشکل میں تھے انہی کے مدد سے  
 کہ وہ تشریف لائے، فقرا مشکل کشا بن کر  
 پریشان حوا رہے، دیکھ کر کبیر حوا رہے ہیں  
 بے تسکین رانیں کی یاد آئی نا خدا بن کر  
 خیر، اللہ ہے کوئی، کلیمہ ادھر ہے کون  
 سگر آنا میرے آئے ہیں محبوب خدا بن کر  
 انھیں نے زندگی نو عطا فرمائی ہے آقا  
 کہ آئے مردہ دل کے واسطے آب بقا بن کر  
 مجھی پر منحصر کیا ہے سہنشاہ زمانہ بھر  
 انھیں کے آستان پر آ رہے ہیں بے نوا بن کر  
 سمجھ سے مادما ہستی کو حسن کوئی کیا ہے  
 کہ دنیا میں مرے سر کا ملنے، جاے کیا بن کر

شیو پر شاو دہی

لکھنوی

بے خبر ہوں دونوں عالم سے سوائے مصطفیٰ

یا الہی ! دل ہوا ایسا مبتلا سے مصطفیٰ

دل ہے میرا بسہ زلفِ دو تائے مصطفیٰ

جان ہے پروانہ شمعِ لقا سے مصطفیٰ

بوریا سے فقر، تختِ سلطنت سے سوا

بادشاہِ ہفت کشور ہے گدا سے مصطفیٰ

شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب

کون محبوبِ الہی ہے سوائے مصطفیٰ

جو ہوا سائلِ رہی اس کو نہ پھر کچھ محتاج

ایدا کر دیتی ہے مستغنی عطا سے مصطفیٰ

آدمی کیا، مدح کر سکتے نہیں، جن و ملک

حق تعالیٰ آپ کرتا ہے ثناء سے مصطفیٰ

آسماں پر لوگ کہتے ہیں، بخفیں شمس و قمر

ذیجہ کہتے کہ ہیں یہ نقشِ پا سے مصطفیٰ

ذمے اس در کے ہیں کیا پائے کیا غم و فخر

جلوہ آراکش بہت میں ہے، ضیاء سے مصطفیٰ

ہوتی ہے حسرت ہی، کیوں دل نہ میرا یہ ہوا

دیکھتا ہوں جب میں وہی نقشِ پا سے مصطفیٰ



## سائل دہلوی

کب تک رہے سینے میں تنائے مدینہ  
 کب تک دل بے تاب کھے ہائے مدینہ  
 مر جاؤں مدینے میں مدینے میں کس ہو  
 لے جاؤں کس میں ' میں تنائے مدینہ  
 آہ بیٹھو مرے دل میں کہ دل عرش پر ہے  
 تم چاہو تو حسینہ مرا بن جائے مدینہ  
 یا رب مرے دل میں سبے شریب کی تنہا  
 یا رب مرے سر میں رہے سودائے مدینہ  
 اے چشمِ قصوربخت اتنا ہی بہت ہے  
 گھر بیٹھے نظریں مرے آجائے مدینہ  
 سائل کی تنہا ہے شبِ دروز الہی  
 ہر دم مئے دل میں رہے سائل مدینہ

## سید وحید الدین بخوددہلوی

دشمن ہمارا دل ہے محسوس نہ ہونے سے  
 موسیٰؑ نے اس کو طور پہ دیکھا تھا دوسرے  
 خلوت ہوا ایسی جس میں فرشتے نہیں سکیں  
 اسکے کمر میں نے کھینچ لیا جالیوں کی پاس  
 بس تک سبکی کی یاد نہ دل میں سسکا گی  
 دیدار ہو خدا کا زیارت رسولؐ کی  
 میری نظر خطا نہ کرے گی یقین ہے  
 عشق نبیؐ سے نشہ عرفاں میں چور ہوں  
 آئیں گے آپؐ دل میں یہ وعدہ تو کیجئے  
 روح القدسؑ روح نے پایا ہر سیر کی نفیض  
 تڑپوں گا میں فراق نبیؐ میں تمام عمر  
 رتبہ کو مستطیع کے ملائکے پوچھیے  
 لائے ہیں اس چراغ کو ہم کوہ طور سے  
 دشمن ہوئی ہے شمع حرم جس کے نور سے  
 اک دل کی بات عرض کر دوں گا محضوٹے سے  
 ڈرتا تھا میں سلام پڑھا میں نے دُست سے  
 خالی نہ ہو گا دل مرا کبر و غرور سے  
 فردوس سے غرض ہے نہ مطلب چوڑے  
 پہچان لوں گا حشر میں جنت کو دوسرے  
 دھوپ ہے میں نے دل کو شرابِ طہور سے  
 میں کعبہ مانگ لوں گا خدا کے غنوں سے  
 سیکمی ہے نعت گوئی بڑے فی شعور سے  
 یہ وعدہ لے لیا ہے دل نا صبور سے  
 سجدے کا حکم پہلے ملا ہے ظہور سے  
 بخود کو جامِ بادہ کوثر مجھ کو عطا  
 جنت میں تھو متا ہے جس کے سرد سے

## حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی

کہے ہے شوق نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے  
 میں دل سے ہوں گا تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے  
 صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیم طیبہ نسیم طیبہ  
 کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے  
 خدا کے گھر میں فورہ چکے ہم اب عمر اپنی ہوئی ہے آخر  
 مریں گے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے  
 تو در بدر کیوں پھرے ہو مارا جو درد نون عالم کی چاہے دو  
 تو سر تدم بھوکے درد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے  
 یہ جذبِ عشق محمدیؐ ہے دلوں کو امت کے کھینچتا ہے  
 کہے ہے ہر دلی جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے  
 جو کفر و ظلم و سادہ عصیاں ہر اک جگہ سے کھینچا  
 تو دینِ اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے  
 ہلاکتِ آمداد اب تو آئی جو فوجِ عصیانے کی چڑھائی  
 خیانت چاہو تو اسے برا در چلو مدینے چلو مدینے

## اک جزو دار فی سبب شعی

جب عیسٰی کے چہرے میں وہ نور خدا ہر طرف اپنا جلوہ دکھانے لگا  
 کفر فارت ہوا بت کرے ٹوٹ کر سحر ہماروں میں شیطان اٹھانے لگا  
 بیل دگل میں پیدا ہوئی یہ خوشی باغ عالم میں کھلنے لگی ہر کلی  
 مٹ گئی ظلمت کفر کی تیرگی، نور حق ہر طرف جھلکانے لگا  
 کیا بشر کیا ملک کیا زمین کیا نلک، عرش سے فرشتے بے غریب  
 دیکھ کر نور حق ہر کوئی ایک ہی کلمہ آید کا مژدہ منانے لگا  
 بدلیاں رحمتوں کی گرجنے لگیں، نور بیت شاہانوں کی بجے لگیں  
 دین کی نور میں ہر سمت سجے لگیں، پرچم سلام کا اہلہانے لگا  
 گنگ تھہر کسریٰ کے گونے لگے، ڈبے کلڑے پڑھ کے ترانے لگے  
 انگ تیش کدوں کی کھانے لگا اور سادی میں پانی بہانے لگا  
 سوچ کر کھینچی کھینچی وہ خوشبوئے تن دیکھ کر رنگِ حمت چہرے در چہرے  
 کہہ کے اُنت بنی پڑھ کے عقیق علی بیل خوش نوا چھانے لگا  
 کہ خستہ جاں کی ہتی التجا، ان میں کوئی تو پوری ہو ہر خدا  
 یا تو جلوہ دکھا، یا مینے بلا، ورنہ سبکیں دے، دل ٹھکانے لگا



## مکرمین پر شاد شاد

بلوایں مجھے شاد و جو سلطانِ مدینہ  
 وہ کھسکے خدا کا تو یہ محبوبِ خدا ہیں  
 روکیں گے نہ دربار میں جانے کے لئے شاد  
 ہے قربِ بنی ہی سے تو یہ عزت و جلال  
 بے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشقِ محمّدؐ  
 دیکھے جو تخیر میں مرے عشقِ بنی کو  
 کھولے درجستہ کو یہی کہتا ہے رضواں  
 نشہ ہے ددان کو جو اترتا ہی نہیں ہو  
 خاکِ رہِ شرب کو بناؤں گا میں سرمہ  
 اللہ دکھا دے تو مجھے روضہٴ اقدس  
 کیوں میری شفاعت میں مہلادیر گئے گی  
 کافر ہوں مومن ہوں اچلنے میں کیا ہوں  
 کیا مجھ سے ثنا ہو سکے اک مورہوں ادنیٰ  
 جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربانِ مدینہ  
 کعبے سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیوں شادِ مدینہ  
 پہچانتے ہیں سب مجھے دربانِ مدینہ  
 قالیبے مدینہ تو وہ ہے جانِ مدینہ  
 تحفے مرے پاس یہ شایانِ مدینہ  
 سکتے ہیں سہے نرگس بتانِ مدینہ  
 بے خوف چلے جائیں غلامانِ مدینہ  
 توحید کی سسپیتے ہیں مستانِ مدینہ  
 دیکھو گان ان آنکھوں سے بوسہ دینِ مدینہ  
 باقی کہیں رہ جائے نہ ارمانِ مدینہ  
 کیا تجھ کو نہیں جانتے سلطانِ مدینہ  
 پر بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطانِ مدینہ  
 اعلیٰ ہیں ہی جو ہیں سلیمانِ مدینہ  
 مومن جو نہیں ہوں تو میں کافر بھی نہیں شاد  
 اس زمے سے آگاہ ہیں سلطانِ مدینہ

## صفتی لکھنوی

پیغمبر و سرور محمدی  
پسلا اللہ کا شہازی

حق کی توحید کا مبلغ  
محو طاعت ہے قلبِ فاسد

سرکش عربوں کا سر جھکایا  
حیوانوں کو آدمی بنا یا

قائم کیا رشتہ موافقات  
برتاؤ میں شیوہ مسادات

مصلح، سرمایہ داریوں کا  
حامی، محنت شعار یوں کا

دہ ماہ تمام چساؤ خشب  
جس کا غارِ حرا تھا مکتب

وہ حسین یلح جس کی پوشاک  
لولاک لما خلقت الافلاک

وہ جانِ بہکانِ آفرینش  
معنئے بہکانِ آفرینش

## مرزا محمد زادی عزیز لکھنوی

یہ دونوں عالم کہ جس کی تہ میں چمک رہے خیالی قدرت  
اسے سمجھ لو جیانی منزل سے لطیف ایک استعارہ  
زمانہ ہے ایک جسم خاکی وجود انسان ہر روح اس کی  
وہ اس ہستی کو تو نے اسے روح گر سنوارا تو کیا سنوارا  
سمجھ میں اب بکث میری آیا کہ زندگانی کی کیا ہو خواہش  
نہ دولت جسم اس کا مقصد نہ اس کا مطلب ہے ملک دارا  
مگر حقیقت کی اک نظر کر ذرا سراپا ہے مصطفیٰ پر  
یہ قد آدم وہ آئینہ ہے کہ جس میں قدرت کے جلوہ آرا  
عرب کے جاہل و کج کشر کہ جن کا جوہر زندگی تھا  
یہی ہے وہ فلسفی اچھی کہ جس نے اس قوم کو سنوایا  
حقیقی ہستی پہ جب تھا مائل تو ذرہ درہ بنا تھا سورج  
ہوا تھا میلان ارتقا جب تو عرش عظم کا تھا ستارا  
ابن پڑا تو کبریا کی چمک اٹھا جلد و خدادانی  
دبے ہوئے تھے جودل میں جذبہ ضیاء کے رخسے کھینچا  
مجموعہ حسین معنوی کا نمونہ اک لطیف سرمدی کا  
جو ا کے خلوت کدے میں جس کو خدا کے ہاتھوں نے خود سنوارا  
زمین شور عرب پر آ کر بنا لے خلاق اس نے ڈالی  
وہی تیسوں کا آئینہ تھا و ضعیفوں کا تھا سہارا

ازل سے نقشِ دل ہے نازِ جانانہ محسوس کا  
 کیا ہے لوحِ فی محفوظِ افسانہ محسوس کا  
 بنائے محیطِ جسمِ بریل کا قیامہ محسوس کا  
 اب انسانہ خدا کا ہے ہر افسانہ محسوس کا  
 دسے کیا آتشِ دوزخ سے دیوانہ محسوس کا  
 کہ اٹھتے شعلے گل کرتا ہے پروانہ محسوس کا  
 ظہورِ حالِ مستقبل سے ماضی کو ملاحدوں گا  
 مجھے پھر آج دہرا نا ہے انسانہ محسوس کا  
 رسائی کیے اس کی ہوشِ انسانِ عقلِ قدسی کی  
 جو اپنی زد میں یک جا بنا ہے دیوانہ محسوس کا  
 دہائی اک داغِ تہمت، غمِ بڑا الزام ہے معنی  
 وہ اپنا ہے جسے اپنا ہے یارانہ محسوس کا  
 شفاعت کی دعا میں وہ ہوا دیتے ہیں پر اس کا  
 جہنم کو بھیجا سکتا ہے پروانہ محسوس کا  
 یہاں سے تباہِ جنتِ روئے کوئی نہ پریشان ہے  
 جہاں چاہے چلا جا بن کے دیوانہ محسوس کا  
 شعاع اس پار شیشے کے، نظر اس پائیشی کے  
 جھلک دیکھی کہ ہنسیا اڑ کے پروانہ محسوس کا  
 درودِ اول سخن ہو آرزو پھر شعرِ نعتیہ  
 زباں دھو ڈال، اگر کہنا ہے انسانہ محسوس کا



# نور احسن نیر کا کوئی

(مؤلف نور اللغات)

الشری تری شان کی یہ جلوہ گری ہے      چلتی ہوئی یہ سائنس سحری ہے  
 ارباں نہیں چھپتا ہمدردہ شوخی سی بھری ہے      اک نور ہو سائے میں کئی شیشے میں پری ہے  
 جس دل میں چمک ہی نہ ہو پھر نور کہاں ہے  
 خالی جو تختلی سے ہو وہ طہر کہاں ہے  
 پستلی کی ہے صورتِ حیرا سود کعبہ      پوششِ نظر آئی جو اٹھا آکھ کا پردا  
 کوئسے ٹپکنے لگا میزاب کا نقشہ      آنسو گرے زمزم کی صراحی ہوئی پیدا  
 ہر بار بتاتی ہے پک صاوت جھپک کر  
 مصروف ہوئی سچی اصفیا میں وہ لپک کر  
 جھکتی نہ اگر رحمتِ عالم کوئی پستی      معمور نہ ہوتی کبھی آدمی کی یہ سستی  
 افلاک رسالت کی نہ ہوتی ہمیں ہستی      ایوان کے تاروں کیلئے اخلق ترستی  
 یہ مہر نہ ملتا کبھی یہ ماہ نہ ملتا  
 بالفرض یہ ملتے مگر اللہ نہ ملتا

## رضا علی دشت خلکتوی

توجو اے ماہِ عرب عالم کی زینت ہو گیا  
 نور تیرا کس کے جلوے کی بشارت ہو گیا  
 نور تیرا دافعِ آفتابِ ظلمت ہو گیا  
 ایک عالم کے لئے شمعِ ہدایت ہو گیا  
 غم ترا آیا ہے دل میں عیش کا ساماں لئے  
 دورِ کلفت ہو گئی، اندوہِ رخصت ہو گیا  
 پنکھ گئی ہے چادرِ خارِ مغیلاں دشت میں  
 تیر دشتی کے لئے ساماںِ رحمت ہو گیا  
 سادہ دل عاشق کہ تھا مشاق تیری دید کا  
 دیکھ کر آئینہ دلِ محو حیرت ہو گیا  
 کیوں نہ منظورِ نظر ہو تیرے کوچہ کا غبار  
 حینِ یہ تو سرمہ چشمِ بصیرت ہو گیا  
 روئے اند کا تصورِ حسبِ خاموشی ہوا  
 اک پری کا جلوہ تھا دیوانہ دشت ہو گیا

## دل شامِ جہانِ پوری

کیوں کر نہ ہو مومن کو تمنائے مدینہ  
 تنویر سے معمور ہے ہر فردا بے شرب  
 مداح رہا آپ کا ہر کافر و مومن  
 افسردہ دلوں پر نظر نبض دھڑکا  
 تقدیر جھک جائے گی شرب کی فضا میں  
 رخصتے کی زیارت سے شربت پائیں زائر  
 سرِ پیمہ تو حید ہے بہ شہر مقدس  
 فخر ہے چمن میں یہ عنادل کی زبانی  
 جتنا بھی بڑھوں شوقِ لقاء در سوا ہو  
 اس راہ میں درکار ہے خلاصِ عقبت  
 ہو نوکِ قلم صفحہ کاغذ پہ گلِ انشاں

ہیں مالکِ جنت چمن آرائے مدینہ  
 دیکھو تو سہی رونقِ صحرائے مدینہ  
 مجموعہ اخلاق تھے مولائے مدینہ  
 اے بکر کرم لے چمن آرائے مدینہ  
 ہے نورِ نزا شدت سودائے مدینہ  
 کھینچ لے جاتی ہے تمنائے مدینہ  
 یکتا نظر آئی نہیں دنیا کے مدینہ  
 ہر کھوپ سے خوش نگاہیں گلہائے مدینہ  
 ہے راحتِ دل جوشِ تمنائے مدینہ  
 گلشنِ نظر آیا ہمیں صحرائے مدینہ  
 مقصود ہے مدحِ چمن آرائے مدینہ

پایا لقب اے دل یہ نقطہ حیاتِ نبیؐ میں  
 کہتے ہیں فرشتے مجھے شیدائے مدینہ

## نوح نازوئی

سامنے جس کی نگاہوں کے بدینہ آ یا  
لطف کے ساتھ لے مرنالے جینا آ یا  
تائشِ حسنِ محمدؐ تھی یہ معراج کی رات  
ہر چلتے ہوئے تارے کو پسینا آ یا  
زندگی دادی بی شرب میں بسر کرنا تھی  
حضرت خضرؑ کو جی کو بھی نہ جینا آ یا  
اپنی گردش پہ اسکی وجہ سے نازاں نکک  
کہ طوافِ درِ اقدس کا قرینا آ یا  
بیٹھے اس شانِ چشم سے دہسزینِ براق  
سبھے جبریلؑ کہ خاتم میں نگینا آ یا  
حوضِ کوثر کے زریں مارک کوثر کی قسم  
دہے کافر جو کئے مجھ کو نہ پسینا آ یا  
نا خدا جب ہو محمدؐ سادہ ہم کیوں نہ کبیر  
نوح طوفانِ حوادث میں سفینا آ یا



## بندت درج موہن کیفی دتا تریہ

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولؐ دوسرا کا  
 مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاکتِ لما کا  
 کھلی بعثتِ محمودِ خداوند کو منظور  
 تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دعا کا  
 پہنچا یا ہے کس اورجِ سعادت پہ جہاں کو  
 پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا  
 معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت  
 ہے خلدِ بریں ردِ ضعیف پر نور کا خاکا  
 دے علم و یقین کو مرے رفعتِ شہِ عالم  
 نام ادسچا ہے جس طرح مرآ اور صف کا  
 یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جس سے  
 بطحا سے ہوا جلوہ نگن نورِ خدا کا  
 مے حامی و مدوح مرا شفعِ محشر  
 کیفی مجھے اب خوت ہے کیا روزِ جزا کا

## موکلنا حشر موحانی

پھر یاد جو آئی ہے مدینے کی بلانے  
کیا یاد کیا پھر مجھے شاہِ دوسرانے

ایسا ہے تو پھر فکریے کیوں زادِ سفر کی  
کیا غریبے کھل جائیں گے مجھ پر نہ خزانے

میں غلبہ اعدا سے ڈرا ہوں نہ ڈروں گا  
یہ جو وصلہ بخشا ہے مجھے شیرِ خدائے

تھا شب کو جو میں حاضر دربارِ محسن  
چھوڑا ہے اثرِ دل پہ عجب اس کی نضائے

حسرت مجھے کس جانِ ہماں سے ہے تعلق  
کچھ کہ نہ کچھ کوئی جانے کہ نہ جانے

## قصہ گوندوی

دل نہ مارِ مصطفیٰ جاں پاٹاں مصطفیٰ  
 یہ اولین مصطفیٰ ہے وہ بلال مصطفیٰ  
 دونوں عالم تھے موعظتِ رحیم دعا میں غرق و محو  
 میں خدا سے کر رہا تھا جب سوالِ مصطفیٰ  
 سمجھتے ہیں اسے شمعِ شبتانِ حرا  
 نور ہے کوئین کا لیکن جمالِ مصطفیٰ  
 عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں  
 گوند کی ہے ہر طرف سے برقی جمالِ مصطفیٰ  
 عظمتِ تنزیہ و بھی شوکتِ شبیہ میں  
 ایک حالِ مصطفیٰ ہے ایک قالِ مصطفیٰ  
 دیکھے کیا حال کر ڈالے شبِ یلدا سے غم  
 ہاں نظر آئے ذرا صبح جمالِ مصطفیٰ  
 ذرہ ذرہ عالمِ ہستی کا روشن ہو گیا  
 اللہ اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفیٰ

## بیتیم شاہ دارائی

قبلہ و کعبہ ایمان رسول عربیؐ  
 دو جہاں آپؐ پہ قربان رسول عربیؐ  
 چاند ہو تم تو رسولانِ سلف تارے ہیں  
 سب نبی دل ہیں تو تم جان رسول عربیؐ  
 صدقہ حسنینؑ کا روضہ پہ ہلا لا مجھ کو  
 ہند میں ہوں میں پریشان رسول عربیؐ  
 کس کی شکل میں تری ذات نہ آئے آئی  
 تیرا کس پر نہیں احسان رسول عربیؐ  
 کوئی بہتے تو بہتے کبھی بہتر تو ہے  
 سب سے اعلیٰ ہے تری شان رسول عربیؐ  
 میرا دیدار ہے دیدارِ الہی مجھ کو  
 تیری آفت مرا ایک جاں رسول عربیؐ  
 مجمع حشر میں اس شان سے آئے بیتیم  
 لائق میں ہو ترا دامن رسول عربیؐ



# خوتی شاہ حیدر آبادی

محمد رحمۃ للعالمین ہے  
 محمد بادشاہ مرسلین ہے  
 محمد خاتم کل انبیاء ہے  
 محمد نور رب العالمین ہے  
 محمد جان ہے جان دو عالم  
 محمد باعث دنیا و دین ہے  
 خدا رحمن ہے دونوں جہاں میں  
 محمد رحمۃ للعالمین ہے  
 محمد کی عجب پیاری ہے صوت  
 کو شیدا ہیں پہ صورت آفرین ہے  
 محمد کو بنا کر حق یہ بولا  
 محمد سا دو عالم میں نہیں ہے  
 محمد یا محمد یا محمد  
 یہ دردِ دل و جانِ حزیں ہے  
 محمد پر نذا سو جاں سے خوتی  
 یہ اسکا جاں جان ایمان دین ہے

## حلیل مائیکہ مری

الہی عشق دے اس کامیے کا جو سلطان ہے  
 محمد قبلہ ہر دہاں ہو کعبہ جاں ہے  
 نہ ہے نقد پرست کی کہ وہ پیارا بنی پایا  
 حوادث لاکھ ہوں کیا خوب نشان تیرے  
 خیالات صافی کوئی کے جاتا ہوں پریشانی میں  
 عجب تاثیر ہے تیرے حلیٰ نام محمد کی  
 سوارزی دیکھ کر شہ کی کہتے تھے فرشتے بھی  
 مراٹھ کہا تو ہو دینی کوفہ اس کی محبت کا  
 وہ خدا ہے خدا ملا جن کو رسالت کا  
 زیارت کی تہا ہی جو تم چاہو تو پوری ہو  
 بھٹک سکتا نہیں کوئی تھادی پیری کے

محمد نام ہر تاج رسل ہر شاہ خواباں ہے  
 انیس بے کساں ہو چاہا ہر دمندان ہے  
 متھوڑے جو وار حشمت جو طوائف غریباں ہے  
 تیری کا جو دانی ہے نہ اس کی زبان ہے  
 نہ طاعن ہے نہ تونی ہو کھٹکے سامان ہے  
 خدا ہے رب انسان دوست دوزخاں ہے  
 یہی نذر دوا ہے ہر کی خوب برداں ہے  
 خدا صرک شاخاں ہر خدائی حق قربان ہے  
 سب خواہی تھیں نہ غیر خواہی خواں ہے  
 جسے شکل سے شکل تو تیرا ساں ہے  
 کہ جو نقش تہم ہو وہ چراغ راہ ایساں ہے

بحق احمد آل محمد بخش دے مجھ کو  
 حلیل خستہ یارب غفرت کا تجھ دخواں ہے

ابو الحسن ناطق  
مکمل و مہدی

تعالیٰ الشریعہ مصطفیٰ تشریف لے آئے  
شیعہ المذنبین، خیر الوریٰ تشریف لے آئے  
سر مشر لوایں محمد جن کے ہاتھ میں ہو گا  
سپہ سالار حبیب اللہ نبی، تشریف لے آئے  
مٹانے کے لئے تار پٹی شرک و ضلالت کو  
وہ جن کا ہے لقب نور الہدیٰ تشریف لے آئے  
وہ جن کی ذات والا وجہ تخلیق و دعا المرہم  
وہ جن کی شان لولاک لما تشریف لے آئے  
شہر ذی جہاد سر بر تلج جن کے لی مع الشر کا  
بھرا اللہ چمکے حبیب و نا تشریف لے آئے  
ایام الفقر فخری پر مدار زندگی جن کا  
دو بت کر بے کسوں کا آسرا تشریف لے آئے  
مواہبہ انبیاء کو رشک جن کی شان است پر  
وہ آئے مرتباً صل علی تشریف لے آئے  
مغرب و است حق کے راز و اں اسرار قدر حق کے  
مقام قات تو سمن آشنایا تشریف لے آئے  
کبارک بادش ناطق انھیں پایا خدا پایا  
خدا کو لے کے محبوب خدا تشریف لے آئے

## سیات اکبر کا

تجلی گاہ وحدت بن گیا دنیا کا کاشانہ  
 سلام اے صبح کعبہ اسلام اے شام تہخانہ  
 یہ کون آیا ہے کعبہ میں بانداز غلیلا نہ  
 کہ حدت نعرہ لیا ہے ناقوس جس بجھانہ  
 یہ دور انداز پاں اچھی ہیں برق حسن جانانہ  
 قرن میں کوئی سودا کی بخش میں کوئی دیوانہ  
 دینے والے داتا میری جھولی کیوں نہیں بھرتے  
 تمہارے وہ آیا ہوں بہ انداز فقیرانہ  
 کچھ ایسی جاذبیت ہے رخ حسن محبت میں  
 کہ صبح طور پر جاتا نہیں اب کوئی یردانہ  
 دہر آتا بلال ان گھٹیوں کی میں بلائیں لوں  
 کیا ہے عمر بھر حسن سے نیک کی نصیب میں شانہ  
 عرب والوں کو اے سیات سن کر زمین آتی ہے  
 کہانی بن گئی ہے میری بے تالی کا فسانہ



عبدالباری آسی  
آلہ دینی

احمد مرسل ہادی درہم برصل اللہ علیہ وسلم  
محرم راز حضرت مراد مرسل اللہ علیہ وسلم

دو شش مہین پر ہر نبوت دست بستہ پر بارگاہ امت

تاج شفاعت سر کے اوپر مرسل اللہ علیہ وسلم

نار حرام میں جہانے واسے حکم اقرار پانے والے

لاسے واسے راہ بدی اور مرسل اللہ علیہ وسلم

ہر اک بت کتب سے میرا ایسے قصیر کسی لرزہ

میدیت چھائی ہوئی ہے سب پر مرسل اللہ علیہ وسلم

رخ کا پسینہ طرے سے بدستور غزل رجاں زلف صبر

دست زیبائے شکر گل تر مرسل اللہ علیہ وسلم

ست جودہ سے یگانہ ہے نہ دولت جاوہر

اندر کسبیر العبد اسیر حسن العتر علیہ وسلم

اک ایسے شوق مہر ہے حدیب کرم سے یانی پھر

فیض کرم سے ذمت اختر مرسل اللہ علیہ وسلم

سے بچاں نہ درودت سے بچاں لطیف غزل

کے حق میں رحمت درہم برصل اللہ علیہ وسلم

تا طع کفر و شرک بدعت حاکم شرع دین ملت

خود ہی مرہم خود ہی نشتر مرسل اللہ علیہ وسلم

## المجدد آبادی

فرقت میں جاں برباد ہے آیا ہے اب آنکھوں میں دھرم  
 جا کر سننے کو نہ آنکھیں افسانہ بیمار غم  
 پیغام بر ملا نہیں بے چارہ دے کس میں ہم  
 ان نلت یار یح الصبا یوما الی ارض الحرم  
 بلغ سلامی رد صفتہ فیہ انبی المحدثہ  
 کیا شکل کھینچی واہ وا، قرباں ترے دست قضا  
 پڑھتے ہیں جس کو دیکھ کر حور و ملک مسئل علی  
 کیا رنگ ہے، کیا رو ہے، کیا حسن ہے نام خدا  
 من وجہ شمس الضحیٰ من حرہ ابد الدجی  
 من ذاتہ نور الہدیٰ من لفتہ بحر العنبر  
 کیا پوچھتے ہو ہمدرد! مجھ سے محبت کا مزا  
 دل چاک ہے ٹکڑے ٹکڑے، تن زخمی تیغ جفا  
 سنا دلاؤں تم کو کہ رہ کے آتی ہے صدا  
 اکبادنا مجر و حرام من صیف بحر المصطفیٰ  
 طوبیٰ لاهل بلادۃ فیہ النبی المصنوم  
 پیرا ہن دل چاک ہے، ٹکڑے ہے حیب و آستین  
 جینے سے جی بیزا ہے، ہونٹوں پہ ہے جان خیز  
 تجھے سیما ہے رخی بیمار سے اچھی نہیں  
 یا رحمۃ اللعالمین ادر زعم الذین المعابدین  
 مذبذب اید الطالانمین فی المربک المزرعہ

## اقبال احمد سہیل

احمد مرسل فخر و عالم صل اللہ علیہ وسلم  
 جسم مرکی روح مصور قلب علی نور قط  
 طینت پس کی رہے مظہر نبوت جسکی سے خوش  
 زد و حیا اور اظہار کسب تنافس جہود و عفت  
 بظاہر انصاف و موعظ و کلمہ فخر و تہجد و تہجد  
 دلی میں حسن سلطان کی جنگ میں حلیہ و ہتھیار  
 وہ صدق دینی فتدی جس کی منزل عشق و محبت  
 تیسرے فضائل جتنے محاسن ملن پرکتہ تھے مکن  
 ملد ادنی شان کی خلیفہ خلیفہ زلیخا کلبی  
 منہ اور خدائے و ہوا کی اور نیا و کاحال

مظہر اول مرسل زانم صل اللہ علیہ وسلم  
 جسم مرکی روح مصور قلب علی نور قط  
 طینت پس کی رہے مظہر نبوت جسکی سے خوش  
 زد و حیا اور اظہار کسب تنافس جہود و عفت  
 بظاہر انصاف و موعظ و کلمہ فخر و تہجد و تہجد  
 دلی میں حسن سلطان کی جنگ میں حلیہ و ہتھیار  
 وہ صدق دینی فتدی جس کی منزل عشق و محبت  
 تیسرے فضائل جتنے محاسن ملن پرکتہ تھے مکن  
 ملد ادنی شان کی خلیفہ خلیفہ زلیخا کلبی  
 منہ اور خدائے و ہوا کی اور نیا و کاحال

صد اہم سلطان مدیر وہ جس کے ہاں کایہ  
 گل کدہ درودس کی شبنم صل اللہ علیہ وسلم

## جگر مراد آبادی

اک زندہ ہے اور رحمتِ سلطانِ مدینہ  
 ہاں کوئی نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ  
 تو صبح ازل آئینہ حسنِ ازل بھی  
 اے حسنِ علی صورتِ سلطانِ مدینہ  
 اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق  
 تو خلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ  
 نظاہر میں غریب الغریبا پھر بھی یہ عالم  
 شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ  
 اس طرح کہ ہر سائنس ہو مصروفِ عبادت  
 دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ  
 کوئین کا غم، یادِ خدا درِ شفاعت  
 دولت ہے یہی دولتِ سلطانِ مدینہ  
 ان اُمتِ عالمی سے نہ منہ پھیر خدایا !  
 نازکے بہت غمیتِ سلطانِ مدینہ  
 اے جان بہ لب آمدہ بشار، خبردار !  
 وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ  
 کچھ اور نہیں کامِ خستہ کچھ کوکسی سے  
 کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ



مولانا مناظر الحسن گیلانی

صلی اللہ علیہ وسلم نبینا

پیائے محمد جگ سا جن تم پر داروں تن من دھن  
تم ری صورتیا من موہن کبھو کرا تیو تو درشن

جسا کنھڑے ولواتے  
کریا کر کے بدراکھیا بے

صلی اللہ علیہ وسلم نبینا

تم ری دوریا کیسے چھڑوں تم سے توڑوں کس سے تھڑوں  
تم ری گلی کی دھیل بھڑوں تم سے نڈھیں دم بھی توڑوں

جی کا اب رمان ہی ہے

آنکھوں پر رعبیان ہی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم نبینا

## سیکسہاں ندوی

نام محمد مصطفیٰ علیؐ      نور محمد مصطفیٰ علیؐ  
عبد مودد مصطفیٰ علیؐ      قدیر مودد مصطفیٰ علیؐ

رحمت عالم مصطفیٰ علیؐ      فخر آدمؑ مصطفیٰ علیؐ  
مرسل اکرم محمد مصطفیٰ علیؐ      اسرار احمدؑ مصطفیٰ علیؐ

چہرہ انور شمس صغی      زلف منیر لیل بکمی  
قلب مطہر عین بکمی      ذکر محمد مصطفیٰ علیؐ

شاہ عالم شاہ انور      ہادی اعظم شمع حرم  
صاحب جلال و جود اکرم      حق سے موبد مصطفیٰ علیؐ

## منشی درگاہائے مقرب آج

دل بیتاب کو سینے سے لگالے آجا      کہ سنبھلتا نہیں کم نخت سنبھالے آجا  
یاؤں میں طوّلِ شب غم نے نکلے آجا      خواب میں زلف کو کھڑکے لگالے آجا  
بے نقاب آج نولے گسواں لے آجا

نہیں دور شید کو ملتا ہے سائے کا پت      کہ بنا نور ازل سے ہے سراپا تیرا  
اللہ اٹ ترے چاند نے کھڑے کی غیا      کون ہے ماہِ عرب کون ہے ہو لب لباب  
لے دو عالم کے گیسوں سے نرالے آجا

دل ہی دل میں میرا راز کھجاتے ہیں      خاک پر گیس کے درِ اشک لے جاتے ہیں  
تیری رسوائی پہ کم نخت تلے جاتے ہیں      ہوں یہ کار کے عیب کیلے جاتے ہیں  
کملی والے تجھے کہاں میں چھپالے آجا

ہائے داما ندگی و سعت داما ن صراط      المدا المدا دے خضر بیا بان صراط  
ہر قدیم پر نگہ یاس ہو یا رازِ صراط      دیکھتے ہیں تجھے پھر کھر کے غصیفان صراط  
دگر گاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

کان میں کچھ جوادھر خند تزا کھنے کہا      مر جا بڑھ کے ادھر شاید زون سٹکے کہا  
آبلائیں تری لوں بوشیں محبت کے کہا      ہو نجا محبوب تو مشاطہ قدرت کے کہا  
خلوتِ راز میں لے ناز کے پالے آجا

خوراکِ حبس سارا بدن حضور کا جب نور ہو گیا  
 عزیزِ احسن مجذوب پھر دور کیا تھا سایہ اگر دور ہو گیا  
 آیا جو سامنے وہی مسخور ہو گیا  
 زنا رکھ توڑ کے ذوالنور ہو گیا  
 سوئے مدینہ جانے کا معتد ہو گیا  
 سامانِ راحت دل رنجور ہو گیا  
 ماہِ عسکری کے ہر جہاں تاسیے حضور  
 عالمِ تمام نور سے معسور ہو گیا  
 مشقِ تصورِ ریح پر نور جب بڑھی  
 میں سر سے لے کے تا بہ قدم نور ہو گیا  
 کیا حد سے نہیں شائع طرہ نور دیکھے  
 مجھ سا گناہ گار بھی مغفور ہو گیا  
 کیفِ نگاہِ ساتی کوثر نہ پوچھے  
 آیا جو سامنے وہی مخمور ہو گیا  
 ہر قول و فعل حضور سے کبریا  
 تا حشر خلق کے لئے دستور ہو گیا  
 اب بعدِ نفی ہرزہ سرائی کا منہ نہیں  
 مجذوبِ شعر کہنے سے معذور ہو گیا



# دورِ حاضر

ادب شناس جو ہیں برادرِ محبت کے  
زبانِ گارت دیں لب پہ جو حرفِ تو آئے

جنگِ ہمدردِ خاں تابش

(مکمل) ادا اللہ عارف شاہ پوری

ہر خیمہ ہے ہر گل ہے ثنا خوانِ محمد

بلبل بھی چمن میں ہے غزل خوانِ محمد

دانش منیا کے رخ تابانِ محمد

واللہ لیل ہے کیا زلف پریشانِ محمد

رفت ہے رفتا لک ذکرک سے بویدا

والہنم میں ہے تذکرہ شانِ محمد

وہ شان نبوت ہو کہ ہو شانِ ولایت

دونوں ہیں تہ مسایہ فیضانِ محمد

مستی نہیں موقوف ہے صہبائے کبر پر

بے جام و سبوت ہیںستانِ محمد

جبریل کا سر نقش قدم تک بھی نہ پہنچا

رفت میں ہے کس درجہ یہ ایوانِ محمد

مستور ہے خورشید رسالت تہ گنبد

پھر بھی تو درخشاں ہے شبستانِ محمد

احبابِ نبی آلِ پیسبر کا نہ پوچھو

وہ گل ہیں تو یہ لالہ استانِ پیسبر

عارف سے کہیں حشر میں جبریل مبارک

وہ تیری جگہ ہے تہ دامانِ محمد

## آثر لکھنوی

بنا ہے صفحہ قرطاس رشک باغ نعیم  
 سر و شش کا ہے ترانہ صریح شکست و دہنیم  
 نسے نصیب کہ ہم اس بنی کی امت ہیں  
 خدا نے جس کو پکارا ہے کہہ کے "خلع عظیم"  
 کبھی وجود میں آتا نہ عالم امکان  
 صدق میں علم الہی کے قدا یہ درہم  
 عجیب نکتہ ہے مفسر لقب میں امتی کے  
 ہو آپ علم ہے کیا اس کو حاجت تعلیم  
 نگاہ معجزہ سامان کی ایک گزشتہ میں  
 عرصہ کے گھڑے تمدن کی ہو گئی نقطہ  
 محمد اور علی فاطمہ حسین و حسن  
 یہی وہ نام ہیں آدم کو ہوئے تعلیم  
 یہی بہشت ہے اسکے سوا بہشت غلط  
 بسی ہو جان دن و رات میں تری ہی شمیم

## افقر مولانی

نطرت کا یہ پیغام صبا لائی ہوئی ہے  
 کلاشن میں سے سر سے بیمار آئی ہوئی ہے  
 معبود کو بندوں کی ادا بھائی ہوئی ہے  
 کس جوش سے رحمت کی گھاٹا چھائی ہوئی ہے  
 اٹھنے کو نبوت کا جھپٹا ہے آخری پردہ  
 دنیا کی نظر دید کو لپچھائی ہوئی ہے  
 معمور دو عالم ہوئے اوار بنی سے  
 اک برق بجلی ہے کہ لہرائی ہوئی ہے  
 بھیلے ہوئے ہر سمت ہیں ایمان کے جلو  
 تصویرِ بخت و بخت کہہ کھنائی ہوئی ہے  
 پڑھتے ہیں درد اور سلام آج ملائکت  
 کوئین یہ مستی کی فضا چھائی ہوئی ہے  
 افقر بے تقظیم اٹھو تم بھی نصیب شوق  
 میلادِ تمہارے کی خبر آئی ہوئی ہے



## استدلتانی

گداں پر بیخ اگر قوت یقیں سے ملی  
عجب سیر کی خاک کی مٹوں کیوں ہو دنیا  
ہدایت ایسی جو تمام سے فیاض ہو  
ہر ملی رسول سے لست کی زندگی حاصل  
خود غائی سے ہے آبرو دے جس میں  
نہ نہ شے کہ اپنے لئے دنیا کی سیرت میں  
بہتر شہ و جزا نہ ہو شے نہیں  
بشر چاہا کہ ہر دین میں چہ بھی تھی  
خدا کے واسطے بیخ نہ ہو در دنیا ہی  
اسی طرح سے رہے یہ سلسلہ جاری  
بھلا کیسے تھی تمیز حقوق انسان  
عطا ہوا جو نفا امر اب بھی نہ ملے گا

یہ نہیں کی دولت بیدار ہم تو دیر سے ملی  
کہ وہ کہہ کہہ اس کی پاکستہ سے ملی  
خدا سے پاکستہ کہہ پیغام آفرین سے ملی  
ہر وہ فرد کو جو ہے آفرین سے ملی  
کہ اس میں کائنات کو رہت ہو جس سے ملی  
کہ جو فطرت کی ڈھونڈ میں گن گنت سے ملی  
کہ یہ خیر و برکت عطا دے دوسرے ملی  
ہمیں ملنے ہی مقدر رہی ہمیں سے ملو  
بہر بہرہ شہید خدا دل نشین سے ملی  
کہ ہم نہیں کو یہ تعلیم ہر نفس میں سے ملی  
پہلے ہی کہ اعلان آفرین سے ملی  
تسلی اس کی ہمیں ختم کر دیں سے ملی

استد فیوض در مصطفیٰ کا کیا کہنا

بشر کو جو بھی سعادت ملی ہمیں سے ملی

## اختر شیرازی

مسند نشین عالم امکان تمھیں تو ہو  
 اس انجمن کی شمع فروزاں تمھیں تو ہو  
 دنیا کے ہست و بود کی زمیت تمھیں سے ہے  
 اس بلخ کی بہار کے ساماں تمھیں تو ہو  
 روشن ہے جس کی صوف سے شبستانِ زندگی  
 وہ ماہِ نیم ماہِ درخشاں تمھیں تو ہو  
 دنیا کی آرزوئیں فنا آتشا ہیں سب  
 جو روحِ زندگی ہے وہ ارماں تمھیں تو ہو  
 تم کیا ملے کہ دولتِ ایماں ملی ہیں  
 ایمان کی تویہ ہے کہ ایماں تمھیں تو ہو  
 صبحِ ازل سے شامِ ابد تک جس کا نور  
 وہ جلوہ زارِ حسنِ درخشاں تمھیں تو ہو  
 دارِ اسے چرخ و دورِ زمیں جس کے ہیں غلام  
 وہ ناز و سحر و تازشِ دوراں تمھیں تو ہو  
 دنیا و آخرت کا سہارا تمھاری ذات  
 دونوں جہاں کے دالی و سلطان تمھیں تو ہو  
 شاہِ دالی صوبہ و نسریں تمھیں سے ہے  
 بوئے گل و بہارِ گلستاں تمھیں تو ہو  
 اختر کو بے نواں دنیا کی نکر کیا  
 ساماں طرازِ بے سرو ساماں تمھیں تو ہو

## آثر زبیری

نبوت کی گھٹا جس دم سرفرازی پہ لہرائی  
 مساوات و اخوت نے پیامِ زندگی بخشا  
 محمد مصطفیٰ لائے سبقِ حلم و مروت کا  
 وہ راتیں جس کی جھلکی عطا کی بزمِ عالم کو  
 وہی اُن کی گمشدگی جس کی بجز ناشناسی نے  
 دنیا و دوزخِ پیچی جس کی بختانی پہ شاہد ہے  
 وہ سرورِ رسلؐ وہ فخرِ موجوداتِ پیغمبر  
 وہ آقا جس نے آتے ہی زمانے سے مشاڈالا  
 وہی مونسِ ہوا و زم زم ساز ہو سکے نواؤں کا  
 وہی اک محسنِ عظیم ہے شک و فہمِ انسان کا  
 اور اُن کو کر کوہِ فارانِ حد و ارض پہ چھپائی  
 نشاطِ حق کی بدلی قصرِ سالی پہ لہرائی  
 امانتِ حق نے اپنی اک امانت کے ہاتھ پہچانی  
 صراحیِ حوضِ کوثر کی صفا کی بادہِ پیائی  
 نصیبِ حیاں جہاں کو سندِ حکمت کی دارائی  
 خدا کی رحمتِ بے حد کی وحدت اور یکتائی  
 ملائک کرچکے ہیں جس کے درپہ ناصیہ سانی  
 طریقِ خود پرستی سخت گیری جہلِ رانی  
 خدا کی رحمتوں کی فوج جس کے ساتھ ساتھ آئی  
 جہاں والوں کے جس دولتِ صدق صفا پائی  
 وہی اخترِ راجہ جو عرشِ کبریٰ کی صبا بن کر  
 عرب میں گیا اُن دن محمد مصطفیٰ بن کر

## احسان و انش

کعبہ جاں قبلا قلب و نظر پیدا ہوئے  
 خواجہ کوئین، شاو بکرو برپیدا ہوئے  
 ہر قدم اک مشرق نور و ضیا کا سامنا  
 ہر نفس امکان معراج نظر پیدا ہوئے  
 جس زمیں کو پائے بوسی کاشرت حاصل ہوا  
 اس زمیں میں غفلت یا قوت دگر پیدا ہوئے  
 عارت ارض و سما میر باط کائنات  
 خیرے خیر الامم خیر البشر پیدا ہوئے  
 جس نے دیکھا پھر نہ دیکھا اور کچھ ان کے سوا  
 اک نظر میں سیکڑوں حسن نظر پیدا ہوئے  
 اب نہ آریں گے قہقہے اب نہ آئیں گے رول  
 لے کے قسراں آخری پینا سر پیدا ہوئے  
 حسن کو حیرت تک میں دیکھا ٹپ کر رہ گئے  
 اور یہ حالات دانش سحر بھر پیدا ہوئے



## اَبَرِ احْسَنی گنڈوری

نبی جتنے قریب عرشِ عظم ہوتے جاتے ہیں  
 ذیے بخششِ اُنہی کے محکم ہوتے جاتے ہیں  
 مسرت بڑھتی جاتی ہوالم کم ہوتے جاتے ہیں  
 قریبِ خلدِ طیبہ غالباً ہم ہوتے جاتے ہیں  
 یہ کس نے ساز چھیڑا دہر میں وحدت پرستی کا  
 ترانے شرک کی تالوں کے مدھم ہوتے جاتے ہیں  
 جو ٹھکرائے ہوئے تھے دہر کے وہ اتیری محفل میں  
 محرم بنتے جاتے ہیں منظم ہوتے جاتے ہیں  
 عروج اہل ایمان دیکھتے نا اہل کس دل سے  
 حسد کی آگ سے سینے جہنم ہوتے جاتے ہیں  
 اندھیرا ہے کہ چھٹا جا رہا ہے خود شبِ اسری  
 دو عالم ہیں کہ انوارِ مجسم ہوتے جاتے ہیں  
 حرا میں اَبَرِ فاقہ سے درم سے پائے اندکس  
 مکر آفت کے سجدے ہیں کہ پیہم ہوتے جاتے ہیں

## آخر صہبائی

جس میں ترا عکس اتر گیا ہے  
 جو نام پہ تھیکہ مر گیا ہے  
 بیگانہ رہا جو تھیکہ در سے  
 جس کو بھی ملا ترا سفینہ  
 آئینہ مصطفیٰ ۴ میں آکر  
 باطل کو مٹا کے حق کا پرچم  
 حق تجھ پہ منشا را اور حق پر  
 وہ نور کہ تھا حرا کی زینت  
 فردوس بکھ ہوئی وہ راہیں  
 کیا اب بہت تھا نور یزداں  
 بڑھتا ہوا اہرمن کا دریا  
 جسریل کی سدرہ تک سائی  
 ست مے حق رہ فنا سے  
 آئینہ وہی سنور گیا ہے  
 دنیا میں وہی نام کر گیا ہے  
 کم نخت وہ در بدر گیا ہے  
 خوش نخت وہ پار اتر گیا ہے  
 کیا جلوہ حق نکھر گیا ہے  
 تا عرش بلند کر گیا ہے  
 سب کچھ تو منشا کر گیا ہے  
 کوئین پہ اب بکھر گیا ہے  
 جن راہوں سے تو گزر گیا ہے  
 اس نور کو عام کر گیا ہے  
 آتے ہی ترے اتر گیا ہے  
 تو دوسے دور تر گیا ہے  
 بے خوف و خطر گزر گیا ہے

صہبائی بے فدا کے دل میں  
 نہ آئینا ہی نور بھر گیا ہے

## الوزعہ بری

روزِ صبرِ مصطفیٰ کو دیکھیں گے  
 قشعرِ پرِ ضیا کو دیکھیں گے  
 صبح کی شبنمِ نضیاؤں میں  
 رقصِ موجِ صبا کو دیکھیں گے  
 طائرانِ سحر کے ہونٹوں پر  
 وردِ وصلِ علیؑ کو دیکھیں گے  
 بابِ رحمت کے گردِ آخرِ شب  
 وجد کرتے دعا کو دیکھیں گے  
 آبِ زمزم سے بادِ صحو ہو کر  
 حجرۂ عائشہؓ کو دیکھیں گے  
 سرورِ انبیاء کے پہلو میں  
 دارِ شہادتِ انبیاء کو دیکھیں گے  
 جادواں زندگی کی حسرت میں  
 دامنِ کربلا کو دیکھیں گے  
 عمر بھر کی دنیا کا پاؤں صلا  
 عشق کی انتہا کو دیکھیں گے

اعتزازِ خطا کے بعد آلودہ ان کی شانِ عطا کو دیکھیں۔

## اسلم لکھنوی

رخ پر نور پر احمد کی یوں زلف معنی ہے  
 زمیں پر مصلحتی میں اور خدا عرش بریں ہو  
 پسند آئی ہو دل کو بادیہ گردی مینے کی  
 غم احمد میں ہر آنسو ہے میرا قد کے قابل  
 شب معراج کی بس مختصر روداد ہے اتنی  
 کوئی محشر میں دیکھے مرتبہ شاہِ دود عالم کا  
 خدا اس کا بہشت اس کی زمین آسمان اس کے  
 کوئی ترسے مدینے کو کوئی پہنچے مینے میں  
 جو ان پر مٹ گیا سمجھو کہ حق تعالیٰ بن گئی اسکی  
 گھٹا رحمت کی جیسے شایا فکرن چاندنی پر ہے  
 یہاں کچھ اور منظر ہو وہاں کچھ اور منظر ہے  
 یہاں کا کاشا کاشا باغِ جنت کا گل تر ہے  
 اگر ٹوٹے تو موتی ہو اگر چکے تو اختر ہے  
 ابھی تھا عرش پر شہنشاہ ابھی رہتا زمین پر  
 نہ رحمت عام ہو تاجِ شہادت زینت سر ہے  
 سب سے کلبے محمد کی نگاہِ رحم جس پر ہے  
 کسی کا کچھ مفاد نہ کسی کا کچھ مفاد ہے  
 جو ان پر مٹ گیا دنیا میں زندہ دل سے بہتر ہے

چلو اسلم مدینے تم بھی محتانِ کرم بن کر  
 کہ اس مد کی گدالی بادشاہی بھی بڑھ کر ہے



## اتین سلوئی

وہ جنتِ نگاہ وہ منظرِ قریب ہے  
 اے دلِ ریاضِ روضہ اظہر قریب ہے  
 اے شوقِ بے قرار مقامِ ادب ہے یہ  
 آرامِ گاہِ شافعِ محشر قریب ہے  
 وہ عطرِ بنرِ نکمتِ طیبہ خُدا گواہ  
 جیسے کسی کی زلفِ معنہ قریب ہے  
 اب شبنم کا میوں کا بھی شکوہ نہیں مجھے  
 بابِ حسرتِ ساقی کوثر قریب ہے  
 منتائے بعدِ قربِ مدینہ کا فرق بھی  
 وہ وقت بھی بس اے دلِ مضطر قریب ہے  
 بھتی نہیں نگاہِ زرشتموں کی بھی جہاں  
 وہ جلوہ زارِ حسن وہ منظرِ قریب ہے  
 اب سر کے بل چلیں گے دیارِ حبیب میں  
 آنکھوں سے دوزخوں سے تو وہ درِ قریب ہے  
 نے جس سے پی بلالِ ثانی نے اور بایں بدائے  
 اب سیکر دستِ بس سے وہ منظرِ قریب ہے  
 وہ آگیا دیارِ حبیبِ خُدا امین  
 اب وہ حبابِ عرشِ مقدس قریب ہے

## ادیب سہارنپوری

مطلع قاراں سے چمکا وہ عجب تر آفتاب  
دیر تک دیکھا کیا ہو جس کو چھپ کر آفتاب

اُن کے آگے اور ٹھہریں کفر کی تارکیاں  
وہ جو ذروں کو بنادین سدا کر آفتاب

پانہ پھیلاتا ہے یہ مناں ہو جس دور کی  
یا پلٹ آیا ہے ہو کر غرق کوثر آفتاب

دین عشق مصطفیٰ اس کیوں کھانا ہوا ادیب  
منہ چھپالے گا ابھی شرمندہ ہو کر آفتاب

## آلم مظفرنگری

وہی توحید پر اں کی حقیقت بگیاں سمجھے  
 رہ شرب میٹھا کرنے کو ہم آرائیاں سمجھے  
 ہر اکٹے کا صدمہ آید سینے پر پیار تہ  
 مال شوق کا بحر بنی میں منتظر کیوں ہو  
 چلی آئی ہے اک جلوں کی رچشمہ تنہا تک  
 کہاں عرشِ معلیٰ اور کہاں نامِ الوہیت  
 بہ وجہ بخودی خالی رہا جولہٴ غم سے  
 یہ ہر رہ گیر منزل کیلئے ہر اذنِ عام اُن کا  
 بڑی ناز کے منزل ربط توحید رستا کی  
 حرمِ قدس کے جلوے بھی حیران تماشا تھے  
 کھلا ہم پر درجست انھیں کے فیضِ پیہم سے

ہر منزل محمدؐ کو جو میر کا رداں سمجھے  
 شاد و دہاں سمجھے حیاتِ جاں سمجھے  
 یں لغتِ نہایت کا دھڑا آسمان سمجھے  
 نغاں کہنے ہی کو جو کوئی تاثیر نغاں سمجھے  
 وہ شاہِ آج مشائے نگاہِ ناواں سمجھے  
 وہ پیچھے تھے نہ اپنے رُئی کہاں ہم کہاں سمجھے  
 وہ اک لمحہ بھی اپنی زندگی پر ہم گراں سمجھے  
 ہمیں بھی ہو وہ اپنے کو شریکِ کارِ اں سمجھے  
 کہاں ہے حدِ قائل ان میں کوئی اذواج سمجھے  
 کوئی کس طرح مازِ غلہ بصر کی اٹاں سمجھے  
 انھیں سے مقصدِ ہستی کا ہم ازہاں سمجھے

نفسِ گم کردہ می ایدِ جنیدِ دبا یزیدِ اینجا  
 آلم کیا رتبہ بزمِ رسولؐ دو جہاں سمجھے

## آرزو سہارنپوری

ازل ہی سے محمد کی ثنا خواجہ زبان میری  
 ترے محبوب کی معر دنا مقصود ہو مجھ کو  
 غلام حضرت خیر الوری ہوں کیا نہیں میرا  
 کوئی آساں نہیں عشق محمد میں قدم رکھنا  
 مرے ہر حرف سے ٹپکے گی بو عشق محمد کی  
 کچھ ایسا لکھ گیا ہوں نشہ توحید مطلق میں  
 مرے اجزاء سے ہستی زینت بزم تجلی ہیں  
 مدینے کی ہر اک شے کو نظر سے سجدے کرتا ہوں  
 بیاغیں صبح مہتی پہ لکھی ہے داستان میری  
 دھلا دے آب کوثر سے کوئی یار نہاں میری  
 فضا ہے لامکاں میری سا اکن نکاں میری  
 ہزاروں بار میرے جسم سے نکلی ہے جہاں میری  
 فرشتے حشر میں ہر ائیں گے جب داستان میری  
 مجھے خود بھی نہیں معلوم نظریں میں کہاں میری  
 میں ایسا ہوں کہ مٹی بھی نہیں رکھتاں میری  
 مجھے محسوس ہوتا ہے کہ منزل ہی یہاں میری

مرے اشعار میں لے آرزو رنگ فصاحت ہے  
 بہت کچھ حضرت حشاں سے ملتی ہے زبان میری



## احمد رحمانی پبلی مہیتی

فکارت بہت ہوئے وہ رفعت بشر ہے  
جہد بہت میں تاشوں کی یہ کون جلوہ گر ہے  
قدسی بھی سر بہ خرم ہوتا ان کا نگہ ہے  
یہ کہکشاں بھی ان کی ادنیٰ سی رہ گزرتی ہے  
محبہ راغری کی روزاد محقر ہے  
وہ نیر رسالت پکا عہد تجلی ہے  
کھر مٹھے جالیوں کے نظارے کر رہا ہوں  
.. توں جہاں کی رفعت حاصل ہو آج ختم کو

توفیق رب کے جس کا لاہوت مستقر ہے  
بتاب جلوہ ذوق بینائی تظہر ہے  
میں صہیت پنچا در جس پردہ ان کا گھر ہے  
ان کا قدم تو فرق عرش مجید پر ہے  
زار و شکستہ دل ہے محروم بال و پر ہے  
یہ صبح کا مقدر یہ قسمت سحر ہے  
یہ ہے مرا تصور یہ وسعت نظر ہے  
تیرا دماغ صبح میلاد عرش پر ہے

ہیں اہل حشر احمد سب آپ کی نظر میں  
لیکن ہر اہل حشر کی آپ پر نظر ہے

## انجسم مایع آبادی

پھر سوزِ عشق سلسلہ جنباں کے اور ہم  
پیشِ نگاہِ روضہٴ رضواں ہے اور ہم  
یوں ہو رہی ہیں طے رہ طیبہ کی منزلیں  
اے دل سنبھل کہ جلوہٴ گہِ مطلق ہے یہ  
اک رحمتِ تمام کی اللہ ری دہتیں  
ماہِ تمامِ خیرِ دو عالم حبیبِ حق  
اک سمتِ جوشِ دلتِ ایمان کے اور وہ  
نا آشنا ہے سجدے سنگِ درِ حبیب

انجمن وہ ہم ہیں بے سوسا مانِ زندگی  
عشقِ رسولؐ خود سوسا مان ہے اور ہم

## آرزو ہے پوری

حسنِ ازل کا منظر کامل تمہیں تو ہو  
 ہے احترامِ حق کا مقدمِ خدا کے بعد  
 دل بستگانِ غم کا سہارا کہیں تمہیں  
 جس کشتی امید کا مال نہ ہو کوئی  
 منزل کو جن کے نقشِ کف پا پہ ناز ہے  
 دنیا میں اور کس کو میر ہو یہ مقام  
 تم نے کیا ہے رسمِ غلامی کو یا مال  
 ہنگامِ حشر دفترِ عصیاں کے باوجود  
 تخلیق کا ثبات کا مال تمہیں تو ہو  
 اس درجہ احترام کے قابل تمہیں تو ہو  
 وہ باعثِ سکونِ غم دل تمہیں تو ہو  
 اس کشتی امید کا مال تمہیں تو ہو  
 وہ رہ نما ہے جادۂ منزل تمہیں تو ہو  
 رمزِ آشنائے خلوت و محفل تمہیں تو ہو  
 دلچسپیتِ بند و سلاسل تمہیں تو ہو  
 آسان کرو گے سب کی مشکل تمہیں تو ہو

ہے آرزو کے دل کا سکون جن پہ منحصر  
 بخشش کا وہ ذریعہ کامل تمہیں تو ہو

## اقبالِ صفی پوری

ادھر ڈھونڈتی ہے ادھر ڈھونڈتی ہے  
ہر امید چشمِ تنہا میں ڈھسل کر  
ہے وہ خواب گاہِ شبِ ہر دو عالم  
بھکا ہوں میں کس کا یہ روضہ ہے پھناں  
دریاک کی خوشنما جالیوں سے  
ہے یہ عالم بے خودی اللہ اللہ  
ہیں از فرش تا عرش جلوے ہی جلوے  
صداقت کو صدیق کی ہے تمنا  
حیا ہے ادھر روئے عثمان پہ صدقے  
یہ جی چاہتا ہے ہیں اڑکے پہونچوں

دینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے  
وہ گلیاں وہ دیوار ڈھونڈتی ہے  
دعا خود کہاں سے اتر ڈھونڈتی ہے  
بھبھے خودی عرش پر ڈھونڈتی ہے  
پیامِ تیر بکسر و بر ڈھونڈتی ہے  
ہمیں خود ہماری نظر ڈھونڈتی ہے  
تجلی محبت کا گھر ڈھونڈتی ہے  
عدالت مزاجِ عمر ڈھونڈتی ہے  
علیٰ کو شجاعت ادھر ڈھونڈتی ہے  
مری آرزو بال و بر ڈھونڈتی ہے

بلائیں گے اقبال اک دن وہ در پر  
جنہیں مدام سے نظر ڈھونڈتی ہے



## حکیم، اعجاز احمد خاں جذبی جیلوی

مرے آقا رسول محترم خیر الورا تم ہو  
خدا کے بعد آقا سب سے ہر اجتہاد تم ہو  
میں تصویر محبوبی کہیں تصویر لا تم ہو  
مریض لا دوا کے واسطے آقا شفا تم ہو  
شہنشاہ دو عالم تاجدار انبیاء تم ہو  
شعور نقل کی پرداز سے مالور اتم ہو  
محمد مصطفیٰ شمس الضحیٰ نور الہدی تم ہو  
معزز برگزیدہ بندہ رب العسل تم ہو  
بہ صفت اس ہمہ تم ہو یہ صفت آں ہمہ تم ہو  
تمہیں تم ہو فقط دنیا و مایہا کا اک حصہ  
خدا کے واسطے واسطوں سے اسطا کہنا  
اگر تم ہی نہ ہو تو کیسے سلجھے کوئی الجھاوا  
جسے کو سین کی قربت ملی گوشت کے آقا  
تمہیں سین و لمحہ ہو منزل ہو مدسر ہو  
مستعد مرثا شاہرا جادہ مری منزل

خدا کی بھرنے والا شافع روز جزا تم ہو  
بقیش تمام حشر مختتم ہر انتہا تم ہو  
کہیں تفسیر الالہ کہیں قلوب بلا تم ہو  
کہ لاچاروں کا چارہ درد مند کی دوا تم ہو  
تمہارا مرتبہ اللہ اکبر جانے کیا تم ہو  
کہ ادراکات میں محمد اور حد سوا تم ہو  
خدا کے بعد جو کچھ ہو بلا چون چرا تم ہو  
بہ تفریق مدارج مطلقاً بعد خدا تم ہو  
کہ مصداقات ما زاغ البصر ثباتا تم ہو  
کہ سب صیغے پر شتق تم سے اصل صیغہ لا تم ہو  
کہ ہم بے اسطر کے واسطے آں اسطا تم ہو  
کہ ہر عقدہ کشائی کے پہلا مسر تم ہو  
وہ عالی جاہ و عالی قدر عالی مرتبہ تم ہو  
بہت معصوم سادہ پاک محبوب خدا تم ہو  
کہ گرم گستر دعا کا ہی مرے دکھ درد کا تم ہو

سحاب بچو و نور العین جذبی باللقا آقا  
مسح دو جہاں ہو اور تہ اچیتنا تم ہو

# افسح گیاوی

در ہر کمال ہادی اعظم صلا اللہ علیہ وسلم  
 محمد مرسل سید اکرم صلا اللہ علیہ وسلم  
 فخر جہاں سلطان عالم صلا اللہ علیہ وسلم  
 خاتم امت نازش آدم صلا اللہ علیہ وسلم  
 رحمت عالم نور مجسم صلا اللہ علیہ وسلم  
 عرش بریں کے تیرا عظم صلا اللہ علیہ وسلم  
 مہر دشتاں دینے منور صلا اللہ علیہ وسلم  
 درد کے دسان شافع مجتہد صلا اللہ علیہ وسلم  
 رحمت عالم نور مجسم صلا اللہ علیہ وسلم  
 عرش بریں کے تیرا عظم صلا اللہ علیہ وسلم  
 کاشف راز و سر حقیقت صلا اللہ علیہ وسلم  
 دین شرافت افصح رسالت صلا اللہ علیہ وسلم  
 رحمت عالم نور مجسم صلا اللہ علیہ وسلم  
 عرش بریں کے تیرا عظم صلا اللہ علیہ وسلم  
 عظمت کسریں پہنچا پہنچا باسلطان عالم  
 بگڑے کام بنانے والے آپ پہنچا باسلطان عالم  
 سیدھی راہ دکھانے والے آپ پہنچا باسلطان عالم  
 امت کو نجات دہانے والے آپ پہنچا باسلطان عالم  
 رحمت عالم نور مجسم صلا اللہ علیہ وسلم  
 عرش بریں کے تیرا عظم صلا اللہ علیہ وسلم

## ابوالمجاہد زاهد

سہالت میں ڈوبی ہوئی تھیں فضائیں  
گھٹا کفر و الحاد کی چھا رہی تھیں  
کبھی جا رہی تھیں اخوت کی سمعیں  
نگاہِ مزد سے اُلتی تھی ظلمت  
غریبوں پہ ظلم و ستم سب روا تھا  
انکے تھے سبھی شاہراہِ بدی سے  
ہر ایک قوم اور ملک کے بتِ جدا تھے  
خدا کو ترس آیا اہل زمیں پر

ضلالت سے بہکی ہوئی تھیں ہوائیں  
شعاعِ عدالت مٹی جا رہی تھی  
مٹی جا رہی تھیں محبت کی رسمیں  
ہر انسان تھا دشمنِ آدمیت  
خودی میں جو ڈوبا ہوا تھا خدا تھا  
بہت دور تھے بارگاہِ خدا سے  
خدا کی خدائی میں لاکھوں خدا تھے  
مشیت نے انگریزائی لی مسکرا کر

فَجَاءَ الرَّسُولُ بِشَيْءٍ أُنْذِرُوا  
فَضَلُّوا عَنكَ كَثِيرًا كَثِيرًا

وہ سلفِ نادیں تاجدارِ رسالت  
وہ جس نے عدوت کی زنجیر توڑی  
وہ بندوں کو جس نے خدا سے ملایا  
وہ خدوں کو دی رونقِ طہ جس نے  
فساد کو جس نے منور بہتایا

وہ جس کی محبت خدا کی محبت  
وہ جس نے جہالت کی گردن مروڑی  
وہ کانٹوں کو جس نے گلستاں بنایا  
انہی صبرِ پہ کی بارشِ نور جس نے  
ہواؤں کو جس نے معطر بنایا

وہی ہے وہی غایتِ ہر دہانہ  
وہی ہے وہی رحمتِ ہر دہانہ

## اختر علی تلہری

پاکیزگی دل ہے تمنائے مدینہ  
 بالیدگی عقل ہے سودائے مدینہ  
 جب کہ محمدر نے بنایا اُسے مسکن  
 نکھرا ہوا ہے چہرہ ذیلے مدینہ  
 اخلاق و تمدن کو نئی نئی بخشیں  
 اے فخرِ رسل! اے چمن آرائے مدینہ  
 درباب ہوس اس کے مقابل میں نہ آئیں  
 ہم مرتبہ عرش ہے شانے مدینہ  
 عیسیٰ ہیں سردارہ بچھائے ہوئے انگلیں  
 یہ ادب ترا انجمن آرائے مدینہ  
 اے عیش و امارت کے فریوں میں گرفتار  
 ہاں بھول نہ جانا کہیں نشائے مدینہ  
 شادابی جنت ہے مرے شعر میں اختر  
 تخیل کے دامن میں ہیں گلہائے مدینہ



بہتر زاد

لکھنوی

دل یہ کہتا ہے ہر دم مدینے چلو

دور ہو جائے گا غم مدینے چلو

چل رہی ہے ہوا چھا رہی ہے گھٹا

اللہ اللہ یہ موسم مدینے چلو

دل کی دنیا دیاں تو سنو رہا ہے گی

کب رہے گا یہ عالم مدینے چلو

یا تو دل ختم کر غلط کرتے ہوئے

یا تو بادیدہ غم مدینے چلو

جانتے ہو اگر چارہ زخمِ دل

نہی جائے گا مرہم مدینے چلو

اس جہاں میں کسی کا کوئی بھی نہیں

سب میں چھوٹے یہ ہر دم مدینے چلو

ہر قدم پہاڑ سے سحر دہا رہا

سر نہ کرتے ہوئے غم مدینے چلو

دیکھنا ہے اگر دیدہ شوق سے

مرکزِ برزخ عالم مدینے چلو

میرے کانوں میں بہر آد جیسے کوئی

کہہ رہا ہے یہ پیہم مدینے چلو

# بالمکنہ عرش ملیانی

رخ مصطفیٰ کا جمال الشرا اللہ

رباں کا وہ حسن مقال الشرا اللہ

نگاہوں پہ حباد و دلوں پر تسلط  
جمال الشرا اللہ بلال الشرا اللہ

جہاں کے لئے مژدہ عید عرفاں

عرب کے فلک کا ہلال الشرا اللہ

جہاں ذکر احمد سے لبریز مستی  
سرور سے وجد و حال الشرا اللہ

جہالت کی ظلمت ہر اک ذل سے بھاگی

یہ شہنشاہ شمع خیال الشرا اللہ

یہ نورِ ہدایت یہ تفسیر وحدت  
عمل سے بھی افضل خیال الشرا اللہ

سزاوار فیض در مصطفیٰ ہے

سوالی کا دست سوال الشرا اللہ

اتر آئے خود عرش و کرسی سے جلوے  
نبوت کا اوج کمال الشرا اللہ

## بسمِ سعیدی لونی

غمِ عشقِ محمدؐ میں کوئی دیکھے فنا ہو کر  
 اجلِ منستی ہوئی آتی ہے پیغامِ بقا ہو کر  
 گرے ہیں جو غمِ امت میں مژگانِ مہر سے  
 وہ آنسو حشر میں برس گئے رحمت کی گھٹا ہو کر  
 خدا کی حکم برداری رسالت کی حکومت تھی  
 نگاہِ پاک اٹھا کرتی تھی پاک حکمِ خدا ہو کر  
 مدینے کی زمیں پر لذتِ سجدہ کوئی دیکھے  
 کہ فرضِ اک سجدہ کر دینا ہی ہر سجدہ ادا ہو کر  
 ضرورتِ دیکھ کر کیسوی کی ذہنِ مقدس کو  
 اتر آیا زمین پر لامکاں غارِ حرا ہو کر  
 اسی کا نام تو ہے رحمت اللعالمین ہونا  
 کہ ہو جو فعل صادر وہ کرم کا مقتضی ہو کر

حصولِ تازگی کے واسطے ہر صبح کو بسمِ  
 ہوائے خلد آتی ہے مدینے کی بوا ہو کر

## بسط کھوپالی

اے حسن علی نسبت سلطانِ مدینہ  
شہزادوں سے بھی افضل ہیں گدایانِ مدینہ

عنوان ہے ہر اک صاحبِ ایمانِ مدینہ  
فردوس ہے اک گوشہ دامنِ مدینہ

دہقانِ رسا فکر شنِ خورانِ مدینہ

فقط بدتر شائستہ عنوانِ مدینہ

کیا حسن و دو عالم کی بہاروں کو وہ دیکھے  
جس آنکھ نے دیکھا ہے گلستانِ مدینہ

تو نسبت میں نیاز و نشہ اٹھسہ

مردانہ رائے پہ ہے احسانِ مدینہ  
وہ خاک کہ اکسیر جسے کہتی ہے دنیا

سے خاک کف پائے گدایانِ مدینہ

نہ سہ قے ہو اگر جان بھی باسط

نہ میں سہ اے گلستانِ مدینہ



## بیکل اتساری بلر موی

مشیرِ مدینہ کا فرمان ٹل نہیں سکتا  
یقین جاتا کہ قرآن بدل نہیں سکتا

تم آج اُن پہ ہنسو کل مگر خدا کے حضور  
بغیر اُن کے کوئی کام چل نہیں سکتا

جہاں وہ چاہیں ٹھہر جائے گردشِ اتمام  
زمانہ دوسری کر دے بدل نہیں سکتا

جو گر گیا ہے نگاہِ کرم سے حضرت کی  
کبھی وہ روزِ تہذیب تک سنبھل نہیں سکتا

یہ اقتدار کہ جھٹک کر شجرِ سلام کرے  
یہ اختیار کہ سورج بھی ڈھل نہیں سکتا

اتھویں کے نور کا یہ ماہِ تاب ہے محتاج  
نہ مسکرا میں تو یہ دیپ چل نہیں سکتا

ہے اس کے دل میں مدینہ کے چاند کا جلوہ  
اب اور چاند سے بیکل نہیں سکتا

## بشیر بیدار

مرا یہ جرم ہے میں جل رہا ہوں سینے میں  
مجھے یہ رات بچھا دے گی کیا رسول اللہ

میں جس کی یلکوں پہ راتوں کو جھللاتا ہوں  
وہ آنکھ مجھ کو گرا دے گی کیا رسول اللہ

مری مہک سے ہواؤں نے جس کو چوما تھا  
وہ شاخ مجھ کو گرا دے گی کیا رسول اللہ

بدل گئی تھی کبھی تتلیوں کے رنگوں میں  
یہ آگ اب کے جلا دے گی کیا رسول اللہ

## بدارِ بیوی

کس حسن سے عالم میں وجہ توفیقِ عالم آتے ہیں  
 ظلمت کی فضاؤں میں بن کر وہ صبحِ شبِ غم آتے ہیں  
 دراصل تبسم کی دولت حقد سے ان ہی مجبوروں کا  
 سرکارِ کائنات دافنے پرے کر جو دیدہ پر تم آتے ہیں  
 اشد کرے کچھ اور سوا دیوانگی عشقِ آقا  
 قربت کے مزے اس عالم میں آتے ہیں تو یہم آتے ہیں  
 وہ روضہ اقدس سامنے ہے چپکے سے رہا کر جان دے دے  
 اے دل کی گئی ایسے لمحے ہستی میں بہت کم آتے ہیں  
 اور دیا برطیبہ میں کونین کی دزلت میں بیٹھی ہے  
 سب سے گدا جھولی میں لیے انعامِ دو عالم آتے ہیں  
 محبوبِ خدا کی رحمت پر ہے اور رقیقین کا مل ہے  
 مجرم سرِ مینارِ محشر میں آتے ہیں تو بے غم آتے ہیں  
 لولاکِ سما کی محفل میں اے بدار جو شمعِ محفل ہیں  
 نیا دوران آتے ہیں وہ نورِ مجسم آتے ہیں

# تکبیر قرشی

خیالِ کعبہ و طیبہ میں کس طرح بھولوں  
 یہ زندگی کا سہارا میں کس طرح بھولوں  
 گناہ گار و سب کا اوروں کلمہ فہم سہی  
 غلام ہوں دیرِ آقا میں کس طرح بھولوں  
 بہارِ صبحِ حرم کیوں مجھے نہ یاد آئے  
 سوادِ شامِ مدینہ میں کس طرح بھولوں  
 فرازِ گنبدِ خضریٰ ہے اب تک آنکھوں میں  
 خانِ عرشِ معلیٰ میں کس طرح بھولوں  
 قدم قدم پہ جہاں خود کو بھول آیا ہوں  
 وہ سر زمینِ امت میں کس طرح بھولوں  
 مریے اٹھائے ہیں طہارِ دردِ دل کے جہاں  
 وہ اشکِ آہ کی دنیا میں کس طرح بھولوں  
 ہزار بے خودی شوق ہو مگر تسکین  
 خود اپنے دل کا فسانہ میں کس طرح بھولوں



# تہذیب النساء وکیم

## تہذیب سے حیل و آبادی

ہمیں مدینہ کی ہر بات یاد آتی ہے  
حرم کی طرزِ مدارات یاد آتی ہے

اذان صبحِ حرم یاد آتی ہے ہر روز  
دہری کی بددستی ہر رات یاد آتی ہے

نظرِ نظر کی نوازش گھڑی گھڑی کی روش  
ابھی بطورِ حکایات یاد آتی ہے

حرم سے چلتے ہوئے وہ نظر کی بیتابی  
بہ ہر نذرِ آنکھِ حالات یاد آتی ہے

عجب نہیں کہ ملاتے ہوں پھر حضوری میں  
جو تہذیب کو ہر اک بات یاد آتی ہے

## نقابِ زبردی

توصیفِ ربِ جلیل ہے تری عظمتوں کا جواب کیا  
 توضیائے شمعِ خلیل ہے تری رحمتوں کا حساب کیا  
 تری اک نگاہ پڑی جہاں وہاں ظلمتوں کا گزر کہاں  
 ترے ایک جلوے کے سامنے مہ و مہر کی تابِ تب کیا  
 ترے میکدے سے جو پی گیا ترا کیفِ جس نے سموایا  
 اسے فکرِ عرصہ دہر کیوں اسے خوفِ روزِ حساب کیا  
 یہ مری نظر کا تصور ہے کہ تو یاس رہ کے بھی دور ہے  
 یہ مرا ہی شوق ہے درمیان تجھے احتیاطِ نقاب کیا  
 تری عظمتوں کے نشان کبھی نہ مٹیں گے پورے کفر سے  
 یحییٰ بکیراں سے اُٹھ سکے گی حقیر جوئے کم آسب کیا  
 جو ترے جمال میں کھو گیا ہوا بے نیازِ غم جہاں  
 وہ رہیں سود و دنیاں ہو کیوں کہ عذاب کیا ہے ثواب کیا  
 کہاں تو کہ باعثِ سخن فکاں کہاں نکرتا نقابِ خستہ جہاں  
 کھلا مدحتِ شہِ انس و جہاں کرے مجھ سا خانہ خراب کیا

## جوش ملیح آبادی

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی ہر ممانہ کافری  
 اے کہ ترے غبارِ رازِ تابشِ ہستی سے تاب  
 اے کہ ترے بیان میں نغمہ رخِ وِاشی  
 چھین لیں تو نے مجلسِ شکرِ خود بھی زبیاں  
 تیرے قدم پہ جبہ سارومِ دھجھ کی تختیں  
 تیری پیسیری کی یہ سب بڑی نہ لیاں ہے  
 چشمہ ترے بیان کاغذِ حرا کی غامشی  
 تجھ پہ تبارِ جہانِ دل طرے راہِ نورِ دیکھ  
 تیرے فقیر اور بدیں کو جو کفر میں بسا

اٹھ کہ ترے دیار میں پرچمِ کفرِ اعلیٰ گیا  
 دیر نہ کر کہ پڑ گئی صحنِ حرم میں بابتی

ریشہ سخوت بن گیا نفسِ بتانِ آندی  
 اے کہ ترے نشان پہ تازہ شہِ جہادری  
 اے کہ ترے سکوت میں خندہ بند ہوئی  
 ڈال دی تو نے پیکرِ لالت و سلاں میں تھوڑی  
 تیرے حضورِ کجہ و ریزہ چپٹ سربا کی خودی  
 سخت گدے راہ کو تو نے سکوہِ قیصری  
 نغمہ ترے سکوت نغمہ فتحِ پیسری  
 دیکھ رہی ہر کس طرح ہم کو نگاہِ کافری  
 تیرے غلامِ اندر کہیں باہر جفا کی چاکری

## جھیل مظہری

وہ دیکھو کھڑا ہے چرخ زنگاری  
وہ دیکھو چاند چاند نکلا وادی تاریکی سے  
لٹائے عیسیٰ گردن نشیں چرخ سے تارے  
یہ کسنی بجلیاں چلیں بیک ایک سوہ ناراں پر  
یہ کس نے وادی بطن میں دل کی بانسری چھتری  
محمد مصطفیٰ برہم کن تقدیرت خانہ  
ہوئے جاتے ہیں فسق و کفر کے آشکرے ٹھنڈے  
نوح موسیٰ کی ہدایت بن سی گرد عارض کی  
جلو میں مریم عصمت اٹھائے گوشہ حیا در  
اُجالی پر نور خسار سے مجلس تمدن کی  
وہ جلوہ جو سرور معرفت بنا ہے آنکھوں کو  
وہ دل وہ فکر پر دل جو تھا حشر شمع غفل  
جواں ہو کر وہ بچہ رحمت ہر دوسرا نکلا  
وہ فتنے تے تکلف سو گئے زیر قدم آکر  
برستی ہو گھٹا رحمت کی کھل کھل کر نہ مانے پر

ظہور حسن کی پہلی کرن بھوٹی ہے چلمن سے  
ملایا ساز فطرت نے تمھارے دل کی دھڑکن سے

وہ دیکھو سکراتی ہے تجلی چشم روشن سے  
وہ دیکھو چاندنی چھٹکی فرغ روئے روشن سے  
چلے پیغام لے کر بلبل سدرہ نشمن سے  
کہ موسیٰ کی نگاہیں مگر گئیں وادی ایمن سے  
کہ پر تو لے چلے آتے ہیں خاک و بندہ بن سے  
صداب ہم یہ آتی ہے بتوں کے دل کی دھڑکن سے  
یہ تسلیم خم ہے سلطوت کسری ہدایت سے  
لب عیسیٰ کا احادہ جاکتا ہے حشر پرفتن سے  
خواہی میں عروس ارتقا دالہ دامن سے  
چراغاں جادۂ تہذیب نقش پائے روشن سے  
وہ آنکھیں جو خراج دوستی لیتی ہیں شمن سے  
ہوئی یہ منقبطہ قائم رہتی جسکی دھڑکن سے  
امین تو م کہتی تھی جسے دنیا لڑکین سے  
گزر جاتی تھیں کترا کر ہوائیں جنک دامن سے  
دھلا جاتا ہے رنگ تیرہ بجتی قلب ہمن سے



## جرم محمد آبادی

جو بوجھوں میخانہ ولایت میں ہو دور رسا غر کہاں پہلے  
 بیکار اٹھنے کی ساری محفل یہاں سے پہلے یہاں سے پہلے  
 عیاں کروں راز لامکاں کے کہ بزم امکان کا ذکر چھٹیوں  
 بتاؤں میں داستان احمد سادات من کو کہیں سے پہلے  
 اصول مقتدر کی تھی یہ منزل سوال سبقت کا کیوں نہ آتا  
 دروید نے پڑھا ادب کے رسول حق پر زباں سے پہلے  
 نظر جمال آشنا ہو کیونکر نظر یہ پڑا پڑا ہوا ہے  
 اگر تنائے دید ہے تو حجاب اٹھا درمیاں سے پہلے  
 یہی ہیں اول یہی ہیں آخر یہی ہیں ظاہر یہی ہیں باطن  
 یہی تھے عرش خدا کی زمین یہی تھیں بیت کن نکاں سے پہلے  
 خدا کی قدرت ہے اور کیا ہے میں اس کی رفعت کو کیا بتاؤں  
 جو غاب نور سین تک گیا ہو ناک کے دم و نماں سے پہلے  
 حبیب خالق کی منقبت میں جو کچھ سنایا ہے جس قدر تو نے  
 تھا لوح محفوظ میں یہ قصہ بنائے لفظ و بیاں سے پہلے

# جنگِ ناتھ آزاد

سلام اس ذاتِ اقدس پر سلام اس فخرِ دوراں پر  
 ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیا کے امکاں پر  
 سلام اس پر کہ آیا جمۃ اللعالمین بن کر  
 پیامِ دوستی کے صادق الوعد و امین بن کر  
 سلام اس پر جلالتِ شمع عرفاں جس نے سینوں میں  
 کیا حق کے لیے بیتاب سی دیں کو جہنوں میں !  
 سلام اس پر بنایا جس نے دیو دوز کو نسر زانہ  
 نے حمت کا چھنکا یا ہواں میں جس نے پیما نہ  
 بٹے چھوٹے میں جس نے اک اخوت کی رہنما ڈال  
 زمانے سے تیز بندہ و آفتِ مٹا دال  
 سلام اس پر فقیری ہمتاں تھیں جس کی سلطانی  
 رہا نہ یرتیم جس کے شکوہ و ترغباتانی  
 سلام اس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضر  
 زمانہ آج بھگت ہے جس کے وہ پر ناصیہ فرسا  
 سلام اس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا  
 سلام آزاد کا آزاد کی زنجیں بیانی کا

## جنگ بہادر خان تالبش

پہلے کے آنے کی بہ کہیں وہ نکال گئی جو گھٹا برس کے  
تو تو دل قد کبھی نکل تر، جو ست ذریعہ کجس کے

حیات طیبہ مری تمنا ہر بار طیبہ سے خواب میرا  
نکھڑا لطف و کرم ہوشا یا کونہی را بوزن جس کے

بہا کی اپنا یہ سحر زو ہے، لانی کی اب نہ جب جو ہے  
ہوں نہ یا بندو، نا کچھ کہیہ ہو کر رہے ہو جس کے

کرم میرا یارب کچھ میرا اتنا، سواں ہو سامنے جوان کے  
نظر بھی پچان لے یہ ان کو جو رہتا ہیں لوں میں جس کے

نئے ہیں آگے وہاں سے نہ کر، حجاب عرش بریں میرا کر  
بہا پسند نہیں کی جو تہ پڑوں کو بھی باہر تہی کس کے

جو بہ گماں میں شمع محشر زد طے کریں گے نہ سکداور  
معلے جو نہیں ہیں تالبش بروز مشکل برائے بس کے

جمیل کلہی  
اچھا آبادی

نہ جھک گئی جو سجدہ جہیں ہے  
مقدس مینے کی کیا سرزمین ہے  
نبیؐ مجھ کو طیبہ میں بلوا ہی لیں گے  
کسی روز مرنے سے پہلے یقین ہے  
مقدس یہ کعبہ کے دیوار و در کو  
نظر جو متی ہے ، تنگ دل کہیں ہے  
ملا لگا رہے سر سجدہ جہاں پر  
یہ وہ مکان ہے ہیں وہ نکسب  
فضا میں متور ، ہوا میں معطر  
مینے کا ماحول کتنا حسین ہے  
سر عرش قم دل کی آنکھوں سے دیکھو  
خدائی کا دارث خُدا کے دریں ہے  
یہ بلحا کی ویران گلیوں کے آگے  
نظر میں مری یج عرش بریں ہے  
درد و سلام عرش سے آہٹ ہیں  
مینے میں ایسا بھی آٹ سے جہیں ہے  
منور کرد طور و ناراں کو جس نے  
وہ ماہِ عسبر جلوہ افکن ہیں ہے  
جمیل حسری کو بلا لو مینے  
وہ دیوانہ بندوشتاں میں نکسب ہے



## حقیقۃ جالندھری

زباں پر اے خوشا صلّ علی یہ کس کا نام آیا  
 کہ مسیہ نام جبریل امینؑ لے کر سلام آیا  
 محمدؐ جانِ عالم، فخرِ عام، بادِی اکرم  
 امام الانبیاءؑ شیر البستر پیغمبرِ عظم  
 محمدؐ وہ جمالِ اولیں وہ پیکرِ نازی  
 محمدؐ کاشفِ سترِ ظہور، رمزِ مستوری  
 محمدؐ صاحبِ خلقِ عظیم، شریعتِ شریکست  
 محمدؐ منیرِ فطینِ عیمہ و شافعِ اُمت  
 بصوتِ نورانی پرستیِ ظلِ روحان  
 نشانِ حقیقتِ حقؐ ظہورِ تائیدِ ربّانی  
 وہ جس کو فایزِ ابوابِ مصر بر قدمِ یحییٰ  
 بنائے عرش و کرسی با تختِ لوح و قلم یحییٰ  
 علیؑ الاملان سترِ کفّتِ کثرؑ مخفیٰ کہئے  
 مگر اس کی شریعت کا ادب مانع ہے کیا کہئے

## حکیم احمد شجاع

صبح دم نام ترا دردِ زباں ہوتا ہے  
رات بھر ذکر ترا راحتِ جاں ہوتا ہے

یادِ عشقِ محمدؐ میں وہستی ہے وہ کیف  
جس سے پیری میں کبھی انسانِ جوان ہوتا ہے

مہرِ درِ یوزہ و ہاں حسینِ عمل آتا ہے  
ذکرِ اوصافِ محمدؐ کا جہاں ہوتا ہے

پیشواہی کو پہونچ جاتے ہیں سکاتِ فلک  
قافلہ جب کوئی شیرِ گرداں ہوتا ہے

المدد لے شہِ بولاک کہ ساحل ہے قریب  
آخری مرحلہ کشتی پہ گراں ہوتا ہے

جبکہ ساحل ہوئی تسلسل کو حضورِ تیری  
نظر آتا ہے کہاں اور کہاں ہوتا ہے

## حبیب احمد صدیقی

وہ موج نور جو شعل ہے کارواں کیلئے  
 شمشیر عربی کاشی و مطلبی  
 زبان پہ بار خدیا کی کا نام آگیا  
 وہ اس کی دعوت حق میںی و نہ از ترک  
 وہ اس کی بات زہر حیات کی ترش ترش  
 وہ اس کا غم پریشان میں الی وے خوشگمان  
 وہ اس کی ٹٹو میں کی حس کاری میں  
 وہ اس کا لطف کہ دشمن پہ بھی جو جزم  
 وہ مرتبہ کہ نراز فلک سے زیر قدم  
 وہ شایع عجب کہ اس مرتبہ کو باکر بھی  
 وہ ذات پاک جو حسن کے دوچار کیلئے  
 بہت نام لکھیں قلب و جاں کیلئے  
 کہ سب سے نسل نے بہت مری زبان کیلئے  
 نوید امن و مسرت کے شاد و سباز کیلئے  
 حدیث حکمت و دانش پر نکتہ دار کیلئے  
 سب سے تیشہ زنی سمت جواں نیت  
 نشاط کار ہے تنظیم گلستاں کیلئے  
 عطائے عام پر ہے ہر ہر زبان کیلئے  
 ہیں جبہ خرقہ مس کے آسماں کیلئے  
 حبیب کو وقف کیا اس کے آسماں کیلئے

نہے نصیب پر سب سے خیر سے واقف سے

وہ خضر راہ ملا اپنے کارواں کے لئے

یہ غالب کا مشہور شعر ہے۔

## حمید خاں حمید داندیری کی

میں ہی ہنگامہ شوق کا حاصل ہے مدینہ

واللہ مراد دل ہے مراد دل ہے مدینہ

اللہ کے انوار کا حامل ہے مدینہ

اے اہل نظر دیکھ کے قابل ہے مدینہ

ثابت ہوا یہ آج کے نقش کوٹ پائے

حجرت کے لیے آخری منزل ہو مدینہ

اک شمع تجلی ہے کہ ہر شب جیج روشن

اجمہ کے پرستاروں کی محفل ہے مدینہ

مسیح سفر شوق کا انجام نہ پوچھو !

ہوں راہی مکہ صحن منزل ہے مدینہ

اک نور کا میل ہے کہ ہر سمت رواں ہے

موجیں ہیں تجلی کی تو ساحل ہے مدینہ

دیکھو تو ذرا چل کے حمید داندیری

اللہ کے مبارک میں شامل ہے مدینہ



## حکیم مرزا حمید بیگ حمید در دہلوی

مطلع دیوانِ امثالِ جمستہ للعالمین  
مقطع نظمِ رسولانِ جمستہ للعالمین  
پیکرِ امراءِ یزدانِ جمستہ للعالمین  
سرِ بسرِ تفسیرِ قرآنِ جمستہ للعالمین  
مہربانِ بے کساں اور مہربانِ کبریا  
تامجدِ حق و انساںِ جمستہ للعالمین  
مفضلِ ہستی ہو بزمِ نیستی ہو یا نہ حشر  
بر جگہ پر ہیں نگہاںِ جمستہ للعالمین  
آپ کی ذات گرامی چشمہٴ فضلِ کرم  
آپ کو کہتا ہے قرآنِ جمستہ للعالمین  
جبہ سائی آپ کے در کی ہو محو کو بھی نصیب  
ہے مرے دل میں یہ ارمٰںِ جمستہ للعالمین  
عالمِ علمِ لذنی سغیر اُحتیٰ نقب  
باغبانِ باغِ رضویں جمستہ للعالمین  
دونوں عالم پر فضیلت کیوں نہ ہو حمید انھیں  
دونوں عالم کے ہیں سلطانِ جمستہ للعالمین

# حامد القادری بارہ بنکوی

تابش روئے محمدؐ شد چراغاں کر دیا  
 نکبت گیسوئے عالم کو گلستاں کر دیا  
 اللہ اللہ اکبر محبوب رب العالمین  
 جس نے راز حق و باطل کو نمایاں کر دیا  
 احترام جرم عصیاں سے پشیاں دیکھ کر  
 میرے اٹکیں نے مری غشش کا ساں کر دیا  
 کیسے دیکھے کوئی اس زلف پریشاں کی بہار  
 جس نے خود آئینہ عارف کو حیراں کر دیا  
 نہ ہر نفر حق مویج سراب زندگی  
 اک خرام ناز نے موج بہاراں کر دیا  
 رنگی دشوار سے دشوار ہوئی گئی  
 زمت مانہ نے ہر شکل کو آساں کر دیا  
 اللہ اللہ وہ خرام ناز کی گلکاریاں  
 خارزاروں کو بھی سندرشاں گلستاں کر دیا  
 ہجر طیبہ میں گزرتی جہانہ کیسے زندگی  
 اے پیام مرگ تو نے اور احساں کر دیا  
 حامد عاصی کی جانب ہو بھی چشمہ حرم  
 اشتدائے غم کی یورش نے پریشاں کر دیا

## خمار بارہ بنکوی

نسراقِ بنی میں جب آنسو بہا ہے  
 ستارے بہت دیر تکٹ مشکرا ہے  
 محبت کا اعزاز اللہ اکبر  
 خدا اور بندے کے خود ناز اٹھا ہے  
 مراد دل سے منسوب یادِ بنی سے  
 شبِ غم کے کہہ دو کہیں اور جا ہے  
 شکن در شکن وہ محبت کے کبوتر  
 محیط وہ عالم وہ رحمت کے سار  
 نظر میں بسی ہے بہارِ مدینہ  
 خزاں آ کے اب تجھ سے نظریں ملا ہے  
 خوشا حسین اخلاقِ شاہِ مدینہ  
 جو کافر تھے شراب کے ایمان الٰہی  
 خمار اس کا بختِ رسا اللہ اللہ  
 مدینے پہنچ کر جو واپس نہ آئے

## دعہم پال گپتا و فادہ پلوی

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تھی وحدت  
مذہبے خیال کی ترویج عام ہو جائے

سکھایا اہل عیسٰی کو برابری کا درس  
کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے

سیاست سے مذہب ملا دیا تو نے  
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے

تیسرے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا  
بشر کوئی بھی بشر کا غلام نہ ہو جائے

رناہ عام ہی تیرا تھا جب کہ لقب العین  
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے



## ذکی رسولپوری

زباں پہ محمد کا نام آگیا ہے  
 خدا کا درود و سلام آگیا ہے  
 مرا جذبِ دل آج کام آگیا ہے  
 سرِ بزمِ گمزدش میں جام آگیا ہے  
 سمنے لگیں چلمیں ہلستوں کی  
 نہ خورشید بالائے بام آگیا ہے  
 میں ہر پر تو رنگ و بو میں نہاں ہوں  
 مجھے زندگی کا پیام آگیا ہے  
 تمھاری نبوت میں شک ہو تو کیسے  
 ہر اک جا پہ قرآن میں نام آگیا ہے  
 ذکی اب تو جامِ کعبہ کو ہٹا دو  
 کہ اب وقتِ کلمہ کلام آگیا ہے

## روشن صدیقی

شاہد اسیری فردِ شمعِ حسرتِ ظہور  
 تیرے لیے لامکاں خلوتِ امکاں بنا  
 تیرے لیے فرشِ راہِ منتظر یک نگاہ  
 تو نے درخشاں کیا تجھ سے فردِ ازل ہوا  
 خلوتِ رازِ دلی تجھ سے سراپا بنا  
 تجھ سے ہوئی گرم رازِ زلفِ خلی چش  
 سکونِ گل افشاں نہیں کورِ غزلیوں میں  
 ہاں تو وہی رات ہے جس میں سے ملا  
 عظمتِ روحِ خلیلِ نازِ مسیح و کلیم  
 ارض و سما کا سکون جس کے لیے ناسکب  
 حمت ہے انتہا کون دمکاں کے لیے  
 اے شمعِ راجِ عشقِ مطلعِ نور و سحر  
 تیرے لیے اٹھ گیا پردہ غیب و حجب  
 نکلتی روحِ بہشت تابشِ کیوں ہے جو  
 صبحِ ازل کا فروغِ شامِ ابد کا سرور  
 دیدہ تو سین میں تیری تمنا کا نور  
 تو نے کیلے نقابِ چہرہ نزدیک  
 چن کے ریا حق خلیاں پڑھتے کون زبور  
 صاحبِ شش القمر شافعِ یومِ النور  
 سینہ آدم کا راز دیدہ یزدان کا نور  
 عرشِ بریں کا قرار جس کے لیے ناصیب  
 صورتِ خلقِ عظیمِ منظرِ سببِ غفور

ہے وہ امام البشر آج وہاں جلوہ گر  
 عرشِ جہاں سجدہ ریز خاکِ قدمِ ارج طور

## بہشتی امور مرقوم

درد بڑھتے ہیں سگریز سے تیرا حسن مقال کیا

بہشتی امتداد فلک کیا کمال ہے بارگاہ کمال کیا

بے نقاب ہے تو چند ظہور میں کیا کچھ ہوا لگا ہوا

کہ بارگاہ ہے زلف و ساق مری طرب خیال کیا

زال کیوں کی کہنہ پوری ہوئی خود خدائی کیا ہوا

نہر میں کار ہے اب تک شمار کیا جمال کیا

لہا لہا ہے ساق و سب سے طرب ہے بے طرب کیا

وہ تو یہ ہے کہ بے طلب ہے تجھی کے در پر سوال کیا

مدا کا محبوب خود محمد حجاز کا وہ نذر محبت حق

ملا ہے لکھنے کے سگریزوں سے آئینہ تجھ کو ادا کیا

عجیب حق محمد حقیقت رسول خاتم امین اسری

جمال کیا مقال کیا کمال کیا جمال کیا

رہیں آئینے کیسے آقا ضرور مرقوم قوت شورش

وقف جذبات کی بدلت یقین ہر دل کو خیال کیا

## رانا بھگوان اس بھگوان

اسلام کے آئینہ دار گن نکاں	اسلام کے شمع افوار جہاں
اسلام کے دقت سر نہاں	اسلام کے ستیہ کون مکاں
اسلام کے منظر رب جہاں	اسلام کے خواجہ پیغمبر اں
اسلام کے شافع بے چار گان	اسلام کے ابدی کلمہ شہ گان
اسلام کے وجہ تخلیق زماں	اسلام کے مالک ہر دو جہاں
اسلام کے راز دار گن نکاں	اسلام کے تاجدار فرسلاں
اسلام کے نکتہ حسن جہاں	اسلام کے محسن نوع بشر
اسلام کے خسرو نور انبیاں	اسلام کے شہر یار دین حق

اسلام کے جان بھگوان اسلام  
اسلام کے سجدہ گاہ عاشقان



## راجپوت در بہادر مہراج

نرالی ہے دنیا میں شانِ محمد  
 بیانِ خدا ہے بیانِ محمد  
 محمد کے آگے کون کیا ٹھہرتا  
 خدا خود : اے محمد  
 تمہارے حق کا ایک حیلہ دگر  
 خدا کو یہ دعویٰ تھی نہ ان کے  
 دین کی حریت پر خدا کی  
 حقیقت میں تھا نشانِ محمد  
 یہ ہے خدا کا نشانِ محمد  
 بہت سولے داستانِ محمد  
 ہمارے سر بلند سے بھی بلند  
 وہی ایک تھا نشانِ محمد  
 محمد کی جنتی کا مقصد ہی  
 چلے رہے ہیں کادور محمد

محمد کا ہے فیض، اسے نوح یہ بھی  
 کہ سرسبز ہے گلستانِ محمد

## نفا محمدانی

نائب ذوالجلال بے ہمتا  
 باوی رہسب طریق نجات  
 شہر یار قلم سر و عرفاں  
 ذہب سار حد لائق وحدت  
 نغمہ تبار ساز الا اللہ  
 باعث خلقت زمین و زمان  
 مجمع فانوس محفل لاہوت  
 شرح یسین دقات و آیہ نون  
 مصدر فیض وجود و لطف عظیم  
 مہمان بساط عرش علی  
 رگ باطل کے واسطے نشتر  
 اس کے آتے ہی اک خوشی چھائی  
 بندہ خاص خالق یکتا  
 شاہ دیر، فخر جملہ موجودات  
 تاجدار ولایت ایساں  
 زینت عرش و کرسی و جنت  
 واقف رمز و راز الا اللہ  
 وجہ تزیین محفل امکان  
 گل خوش رنگ روضہ ناسوت  
 راز و انکات کن فیکن  
 در کتابے بحر خلق عظیم  
 ساتی محفل شب اسری  
 مومنوں کی نگاہ میں کوثر  
 بارخ توحید میں بہا مائی

وہ جو آیا تو رہشنی آئی  
 وہ جو آیا تو زندگی آئی

## رگھوناتھ خطیب سرمدی

مبارک طلکے خدائے دو عالم  
 نرا دم بہ دم آوازِ عرشِ عظیم  
 وہ ہیں اور ہے معفرت کا جھنڈا  
 غلامانِ حضرت کو کیا تشنہ کامی  
 کرم ڈھونڈھتا ہوں کرم چاہتا ہوں  
 کلیم و حبیب خدا اللہ اللہ  
 محبت ہی لائی ہے اس در پہ در نہ  
 رگھوناتھ اور وصفِ شاہِ دو عالم

بنی اشرف اور بنیادِ فخر آدمؑ  
 سلام علیکم بنی مکرم  
 ہمارے بنی ہیں شفیع دو عالم  
 وہاں جامِ کوثر یہاں چاہِ زمزم  
 بنی مکرم ..... بنی مکرم  
 وہاں طور سینا یہاں عرشِ عظیم

## رئیس رام پوری

قصور زلف پاک دروئے نور کا اگر آئے  
 گلے ملنے کو میری شامِ فرقت سے محسوس آئے  
 گزرا ان الفت ز ابدان خشک سے اچھے  
 درِ آقا یہ موقعہ پاک کے اک سجدہ تو کر آئے  
 بہادوں کو بجا ہے ناز بھولوں کے تبسم پر  
 مگر وہ سب حماسِ روضہ کی جالی جو مگر آئے  
 جو میرے ساتھ دکھائی بخ نے خاکِ مدینہ کو  
 اُسے تارے نظر آئے مجھے جلوے نظر آئے  
 یکا یک کیوں یہ آخر محسوسِ رحمت جوش میں آیا  
 قیامت میں یہ کس کے اُسی با چشمِ ترا آئے  
 رئیس امید ہے عشر میں روضہ الٰہی خود مدادے گا  
 رسولِ پاک کی اُمت میں جو جو بھی را دھر آئے



## رمزی ترمذی

شریعت ہے قال حجاب محمدؐ	طریقت ہے فعل جناب محمدؐ
حقیقت ہے حال نقاب محمدؐ	تو ہے معرفت سرباب محمدؐ
حد کفر و ایمان مساوی، الٹ کر	شریعت کے رخ سے نقاب محمدؐ
وہیں دھمتیں اسکو گھیرے میں لے لیں	برس جاتے جس پر سحاب محمدؐ
ازل سے ابد تک منور کرے عجا	دلوں کو یونہی آفتاب محمدؐ
محمدؐ کا وعدہ ہے وعدہ خدا	جواب خدا ہے جواب محمدؐ
بدل لے ابھی کفر سے یح ایماں	جوا لٹ جاتے رخ سے نقاب محمدؐ

خدا کا کرم ہے یہ رمزی کہ تم ہو  
یکے از عنان باب محمدؐ

## زائرِ حرمِ حمید صدیقی بکھنوی

مہرِ پیرِ قافلے سوئے حرمِ جانے لگے  
دکھو یوں حسنِ تصور کے مزے آنے لگے  
آگیا رحمتِ بڑا مالِ موسمِ حج آگیا  
طالبانِ دیدِ سنکرِ مژدہ تقریب دید  
ان کی قسمت کے تصدقِ لیجے وہ بھی چلے  
عازمانِ کوچہ طیبہ پہنکا موداع  
ست صبائے محبت ہو کے زندانِ حرم  
سوئے طیبہ جانے والے قافلوں کو دیکھ کر  
بھر سکون گم شدہ کی جستجو ہونے لگی  
دل میں پھر شوقِ ریزہ چٹکیاں لینے لگا  
اک خلش ہر وقت پھر دکھِ قرین ہونے لگی  
پاسِ آدابِ زیارت کس میں سوچ جائے  
جانِ شب میں کھجورِ دل کے درختوں کا پتکس  
خوابِ سرورِ کوئین اے صلِ علیٰ

خوش نصیبوں کے لئے پیغامِ شوق آنے لگے  
ہر نفس جیسے پیام آنے لگے جلتے لگے  
نغمہ ہائے شوقِ اربابِ طرب آنے لگے  
اپنی اپنی خوبی قسمت پہ اتراتے لگے  
جو یہ کہتے تھے کہ ہم کیوں اُن کو یاد آنے لگے  
اہلِ الفتِ تہذیب کے بھول برسانے لگے  
کوثرِ درمزم کے ساغرِ بھر کے پھلناز لگے  
دردِ مندانِ محبت اشکِ برسانے لگے  
وہ جنونِ شوق کے لمحات یاد آنے لگے  
آرزوئے دید کے جذبات ترپانے لگے  
کیا مجھے پھر اہلِ طیبہ یاد فرمانے لگے  
جو جگہ سے گنبدِ خضریٰ نظر آنے لگے  
جیسے عمارتوں پر کسی زلفِ لہر اے لگے  
یعنی وہ جس کے تصور سے بھی نیند آنے لگے

آیہ لَا تَقْنَطُوا بِشِیْءٍ نَظَرَ رُکْبَتِیْ حَمِید  
دلِ ہجومِ امید سے جو گہر آنے لگے

## نہایت غوری

پیغامِ بر غمِ مجتہد ہم ہیں      سناؤ فروغِ آدمیت ہم ہیں  
ہر شمع نہیں ہماری نظر و نکلِ حریف      پروانہ محفلِ رسالت ہم ہیں

وہ ذرہ خاک کی رُخا طلبی      اللہ کے فیضِ عہدِ بیدار ہی  
آوازِ خدا کی یہ تڑپ تھی ورنہ      دنیا کو ہمارے ایک آدمی عربی

اں جاوہ حق دکھارہا ہے کوئی      تیرے حدیں بتا رہا ہے کوئی  
بھٹکے ہوئے قافلوانے بہکو، پلٹو      منزل پہ تمہیں ہمارا ہے کوئی

تو نیک کہاں خوش لگا ہی دیدی      ناداریِ دل کو یاد شاہی دیدی  
ظلمت میں کسے دھڑکتی کھالیں      اک پیکر نور نے گواہی دیدی

آمد تھی کسی کی جانِ اقوام و مل      شاداب سجا تمام صحرائے عمل  
ہو شرق کہ غرب کوئی پیاسا نہ رہا      ہر سمت گرج گرج کے برسا بادل

فیضانِ قدومِ نازِ رفعت، رفعت      پیکر کی ادا ہجومِ نور و نکبت  
منظرِ منظرِ حسین اے وصلِ علی      عالمِ عالم تمام جنت جنت

# سراج کھنوی

عیاں میں صبح کے آثار یا رسول اللہ  
 نہیں نہیں میں طلب گار یا رسول اللہ  
 نظر ہے آئینہ بردار یا رسول اللہ  
 یہ سب میں طالب دیدار یا رسول اللہ  
 ہے اپنی حسن پرستی کا اعتراف ہمیں  
 ملائے آئینہ دل بھی صاف صاف ہمیں  
 ظہور جلوہ حق کا بیان ہوتا ہے  
 میں جمع اہل نظر امتحان ہوتا ہے  
 عرب میں خستہ رسل مسمان ہوتا ہے  
 زمیں پہ عرش بریں کا گمان ہوتا ہے  
 نئے نئے دیئے نسیم بحر جولائی سے  
 توجہش پر جبریں یاد آتی ہے  
 ہے بے نقاب قلبی برس رہی ہے بہار  
 ہے بھول بھول شکستہ کلی کلی سرشار  
 لب نہ کہ ہے رقصان تبسم گلزار  
 ہے کائنات کا ہر ذرہ دیدار  
 تڑپ رہی ہے نظر فرس راہ بن جاؤں  
 ہر اکشتے کو پس ہے نگاہ بن جاؤں  
 وہ نور دیکھا کہ ہر دیدہ در ہو سجدے میں  
 ہر اک نگاہ حقیقت نگر ہے سجدے میں  
 شعاع ہر جبین سحر ہے سجدے میں  
 عجیب وقت ہے یہ ہر نظر ہے سجدے میں  
 کبھی خیال کی وسعت غلات کعبہ ہے  
 کبھی نگاہ کی گردش طواف کعبہ ہے  
 عجب گھڑی ہو یہ روح حیات وجد میں ہو  
 ہر آئینہ نگر انتفات وجد میں ہے  
 تمام سلسلہ کائنات وجد میں ہے  
 یہ انتہا ہے کہ خود جن ذات وجد میں ہے  
 جہاں دیکھ کے تکمیل ذوق دید ہوئی  
 نگار خانہ فطرت میں آج عید ہوئی



## شاعر نظامی

حق سراپا عشق مجسم صل اللہ علیہ وسلم  
 روئے نور گزشتہ پر ختم صل اللہ علیہ وسلم  
 سوز سراپا درد محبت، عاشق امت شافعی عالم  
 آنسو تیرے شبنم شبنم صل اللہ علیہ وسلم  
 صاحب قرآن فقیر رسولان خسرو دین رحمت یزدان  
 پادہ عزتان ساقی عالم صل اللہ علیہ وسلم  
 ساز ازل سے تار ابد تک، یک ترنم ایک تلاطم  
 بر لب جاری نغمہ پیہم صل اللہ علیہ وسلم  
 شوق کا مہج زرد کھلے شافعی عالم صل اللہ علیہ وسلم  
 حق کا منع عشق کا سنا صل اللہ علیہ وسلم  
 فریق سے نازش اُجالا زرد و درہ نور کا ہال  
 جمع دو عالم ہر دو عالم صل اللہ علیہ وسلم  
 اے گریب عالم امکان چار دگر بیماری الی الی  
 تو نے رکھا زخموں پر مرہم صل اللہ علیہ وسلم

## ساحر ہوشیار پوری

ترے نام سے ابتدا ہو رہی ہے  
تری یاد پر انتہا ہو رہی ہے  
زباں، اک، مسرور دل، آنکھ روشن  
جمالِ نبی کی ثنا ہو رہی ہے  
خدا ہو رہا ہے خدا خود نبی پر  
نبی پر خدائی خدا ہو رہی ہے  
جبینِ جہاں آستانِ محمدؐ  
عقیدت کی یہ انتہا ہو رہی ہے  
کرشمہ ہے شانِ کریمی کا شاید  
کہ مجھ سے خطا پر خطا ہو رہی ہے  
مرا سر ہے پائے پیمبر پہ ساحر  
نابا رادت ادا ہو رہی ہے

# سکھ دیو پر شاد بسم اللہ آبادی

در اقدس پہ حسرت کھینچ لائی ہے محمدؐ کی  
کہ مشہور جہاں حاجت دہانی ہے محمدؐ کی

فرشتے بھی بشر بھی دونوں ان پر فخر کرتے ہیں  
زمین سے عرش عظیم تک سانی ہے محمدؐ کی

جو یہ پیدا نہ ہوتے تو نہ ہوتا کوئی بھی پیدا  
خدا کی شان ہے گو یا خدائی ہے محمدؐ کی

ہوے اک جاندار کے دو کمرے اٹھلی کے اشارے سے  
منور کتنی یہ معجز نائی ہے محمدؐ کی

ہوائے شوق اڑا کر جلد پہونچا دے مدینے میں  
بڑی تکلیف دہ مجھ کو جدائی ہے محمدؐ کی

اٹھائے حشر بھی مجھ کو تو اب میں اٹھ نہیں سکتا  
بڑی مشکل سے ڈیوڑھی اٹھائی ہے محمدؐ کی

یہی مصرعہ پڑھے گا بسمل عاصی قیامت میں  
دہائی ہے محمدؐ کی دہائی ہے محمدؐ کی

# سید ظہور الحسن فتاویٰ کی

پڑ رہی ہیں جسہ نظریں جلوہ ہائے طور کی  
نچر صفت کیا ہو بیاں اس لکھنید پر نور کی  
اللہ اللہ روضہ اقدس کی جلوہ پاشیاں  
بکھڑ رہی ہیں چادر میں ہر سمت گویا نور کی  
ایک ہر منشا تیری منشا ذات سرمدی  
ایک ہر منشا مشیت نے تری منظور کی  
ایک تیری ذات سے ہے منتشر نور عسکری  
ایک تجھ سے سمعیں روشن آسماں پر نور کی  
ایک تجھ سے ہے دیم عینی میں تاثیر حیات  
اور ید موسیٰ میں تجھ سے روشنی ہے طور کی  
ایک لڑ زوال کفر تیرے نعرہ توحد سے  
ایک لڑنے شرک کی ظلمت جہاں تھے دور کی  
ایک تیرے سامنے ہیں سرنگوں لات و تہیل  
ایک تجھ سے عظمتیں گرم قیصر و مغفور کی  
ایک رعنائی تری صدر شک فردوس بریں  
ایک نظروں سے تری پر فیض نظریں حور کی  
اک نظر سوئے فنا بھی رحمت اعلیٰ میں  
مشکلیں ہو جائیں اب تو حل دل رہنجور کی



# سیرت الشاہ کسمنڈوی

دیکھیں گے نبوت کے آثار مدینے میں  
جب ہم کو بلائیں گے سرکار مدینے میں  
کے سے جب آنے لگے سرکار مدینے میں  
کعبے کے چلے آئے انوار مدینے میں  
جلوؤں کا مرقع ہیں باران مدینے میں  
ہر وقت جیتا ہیں انوار مدینے میں  
ملنے کے نہیں ہرگز تجھ کو وہ کہیں اے دل  
رحمت کے جیتے ہیں آثار مدینے میں  
یہ شان مدینہ ہے محبوب کی خاطر سے  
جبریلؑ اس آئے سو بار مدینے میں  
ہے کرم سب پر اس رحمت عالم کا  
نادار نظر آئے زردار مدینے میں  
ہو ۔ ۔ ۔ تہیں حاصل تو فیق خداوندی  
وہ لوگ لٹاتے ہیں گھر بار مدینے میں  
محبوبؐ کو اصحاب بصیرت کو  
سدا کا ہوتا ہے دیدار مدینے میں  
جینے سے زیادہ ہے  
سے بھی اپنے ہیں بیمار مدینے میں

## سلام سندیلوی

اے صلّی علیٰ عظمت گلزارِ مدینہ  
 رہے کہ نہ ہو جائے کہیں نعتیں لغزش  
 میں لاکھ گنہگار ہوں منکر تو نہیں ہوں  
 ہے ہند میں بیکار مرے درد کا دریاں  
 سے بادہ کشو تم کو مبارک دے و ساغر  
 ہے مال بہاں کچھ نہیں ایمان ہو سب کچھ  
 پھر لوٹ کے آنا ذرا اے موت ٹھہر جا  
 حشری و عمر حیدر و عثمان بھی ہوں گئے

رشتک گل فردوس ہے ہر خارِ مدینہ  
 میں بے ادب عشق وہ سرکارِ مدینہ  
 میری بھی سنا احمد نعتِ ارمینہ  
 بیمارِ مدینہ ہوں میں بیکارِ مدینہ  
 میں بے دماغ بھی ہوں شہرِ مدینہ  
 بازار نہیں مصہر کا بازارِ مدینہ  
 باقی ہے ابھی حسرت و یدارِ مدینہ  
 ہم حشر میں جبے کہیں گے وہاں مدینہ

یہ عشقِ سلام آج کا کچھ روگ نہیں ہے  
 محدودِ ازل سے مجھے آزارِ مدینہ

## سفرِ ملاحی

بشرے بیاں کیا ہوشانِ محمدؐ  
 خدا خود ہے جب مدحِ خوانِ محمدؐ  
 تقدس ہے ان کے تقدس پہ نازاں  
 جو دل بن گئے و اضواءِ محمدؐ  
 کچھ ایسے ہوئے عرقِ جلوہ ملائک  
 خدا خود بنا مسیحا بنِ محمدؐ  
 محمدؐ کے اوپر نبوت ہے نازاں  
 ہیں کئی انبیاء مدحِ خوانِ محمدؐ  
 جہاں جبریلؑ میں جبہ سا میں  
 وہ ہے آستانِ آستانِ محمدؐ  
 خدا کی قسم ہے خدا ان کا عاشق  
 ازل سے جو ہیں عاشقانِ محمدؐ  
 اہل آئے مجھ کر تو یوں آئے یارب  
 مرا سر ہوا اور آستانِ محمدؐ

## سوز سکندری پوری

حالِ دل پر جو عنایت کی نظر ہو جائے  
وقت سے پہلے شبِ غم کی سحر ہو جائے

اُس کا اللہ ہے اللہ کی رحمت اُس کی  
جس پہ سکرِ زرد و عالم کی نظر ہو جائے

ہو اگر شوق میں توفیقِ الہی شامل  
مورکِ عشق کے میدان کا سر ہو جائے

آسمان والے کریں رشکِ مری قسمت پر  
اُن کی چوکھٹ پہ اگر عمرِ سر ہو جائے

مجھ کو مل جائے اگر خاکِ کف پائے صفیہ  
پھر تو کا فورِ مراد و رِعبِ سر ہو جائے

سوزِ اتنی تو بخت میں ہو قربت پیدا  
تیرا دل دیکھے ہی آقا کو خبر ہو جائے



## ساجد صدیقی لکھنوی

وہ دکھاتے روئے نور تو کچھ اور بات ہوتی  
 میں سنا تا حال نہ کر تو کچھ اور بات ہوتی  
 نگہ کرم سے ان کی بجے مل گیا بہت کچھ  
 ہے ہر ایک فرض سب سے ماننا ہوئی لیکن  
 ملی بے بھی سیکے میں ہوئی دھرتی کی  
 یہ نشان پائے احمد ہے زمیں کا پناہ  
 ترے آستان کے ذریعے یہ فلک چاند نہ  
 یہ بہار و ابر باران تو چین کے اسطے ہی  
 نہ بدلتا وقت کا رخ نہ یہ ہوئی کس پر سی

جو چکنا چوکاں مقدس تو کچھ اور بات ہوتی  
 ترس آستان کو مجھ پر تو کچھ اور بات ہوتی  
 وہ جو دیتے ہاتھ اٹھا کر تو کچھ اور بات ہوتی  
 ترے در پہ ہوتا یہ سر تو کچھ اور بات ہوتی  
 جو وہ خود پلاتے ساغر تو کچھ اور بات ہوتی  
 جو یہ نقش پڑتا دل پر تو کچھ اور بات ہوتی  
 جو یہ جہت مقلد کی کرتا کچھ اور بات ہوتی  
 جو پرستے دیہہ تر تو کچھ اور بات ہوتی  
 اگر کنج ہوتے حیدر تو کچھ اور بات ہوتی

بڑے لطف کی ہیں ساجد یہ گھٹائیں رحمتوں کی

جو برستیں عاصیوں پر تو کچھ اور بات ہوتی

# معلیان خطیب

(حیدر آباد کی وہیاتی زبان میں)

کرک طرف لگالے کو چلے آئے بڑے لوگاں  
 بڑا پن کمالے کو چلے آئے بڑے لوگاں  
 بیچ دولت اٹھالے کو چلے آئے بڑے لوگاں  
 نوی جنت سجالے کو چلے آئے بڑے لوگاں  
 غریباں کو دلدلے کو محمد مصطفیٰ آئے  
 ہمے بے آسرا تھے جی ہمارا آسرا آئے  
 تمہارا ناؤں میٹھلے میں میٹھے سب پکاریوں گا  
 غریباں تم ناپیلے تھے غریباں کھلا دیوں گا  
 تمہاری بھوک بونچے مرے بھکے سلا دیوں گا  
 اندھارے گھپ اندھالے میں یہ بدرالدین آئے  
 نوے راستے ہوئے روشن چاند نور الہدیٰ آئے  
 چلے آؤ مرے مالک میں اٹھیاں پوٹھالیوں گا  
 یہ جلوہ کس کا جلوہ ہے زمانے کو بتالیوں گا  
 کلیجہ چیر لے کو میں کلیجہ میں چھپالیوں گا  
 بنی صائب! مرے دل کو نبی خانہ بنالیں گے  
 تری صورت وہ صورت ہے کہ دشمن کو جیائے  
 ترانقشہ وہ نقشہ ہے کہ بس یاد خدا آئے

# سوم نامہ سوم مورندوی

ہے جو کائنات میں شاہکار اسی شاہکار کی بات ہے  
جو قیام گاہ رسول ہے یہ اسی دیار کی بات ہے

شب و روز میری زبان پر اسی رزمِ نو کے ذیل میں  
کبھی آستخانے کا ذکر ہے کبھی رہ گزار کی بات ہے  
خسراں کی حد سے بندہ رہے دوامِ جس کی ہمار  
یہ اسی مینے کا ذکر ہے اسی لالہ زاد کی بات ہے  
میرے اشکِ نغمہ کی تراکبتیں تو سب کچھ تھیں  
جو مری نگاہ سے دور ہے یہ اسی ہجر کی بات ہے

تسلی سے جو قریب توست حدیث میں دیکھ لیں  
ظہر حق کا جو آئینہ دہی اعتبار کی بات ہے  
یہ تبارتِ بزرگ شایب کسبتِ چیمہ ہر شخص سے  
کچھ ادب کا پاس تو ہے ادب یہ چالی بار کی بات ہے  
جسے رلنا سوچ ازل سے میری خبری اور خبر کی بات ہے  
میں تو دلِ عقیل نقیہ اشعار کی بات ہے

چہ کہ تدم جو جو ہے کس کس میں مولیٰ حرمِ جبر پہ پیروز  
وہ جو تاجِ بخش زمار ہے اس کا تاجِ عزت کی بات ہے  
یہ اثر اسی گاہ ہے یا نبی جو وحدت اس کو ہے آپ نے  
بھلا نفست کہتا ہی سوم کے کہیں اختیار کی بات ہے

## سلطان اختر سہرامی

حبیب خدا کی نظر اللہ اللہ  
 ہیں نجوم شمس و قمر اللہ اللہ  
 محبت کی پیغام سبر اللہ اللہ  
 بگناہ شیر بحر و بر اللہ اللہ  
 کوئی استہرام محبت تو دیکھے  
 جسے سجدے میں ایک اک نظر اللہ اللہ  
 ترے آستانے کا وہ مرتبہ ہے  
 فرشتے جھکاتے ہیں سر اللہ اللہ  
 مدینے کی دھن میں چلے جا رہے ہیں  
 یہ بہت یہ عسز م سفر اللہ اللہ  
 تنہا ہی ہے مدینہ ہو پرخ کر  
 بھگتا پھر دل وہ بد اللہ اللہ

کہ تھکے محبت ہمہ وقت اختر  
 مدینے کے شام دیکھ اللہ اللہ



## شمس لکھنوی

آمد ختمِ رُسل ہے نور کی برسات ہے  
 بقتار روشن دن ہے اتنی ہی نور است ہے  
 انا اعطینا کی سورۃ کاشف حالات ہے  
 آپ محبوبِ خط ہیں آپ کی کیا بات ہے  
 کتنی پیاری وہ سحر ہوگی کہ جب ہو گا ظہور  
 انتظار دید کی جب اتنی پیاری رات ہے  
 چاند تارے مجھے میں ہیں جھومتی ہو کائنات  
 کج کی جو بات ہے بس وہ زالی بات ہے  
 آپ تو ہیں واقعہً سرِ ارب العالمین  
 گنت کنوا مخنیا ہر آپ ہی کی ذات ہے  
 نور کی محفل سے طالب نور ہو مظلوم نور  
 اک سراپا نور معراجِ نبیؐ کی رات ہے  
 یادِ احسن سکون اے شمس ہونا چاہیے  
 بڑھ گئی ہیں دھڑکنیں کیوں ل کی کیا بات ہے

## شکیل برایونی

تمنا ہے کہ مرتے وقت بھی ہم مسکراتے ہوں  
زباں پر یا محمدؐ ہو جب اس دنیا سے جلتے ہوں  
بے اے کاش اس دم ساز ہستی آخری ہچکی  
فرشتے نغمہ وصل علی جب گنگناتے ہوں  
تمنا ہے کہ ہم دیوانہ داران کی طرف جائیں  
اشاروں سے شہرہ سرد سرا ہم کو بلاتے ہوں  
شبِ فرقت کی ان رنگینوں پر جانِ دل صدقے  
تمھاری یاد ہو دل میں ستارے جھللاتے ہوں  
ذکیوں اور بچا ہوسارے اینٹیاں مرتبہ ان کا  
سفارش کر کے جوامت کو اپنی بخشواتے ہوں  
سکون کی ساعتوں میں کون ان کو بھول سکتا ہے  
دمِ شکل جو ہر اک بے لوائے کام آتے ہیں  
میاں ہو کیا شکیل اس بزمِ دل کی جلوہ پانی  
حبیب کبریا جس بزمِ پر شریف لائے ہیں

## شفیق جوہری

اُجائی رات ہوگی اور میدانِ تباہ ہوگا  
زبانِ شوق پر یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ ہوگا  
اترتے ہوں گے آسمان کے فرشے آسمان سے  
خدا کا لہو ہوگا دفترِ خیرِ زوئی ہوگا  
دو بھلستان مکہ وہ مدینے کی گزرگاہ ہیں  
کہیں نورِ نبیؐ ہوگا کہیں نورِ خدا ہوگا  
بھلکی ہوگی وہی گردن گناہوں کی خجاندہ  
زبان پر پارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا  
کچھ اونٹوں کی قطار میں آؤں سادگی ہوگی  
نہ کی خواہوں سے شیکہ بہ ہر وقت ہوگا  
جتنی کہ غریب سے غریب سے غریب سے  
کہیں سیرِ عالم پر ساتشوں کا تابش ہوگی  
شفیق سن، نہ پروردگارِ الفتی زادِ عالم  
دیکھ ہوں گے حجازِ پاک کا دارالافتاء ہوگا

فنا و عارفی وہ مطلع انوار میں اے صل علی آپ  
سرکار ہی سرکار ہیں صل علی آپ

پابند زخ دسمت نہیں رحمت باری  
ہر سمت دنیا باریں اے صل علی آپ

دنیا میں فاقہ ہے تو جتنی میں شفاعت

ہر طرح مددگار ہیں اے صل علی آپ

اس وقت کرتکلیں کو روتا ہے زمانہ  
تسکین دل زار ہیں اے صل علی آپ

جو آپ کی امت کو ڈوبنے پہ تلے ہیں

ان سے بھی خبردار ہیں اے صل علی آپ

اللہ سے سلام کے دشمن کیلے بھی

جنت کے طلبکار ہیں اے صل علی آپ

تخصیص عنایت کے نہ تعین من یہ تو

وہ ایر گہریا رہیں اے صل علی آپ

تسکین عطا کرنے ہیں اسوائے مبارک

وہ دل بہار ہیں اے صل علی آپ

ہر نعمت کی اے مشار مجھے داد ملے گی

دائندہ افکار ہیں اے صل علی آپ



## شفا گوالیاری

دیاں آقا و مولا بادشاہ بکرو برہنیا  
نہ پہنچے گا، نہ ایتک جس جگہ کوئی بشر پہنچا

زمانہ صرف کہہ سکتا تھا اتنا عرش پر پہنچا  
پہنچنے والا جانے کس طرف پہنچا، کدھر پہنچا

جواب لن ترانی دے دیا تھا جس مریض کو  
وہی مشتاقِ نظارہ تھا جب خیر البشر پہنچا

جہاں جاتے ہوئے روح الامیں بھی خوکھاتے ہیں  
خدا کی شان ہے پہنچا دہاں وراں بشر پہنچا

نہ پوچھو ماجرا سے آمد و رفت اے تعالیٰ اللہ  
بہ پرداز خیال آیا بہ رفتارِ نظر پہنچا

تعجب کیا جو پہنچا عرش پر اک عرش پر دراز  
اسی کا تھا وہ گھر جس وقت چاہا اپنے گھر پہنچا

کہوں گا قلمِ غم داستانِ گردشِ قسمت  
شفا اور شفا یہ محبوبِ خدا کے ہیں اگر پہنچا

## شارق امیرایانی

مطلع کنت کنز کے چوٹی کن جگہ کا تاناؤ آفتاب آگیا  
 اللہ اللہ جلوں کی رعنا میاں شاہکار ازل بے نقاب آگیا  
 بارش نور کرتی ہے لوح حبیب سہتی پاک ہے حنوہ زار یقیں  
 انجمن معنی میں اک شہ ہے حسن کا اولین ہفتاب آگیا  
 لہلہ نے نگین کشت ذوق و فاسطرت چھا گئی جہتوں کی گھٹانا  
 عشق کا پھول خوشبو لٹانے لگا روح کے یاسمن پر شاہ آگیا  
 وہ امیر ازل رحمت دہاں آج ہے رونق محفل انس دہاں  
 جس کو اثافتحنا کی عظمت ملی جس کا نسیم و طیہ خطا آگیا  
 شوق کی روح پرور ہوا میں حدیں ظلمتیں مرکز نور ایساں بنیں  
 اک بہار آفریں تازگی چھا گئی اک سرور آفریں نقلا آگیا  
 قلب صدیق کا جلوہ گستر نگین محفل سیم احمد کا پردہ نشیں  
 دہر خلد سار غمش بریں واقعہ در ابرام الکتاب آگیا  
 ذوق و شوق کلیمی کی منزل کہاں منزل نفیث ماہ اسعدی کہاں  
 اس طوطا دن مینی کی آئی صد اسطوطا سن ترانی جلا آگیا

آج شارق نے یوں کہن میں جھوم کر لغت پاک رسول مکرم پر نی  
 اہل ایمان نے آواز دی مریا صاحب نشہ بے شراب آگیا

## شوکت تھا زوی

ہم ہیں تسورات کی جنت لیے ہوئے  
اتھکیں ہیں بند جلوہ رحمت لیے ہوئے

پوپے ہوئے ہیں آج دیار حبیب میں  
اس نعت نارسا کی شکایت لیے ہوئے

دوانہ دار آہی گیا ان کی بزم میں  
اک بوسیاہ حسرت طاعت لیے ہوئے

اساس عطر ہیزت عنبر فشاں خیال

بیٹھے ہیں ہم مدینے کی نکمت لیے ہوئے

بیا کہ سامنے مجتہد حضورؐ ہیں

درہم میں اکبر اشکِ ندامت لیے ہوئے

بارب کھلے نہ آنکھ کہ بیٹھے ہیں ہم

پیش نظر جمالِ اسانت لیے ہوئے

جیسا بھی کہہ کر آپ کا ہر ایک سپرد

آیا ہے اپنے آپ کو شوکت لیے ہوئے

## شعری بھوپالی

نصائے کن کی آقا بہتہ اور انتہا تم ہو  
تمہارا مدعا ہم ہیں ہمارا مدعا تم ہو

تمہاری ہی شاعریوں سے دیکھ عالم حکیم گاتے ہیں  
براہ راست اذکارِ خدا کا آئینہ تم ہو

فرشتے کی فرشتوں کا تصویر بنی ہوئے گنا  
وہ صورت گاہِ یزدانی جہاں جہاں تم ہو

گنہگاروں کا یوں بھی حق ہو تو میرا علم نہ ہو  
خدا کا عزم تم ہو سکھ تم ہو فیض تم ہو

تمہارا قول صادق ہے تمہارا ہر عمل برحق  
بہ الفاظِ زکرا عذابِ دستِ خدا تم ہو

نہ سوچوں گا کہ میں منجھو نہ نہا لڑکا نہ بچہ  
کہ جس کشتی میں ہم پہنچے ہیرا نہ کہ نہ تھو

مجھے یہ دردِ دنیا یا غمِ تنگدستی نہیں ہوتا  
خدا شہزادی کو دے ایسا عرصہ جس کی دوا مراد



## مشاہدہ فاخری اللہ بادی

اسیرِ حلقہ کیسوںے یار کیا کہنا  
حصولِ نیفتِ مسلسل بہار کیا کہنا  
ہر ایک گام پہ پستی ہے منزل مقصود  
کمالِ عزمِ غریب الدیار کیا کہنا  
نہ فرقِ تابہ قدم بن گیا مجسمِ طائر  
تروقِ نگاہ کا امیدوار کیا کہنا  
بگا، سنوں کے موتی قبولِ فرمائے  
بے عیب۔ مرے نکلے کیا کہنا  
بے کا کشتِ لبِ پاکے مصطفیٰ مشاہد  
مرے دیار کا لہزہ زار کیا کہنا

## شیر افضل جعفری

قامت پہ فدا زی شان ملک  
تدمل پہ جھکے فرزندِ فلک

تلووں کو چوتے زرشیر زتیں  
نظروں کی بلند ہی عکسش ملک

سراج کے نئے آنکھوں میں  
ماتھے پہ ازل کی ست جھلک

رفتار پہ تسرباں دورِ دماں  
گفتار سے کوثر جاے جھلک

امدادِ حبیب اک نورِ حسین  
قرآن کی آیت نوکِ پلک

چاہے تو ازل کے ہیکر سے  
گردوں کا آئینہ جاے جھلک

اس غیرتِ یوسف کی افہتس  
رہ رہ کے اٹھے ہی میں ملک

## شاد سورتی

اللہ کی رحمت کا حاصل ہے دہشتہ میں  
 سرکارِ دو عالم کی منزل ہے دینہ میں  
 ایک اور مجسم کی منزل ہے دینہ میں  
 ہر آن فرشتہ کی مجلس ہے دینہ میں  
 دوری میں بھی قربت کی لذت ہے آرا ہے  
 میں بہت میں ہوں لیکن یہ دل ہے آرا ہے  
 رت جانے لکھ کے کائنات شربت میں  
 اس کعبہ کی بخشش کا مال ہے دینہ میں  
 حیرت ساز دھڑکتے سیراب نوا دینا  
 اس قمار رحمت کا حاصل ہے دینہ میں  
 آواز سے سیرانگہ بچنے بھی نہ آئے  
 دن سکتے نہ شب کا حاصل ہے دینہ میں  
 ایمان کی پوچھو تو اپنا یہ شوق دینہ میں  
 کسکے بھی راہی کی منزل ہے دینہ میں  
 اسے شاد وہیں جیسے شاد وہیں چیلے  
 کہتے ہیں سگدوں جس کو حال ہے دینہ میں

# شایان رامپوری

کہاں وہ بات کسی صاف صفات میں ہے  
جو بات ختمِ رسلِ نذرِ کائنات میں ہے

تمام چاند ستارے ہیں گردِ پاؤں رسولؐ  
جمالِ نشانِ خدا مصطفیٰ کی ذات میں ہے

نہیں ہے خوف میں کوئی روزِ محشر کا

ہمارا ہاتھ رسولِ خدا کے ہات میں ہے

کلامِ حق کی ہے تفسیرِ شانِ ختمِ رسلؐ

ہر ایک مہضیٰ حق ان کی بات بات میں ہے

کہاں نصیب کسی اور کے تصور میں

سکونِ دل کا جو ان کے تصورات میں ہے

ہزار باغ کھلے جس طرے بنگاہِ اٹھی

کہاں یہ نگہِ نذرِ معجزات میں ہے

خزاں ہے ان کی نگاہوں کی بے شکا اثر

ہزار قلمِ کناں ان کے التفات میں ہے

ہے جاں گز میں جو محبت رسولؐ کی دل میں

اک آفتاب سارِ روشن اندھیری رات میں ہے

جسک جو ان کی محبت کی داہ میں ہے نایاب

نہ ہر دم نہ تھاں کے جو اسیرت میں ہے



اکھنوی  
شہکار

ہزار جان گرامی ذراے نام نہی  
امین دما دق و معصوم و شافع محشر  
خطاب رحمت عالم صفت شیر بشر  
تو نا خداے اُم خوش خصال خوش لقبی  
محمد عربی

وہ جس نے قلب لہاں کو روشنی بخشی  
وہ جس نے حق و صداقت کو زندگی بخشی  
بہ خاک پائے تو جا تم دھیم گر طلبی  
محمد عربی

وہ بے بیوں کا سہارا وہ بے کسوں کا کفیل  
سبھوں کو شمع ہر ایک جس کا حُسن جمیل  
رسولِ آخر و معجزِ نادر ہوا العجبی  
محمد عربی

وہ جس کا ہستی کو نین میں جواب نہیں  
دہاں تو چاند ستاروں کا بھی حساب نہیں  
نظیر ہر بہ پیشکش کمالی بے ادبی  
محمد عربی

ہر اک ممالک کو نین فخر موجودات  
ہے ہیچ آپ کے عاشق کو غم کی کالی رات  
بہ تو نثار کفنِ نالہ پائے نیم شبی  
محمد عربی

## صوفی غلام مصطفیٰ متبسم

رخشندہ ترے حسن سے رخسارِ یقیں ہے  
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی حبیبیں ہے  
چمکائے تری ذات سے انساں کا مقدر  
تو خاتمِ کونین کا رخشندہ نگین ہے  
ہر قول ترا حرفِ صداقت کا ہے ضامن  
ہر فعل ترا احسن ارادت کا امین ہے  
ہر گام ترا ہم قدم گزشتہ دوراں  
ہر جاہِ وہ تری رہ گزیرِ غلبہ بریں ہے  
جس میں ہو ترا ذکر وہی بزم ہے رہیں  
جس میں ہو ترا نام وہی باتِ حسین ہے  
چمکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کف پا سے  
اب تک وہ زمیں چاند تاروں کی زمیں ہے  
آنکھوں میں ہے اس خلقِ محسوس کا تھہر  
اک غلبہِ مسرت مری نظروں کے قریں ہے

## صبا جے پوری

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسول اللہ  
 خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کی نہیں ہوتا  
 زمیں سے لگے خود شدید محسوس تو ان کو کیا  
 بھر دے اس کو کہتے ہیں گنہ گاروں کے محسوس  
 تمہارا ہی کرم تھا کیونکہ وہ بھی اور قیامت کا  
 خدا سے پوچھ لو کیا حال ہوتا ہے محبت میں  
 ہر اک کی ہے یہی خواہش کہ بیٹے ان کے ہاں  
 خدا کا بحر رحمت اس قدر کہ جی شش میں آیا  
 خدا سنتا ہے اور بندوں میں بچنے کے سنتا ہے  
 شفیق حشر ہو تو پھر بھی کئے واسطے ہو تم  
 خدا حافظ خدا ناصر ہی لیکن یہ محشر ہے  
 خدا کا نام لے کر جو بن آیا وہ مکہ لایا

خدا کا کر لیا ہم نے نظار یا رسول اللہ  
 جسے آتا نہیں ہوتا تمہارا یا رسول اللہ  
 ہے جن پر سایہ واسن تھا یا رسول اللہ  
 خدا کے سامنے تم کو بکار یا رسول اللہ  
 بڑی ہی خیر و خوبی سے گزارا یا رسول اللہ  
 نہ پوچھو حال جو کچھ ہے ہمارا یا رسول اللہ  
 سرور پر حق کے سایہ ہوتا یا رسول اللہ  
 کسی سے کھینچ کر کہا تم کو بکار یا رسول اللہ  
 جہاں بھی ذکر ہوتا ہو تمہارا یا رسول اللہ  
 ہمیں کو کیوں دو گئے تم سہارا یا رسول اللہ  
 ہاں تو آپ ہی میں سہارا یا رسول اللہ  
 تجھے کب لغت کھینچے گا بے یار یا رسول اللہ

خدا اپنا بھٹا ہے عسا کو نیا نہیں ہے  
 بتاتا ہے وہ اپنے کو تمہارا یا رسول اللہ

## صبا افغانی

شام ہو یا سحر دن ہو یا رات چوب کہیں کر خیر الامام آگیا  
 شوق میں ہر ملک عرش سے فرش پر ذکر سننے بعد احترام آگیا  
 ساتی حوض کوثر کے دربار میں جب کوئی تشنہ لب تشنہ کام آگیا  
 مسکے سرکار کی چشمِ رحمت اٹھی اور کوثر کا لبریز جام آگیا  
 شرح دیئے نئی سورہ دالضحا اور داللیل پر شرح زلفِ دوتا  
 ان کی تعریف میں ان کی توصیف میں خالقِ بدوہاں کا کلام آگیا  
 سخت تار یک دے نور تھی شامِ غم لیکن آقا کی الفت کا دیکھو کرم  
 مٹ گئی تیرگی ہو گئی مدحی دانِ دل کو بھی مشعل کا کام آگیا  
 شراشر نام حبیبِ خدا کتنا شیریں ہے اور کس قدر جانا نغزا  
 بول سے کھل گئے لب لب گئے جب زباں پر محمد کا نام آگیا  
 یوں تو آئے جہاں میں بہت انبیا آپ جیسا مگر ان میں کوئی نہ تھا  
 نور ہی نور ہر سا ہر اک چیزِ بحسبِ تاروں میں ماہِ تمام آگیا  
 اے صبا ہر تعظیم محبوبِ سب کھڑے ہو گئے صفتِ صفتِ با آدہ  
 کیا شجر کیا حجر کیا ملک کیا بشر ہر زباں پر درودِ سلام آگیا



## ضمیمہ الفقادی

دو فتن بزم جو سب کا نظر آتے ہیں  
 اے سیحانِ دو عالم تری رحمتِ کثرت  
 جلوہ حسن میں گم ہیں بشر و جن و ملک  
 دشتِ فانیان سے دیوانے کے بھائیوں کا  
 اہلِ تقویٰ کہتے ہیں لبِ تسنیم و طور  
 جلوہ دے ہیں سب کے تصور ہر دم  
 مدنی چاند ترے حسن کے متوالے تمام  
 تیرے عشاق نہ تھے نہ خواہاں نہ  
 سر پہ سجدہ ہیں جو سلطانِ مقامِ محو  
 لگو شوق کو نہ جاتی ہے مہرِ جنتِ غضب

ہر طرف عرش کے انوار نظر آتے ہیں  
 کتنے اچھے ترے بیمار نظر آتے ہیں  
 انبیاءِ آئینہ بردار نظر آتے ہیں  
 سلمے خلد کے گلزار نظر آتے ہیں  
 مست و بد ہوش یہ منور نظر آتے ہیں  
 مضطرب شایق دیدار نظر آتے ہیں  
 نشہ عشق میں سرشار نظر آتے ہیں  
 عاشقِ ایزدِ عفتار نظر آتے ہیں  
 حشر میں مشاد گمگاہ نظر آتے ہیں  
 جب تم سے دُشمنی کے بنا نظر آتے ہیں

رنگِ نعتِ شہِ بطحا ہے پس پر وہ ضمیمہ  
 لاکھ سادہ میرے اشعار نظر آتے ہیں

## ضمیمہ بریلوی

یہ کیا بتائے کوئی علم ان کو کس قدر ہے  
 روئے میں جلوہ گر ہیں کونین کی خبر ہے  
 : صریح بعدہ کی تفسیر اس قدر ہے  
 اک عبد خاص ہے رب کے قریب نہ ہے  
 سجدہ بہ سوتے کہہ کرنا ہے فرض لیکن  
 اہل نظر یہ دیکھیں کہہ کا رخ کدھر ہے  
 طیبہ کی حد میں رہ کر جنت کی آرزو کیا  
 جنت ہے اپنے گھر کی جنت میں اپنا گھر ہے  
 قصر حبیب حق کی رفعت خدا ہی جانے  
 زینے کی پہلی سیڑھی جب باہم عرس پہ ہے  
 شاہ بنا کے بھی سسر کا ر کو خدا نے  
 ہر ذرے کی خبر ہے ہر ذرے پر نظر ہے  
 اس کی خوشی سے خوش ہے اعمال کی ترازو  
 طیبہ کی سسر زمیں کے کانٹے کا یہ اثر ہے  
 ہر گام پر تمیز اب پاس ادب ہے لازم  
 طیبہ کی سسر زمیں ہے طیبہ کا یہ سفر ہے

## ضمیمہ جعفری

وہ اک اُمی کہ ہر دانش کو چکاتا ہوا آیا

وہ اک دامان بخش پھول برساتا ہوا آیا

وہ اک نغمہ کہ انساؤں کو چوکاتا ہوا آیا

وہ اک جذبہ کہ اربابوں کو دھڑکاتا ہوا آیا

وہ اک نرمی کہ سنگ و خشک سینے میں جلا اتری

وہ اک شیشہ کہ ہر تھپ سے ٹکراتا ہوا آیا

وہ اک عظمت کہ غلبہ مہوں کے چہرے پر دکھائی

وہ اک بندہ کہ سلطانوں کو ٹھکراتا ہوا آیا

وہ اک مستی کہ بستی کو بلادتی ہوئی پھینکی

وہ اک عالم کہ ہر عالم پہ چھا جاتا ہوا آیا

وہ اک منشیہ حسن کی تمکین فرمائی بے بکری

تصور آخسری تصویر میں جاتا ہوا آیا

نومے در کے سوا آسوی گئی دل کہاں ملتی

ترے در پر زمانہ ٹھوکر میں کھاتا ہوا آیا

# ضرب الکھنوی

مہر سہر ملت قیم صل اللہ علیہ وسلم  
 ردی خدا کے نور مجسم صل اللہ علیہ وسلم  
 اے فتعالی اللہ تبارک آپ کی نصیب پاک  
 وجہ قرار عشق معظم صل اللہ علیہ وسلم

چشم بین باغ کشیدہ عارض الخضر ہرید  
 لبائے الاسری کیسے پر خم صل اللہ علیہ وسلم  
 پشت اہل ساعیل کے آگے آپ کا جہم پاک و چرا  
 ہو گیا جاری چشمہ زمزم صل اللہ علیہ وسلم

مگر کی مرتہ کاٹھکا پیالہ کسل کہنہ شکوہ شالہ  
 ناب جو میں نہیں خرم صل اللہ علیہ وسلم  
 ناقوس پاتے ہوتے ہیں اکثر بانسے شمع نہ پہنچے  
 فقر و قناعت کا ہے یہ عالم صل اللہ علیہ وسلم

یہ قنات و دینہ جلد ہو طے اباد دینہ  
 آپ کے در پہلے مراد صل اللہ علیہ وسلم  
 آپ کو امیر کے تجلی آپ لائیں دل کو تسلی  
 توڑ رہا ہو جب یہ ضیاء صل اللہ علیہ وسلم



## طرفہ قریشی بھنڈاوی

نفس نفس کو ہے داستگی مینے سے  
 یہاں تک آئے ہیں تو اور دو قدم بڑھ جائیں  
 نہاں مراد دل نازک کہاں فراق نبیؐ  
 نکل کے حلقہ زلف نبیؐ سے جائے کہاں  
 دل شکستہ سے لپٹی ہیں نور کی موجیں  
 رسولؐ پہ مرنے کی آرزو کیسی ؟  
 میں سسہم پاک محمدؐ کو دل سمجھتا ہوں  
 خراب عقل سے ہی لغو فرمیں یہ ہوتی ہیں  
 مرزا ضمیر ہے آئینہ جمالِ رسولؐ  
 میں اپنا درد جگر لے کے اب کہاں جاؤں  
 گزرد ہی ہے مری زندگی قریب سے  
 کہ عرش دور نہیں معطفی کے زینے سے  
 یہ آگ شعلے نکالے کی آگ بجھنے سے  
 کہ مشک میں ہے ہلکے چپکے پسینے سے  
 کنارہ مانگ لے ساحلِ مے، سفینے سے  
 حیات مانگ کے لائیں گے ہم مینے سے  
 نہ ہو گا دور یہ قہرِ سیر سے  
 خراب عشق نہیں لوٹے مینے سے  
 میں اپنے سینے کو رکھتا ہوں پاک کینے سے  
 لگا دو آگے نعلین میرے سینے سے

کے کلام ہے اس معجزے میں لے طرفہ  
 کہ چاند آج بھی ہوتا ہے شمع مینے سے

## ظفر مرزا ناگپوری

ہے شک جہاں شانِ گلستانِ مدینہ  
 ہے عرشِ بریں گرشہِ دامنِ مدینہ  
 آحمید کے پھولوں سے عطر ہوئی دنیا  
 اللہ سے بہارِ چمنستانِ مدینہ  
 کیا دعوتِ حق عام ہے ہر فرد و بشر کو  
 پھیلا ہوا۔ کس شان سے ہے خوانِ مدینہ  
 کس دل سے بہت دور ہے اللہ کی رحمت  
 جس دل میں نہیں الفتِ سلطانِ مدینہ  
 ہر شکل میں ہے سلوکِ نابھِ تجلی  
 آتا ہے نظرِ درخشانِ مدینہ  
 ہے قدرتِ حق تابعِ درینِ محمد  
 کونین کے سلطان ہیں سلطانِ مدینہ  
 خدا ان کو بھی سنتے ہیں ظفرِ عرشِ بریں پر  
 ہے آرزو کے سیرِ گلستانِ مدینہ

## عابد علی عابد

اب صریح التفات ہے ساقی کی چشمِ مست  
 اب شاملِ نشاط نہیں انگبین سے  
 اب پست تر ہے زمزمہ موت کی نوا  
 اب تیز تر ہے بہمنہ زندگی کی لے  
 اب آفتاب برجِ سعادت میں آگیا  
 اب ہو چکی بناطِ شبِ نامراد بے  
 اب بطوتِ پیمبرِ خاتم ہے جلوہ گر  
 اب مہِ زبانِ روم نہ فرماں روا بے رے  
 اب دیدہ ہمار میں ہے سرمہ غما  
 اب ہو رہی ہے باز شیشِ انوار بے بے  
 اب تاجدارِ سندِ بطنی کا ہے نظور  
 اور مصر و شام بہ اطرافِ روم و تبت  
 نہ سخن سرا نہ کسبھی بے نوا سبھی  
 نہ نہیں بیانِ عقیدت میں کوئی شے

# عسکری

تیری خاطر چھ شاہ دیدہ و دل فرشی راہ	اس تیری معلومت صلح جو تیری صفت
اگر تاحہ نگاہ منتظر ہیں ہر دماہ	لکھتے ہیں شش بہت اس جاں تیری سپاہ
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا
ناز میں کون مکان تاجدار اس جاں	تیرا قرآن ہے مثال تیرا ایمان مازوال
عرش تیرا آستان تیرا تیری جلوہ گاہ	تیری ذات باکمال شان وحدت کی گواہ
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا
شافع روز جزا منظر ذات خدا	ان کے وہ عالم قرا مالک ہر دوسرا
مجتبیٰ و مصطفیٰ اے مرے شاہیک شا	پھولوں سے اس پھرا پھر کبھی کانٹوں کے نباہ
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا
کیونکہ ہیں قریان ہم بھڑپے شاہ اُمم	دن بتاتے ہیں سنہ گند کے مکین
دشمنوں پر بھی کرم دوستوں پر بھی نگاہ	تیری فرقت میں کہیں آنے جلتے تک آد
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا
روبرو تیرے شہا ہر کیا ہے ناہ کیا	پھر ترے در پر عمر آگیت لوٹ کر
یہ بھی تیرا نقش پا یہ بھی تیری گزراہ	لے جمال منظر پھر ادھر کو لے گئے
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا



## عبد العزیز فطرت

جس کا نام اور نسب ہے پر نور  
 اس پہ ہر لمحہ وردِ ادا سلام  
 بسکہ ہے لغت کا مضمون مقصود  
 اے خوشا دادی شرب کی فضا  
 اور ہی نور سے عالم علم  
 اسی محبوبِ زماں کا ہے یہ گھر  
 اس کے فیضانِ نظر کے صدقے  
 چلے انسان کو بچا ہے شرف  
 جن کی پابوسی سے پا کر اعزاز  
 حسن کے روضے کی تجلی کے طفیل  
 انیسویں کی ہے  
 جس کا ہر بیار القب ہے پر نور  
 واہ کیا ماہِ حسیب ہے پر نور  
 میری ہر جنبش لب ہے پر نور  
 افقِ دشتِ حسیب ہے پر نور  
 دل ہی تنہا مرا کب ہے پر نور  
 ہر طرح جس کا نسب ہے پر نور  
 سب علم اور عرب ہے پر نور  
 زندگی جس کے سبب ہے پر نور  
 محفلِ انجیم شب ہے پر نور  
 صبحِ رنگین ہے شب ہے پر نور  
 وہ جس کی طلب ہے پر نور

فطرت اور لغت کی سعی  
 آج ایوانِ ادب ہے پر نور

# عشقی جے پوری

حیرت قرارِ قلب پریشاں تمہیں تو ہو  
 دریاں زخمِ سینہ سوزاں تمہیں تو ہو  
 جامِ نظر سے کھر خالق تسکین اضطراب  
 ہاں مسکے مرنے جینے کا سا ماں تمہیں تو ہو  
 ہر شے میں ہو نمایاں تمہارا ہی رنگِ نوح  
 ہر جگہ ہو میں جانِ بہاراں تمہیں تو ہو  
 دل اور نظر میں لاکھوں بہاریں ہیں ان دنوں  
 دل اور نظر میں مسکے خزاں تمہیں تو ہو  
 بھر کر رہا ہوں تازہ تجلی کا انتظار  
 اؤ کہ رونقِ دلِ دیراں تمہیں تو ہو  
 وابستہ تم سے ہے مری ہستی کا ہر ورق  
 میری کتابِ عشق کا عنوان تمہیں تو ہو  
 قرباں ہزار سوزِ دروں کی لطافتیں  
 مسکے دلِ تباہ کا ارماں تمہیں تو ہو  
 تم نے تلاطموں میں حلالِ حوصلے کیے  
 تاب و توانِ بازوئے لرزاں تمہیں تو ہو  
 وحشت میں کر رہا ہے جو غموں کی باریاں  
 عشقی کے ہر غم میں غزلیاں تمہیں تو ہو

## عسریز یادہ بنکوی

ہمارے آقا، حبیبِ داور، شفیعِ محشر، قسیمِ کوثر  
فضائے جلوت میں آ رہے ہیں حرمِ خلوت کے بن سار

فضائے کون و مرکاں شور ہوئے ارضِ سما معطر  
زے جمالِ رخِ محمد بہ نکبتِ گیسوئے معنبر  
فروغِ شمسِ ڈے زیبا کمالِ دلیلِ زلفِ پر خم  
نود صبحِ یقینِ تبسمِ حسینِ روشنِ حدیثِ کوثر

جلالِ آدمِ حجابِ مریمِ کمالِ عیسیٰ جمالِ یوسف  
بہ آں ہمہ حسنِ المقدم بہ ایں ہمہ حسنِ المواخر  
آرمِ بڑھائیں جو سوئے منزل تو نبضِ کوئینِ بحرِ آ  
اے حسنِ سبکِ خرامیِ ذشتہ کاتِ مقدّر

ہجومِ محشر میں کہہ سکا تو کہو گلے رحمتِ دو عالم  
اٹھا بھی دو اب نقابِ رخ سے بل بھی جان نظام  
عزیزِ قیہِ حیات میں بھی سکونِ جاہلِ پراہلِ غم کو  
کہ دں میں ہے اضطرابِ پیہم بہ رشتہِ رحمتِ پیہم

# عیش صہبائی

چشکیاں لیتی ہے دل میں ہر گھڑی یادِ رسولؐ  
 بن گئی ہے اب تو میری زندگی یادِ رسولؐ  
 دفنایہ دل مثالِ خنجرِ گل کھل اٹھا  
 جب دُورِ یاس و غم میں آگئی یادِ رسولؐ  
 بزمِ لطف و عیش تھی یا تختہ وارو رس  
 ہم کو ہر اک حال میں آتی رہی یادِ رسولؐ  
 کل بھی یہ چھائی ہوئی تھی میری بزمِ شوق پر  
 ادھ رگ رگ میں بسی ہے آج بھی یادِ رسولؐ  
 کیا کہوں اب میں کسی سے مدعاے زندگی  
 حبِ مری ہستی کا حاصل بن گئی یادِ رسولؐ  
 اس سے پہلے بزمِ ہستی کیا تھی اک ظلمت کدہ  
 دے گئی ہے شمعِ دل کو روشنی یادِ رسولؐ  
 پوچھتے پچھتے ہیں اب دنیا سے ہم اپنا پتہ  
 زندگی پر اس طرح کچھ چھا گئی یادِ رسولؐ  
 بارِ غم سے جب ہوا میں ماہِ فریادِ عیش  
 دے گئی دل کو مسکین سی یادِ رسولؐ



## عبدالرزاق سقید

بج تو حید کعبہ مرکز سنت ہے تو  
اب گاہِ نحر عالم آئیہ جنت ہے تو

نسطوت بغداد کو کہ تیرے آگے سرنگیں  
بعد کہے کے زمانے قبر سے با غفلت ہے تو

مرقد صدیق اکبر مدین فاروق ہے  
سکین اہل دنیا سرایہ جنت ہے تو

تیرے مرقد سے اہل کسم و الفتن آشکار  
آج دور پر فتن میں ماحی بدعت ہے تو

مسجد اطہر میں اہل کثرت آئیں کی  
شہادت ہے تکبیر کا تسبیح کی عشرت ہے تو

داد کی بطنی اسعید زار ہوں نہ تر ا  
صفیہ دنیا پہ جو ظاہر ہو وہ جنت ہے تو

## عزیز وارثی

اے فخرِ رسل ان دنوں دُشوار ہے جینا  
منجھ دھار میں ہے ابتری اُمت کا کُفینا

حیدر کی شجاعت دلِ مسلم کو عطا ہو  
محبوبِ خدا ماہِ عرب شاہِ مدینا

فاروق سے رہبر کی ضرورت ہے جہاں کو  
کچھ لوگ یہاں رکھتے ہیں اپنوں ہی سے کینا

خود اہلِ گستاہی گستاہ کے ہیں دشمن  
کچھ لوگ کا اسی غم میں یہاں ہوا گدہ کینا

ہر شخص یہاں آج ہے آلودہ عصبیاں  
ہر شخص کی اصلاح ہو سلطانِ مدینا

اس دل کو تمنا ہی نہیں لعلِ دگر کی  
جہاں ہے محمدؐ کی محبت کا خزینا

مشرَب ہی عزیزِ اِپنا زانے سے حُبِ داسے  
کہتے ہیں دربارِ گوہرِ اِپنا مدینا

## عامر عثمانی

بڑی شکل بیستہ حبیب لب پہ تیرا ذکر آتا ہے  
 اہل بڑتہ میں سوتے بکراں بہذب محبت کے  
 کبھی جی چاہتا ہو تیری حمد وی کے گن گاؤں  
 کبھی کہتا ہے دل زہد و دت سے دستہ کروں  
 کبھی ذکر کہاں دل نشیں پر جی چلتا ہے  
 کبھی قصہ شانا پہ پڑتا ہوں تیرے بچپن کا  
 کبھی جہت فرزا غزوات پھر جاتے ہیں انگوٹھیں  
 کبھی تیری صداقت و لولہ انگیز ہوتی ہے  
 کبھی تیرے کمال صبر و دل و جد کرتا ہے  
 کبھی تیری جفا کو شہ پہ آنکھیں بڑبلی ہیں  
 کبھی جلوئے اکبر دتے ہیں تیری ہمارا نوازی کے  
 سب رشکوں ہوتی ہے الفاظ و حافی میں  
 داغ دل میں اک خوابیدہ محشر جاگ جاتا ہے  
 ابھرتے ہیں خانے تیری صورت تیری سیرت کے  
 کبھی جی چاہتا ہو سادگی کا ذکر کر ڈالوں  
 کبھی کہتا ہو دل دریا دلی کا تذکرہ کروں  
 کبھی عہد رسالت شوق کے سانچے میں ملتا ہو  
 بہت سادہ بہت معصوم سنجیدہ لڑکپن کا  
 غنیمت و بدر کے درازات پھر جاتے ہیں آنکھوں میں  
 کبھی تیری روز داری غیر خیر ہوتی ہے  
 عین سادگی تیرے اسراف کا پرچم کھرات  
 تصویر سے ترسے فوٹو کے شعلیں چھڑکتی ہیں  
 پیو لڑائی ساراں بے سوا کی چہرہ ساری کے  
 میں بہ جاتا ہوں کہ غموت شادمان کی دلی میں

کہوں کیا کس طرح یہ فیصلہ مجھ سے نہیں ہوتا  
 خود اپنی آنکھوں کا بگڑیہ مجھ سے نہیں ہوتا

## فارغ بخاری

حضور اقدس زمانے بھر سے گئے تھے جو تیرگی مٹا کر  
 اسی بھیا نک فضا میں پھر رک گئی ہے یہ کاروان آکر  
 یہ زر کے بندے ترے دینوں پہ ناگ بنکر ڈٹے ہوئے ہیں  
 وہ خود کشی کر رہے ہیں مفلس حیات کا آسرا نہ پا کر  
 غریب اور بینوا کے اے دستگیر اندھیر ہو رہا ہے  
 کہ فخر کرتے ہیں تیرے درس عمل کی یہ دھجیاں ہارا کر  
 مذاق اڑاتے ہیں جو اخوت کا نام بھی آج نے رخصت ہو  
 یہ اپنی اغراض کے لئے بیچتے ہیں اسلام کو چھپا کر  
 جو نام لے حق کا اس کی گردن میں کفر کا طوق باندھتے ہیں  
 جو راستی پر چلے اُسے چھوڑتے ہیں مرغ نفس بنا کر  
 اسی قعدی کے روکنے کو جہاں میں بعثت ہوئی تھی تیری  
 اسی طرح لوٹتے ہیں پھر مٹلسوں کو سرمایہ دارا کر  
 میں کچھ ہوں تیرا ہی نام بیوا ہوں میری گردن نہ جھک سکیگی  
 میں تیرے در میں حیات کا ساتھ دوں گا ہر چیز کو ٹا کر



فریق گورکھپوری

الوارِ بے شمار معدود نہیں

رحمت کی شاہراہ سدود نہیں

معلوم ہے کچھ رقم کو محنت کا مقام

وہ اُمتِ اسلام میں معدود نہیں



## فخر الدین فخر کیا وہی

محبت کا اُن کی اثر دیکھتا ہوں  
 زمانہ میں ہر سو جہد دیکھتا ہوں  
 مدینہ جو آرام گاہ بنی ہے  
 پڑی جن کی نعین عرش بریں پر  
 فلک سرنگوں اُن کی عظمت کے آگے  
 درخشندہ تاروں کو ہفت آسماں کو  
 رہ مصطفیٰ کے سوا دوجہاں میں  
 اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا  
 بشر کیوں نہ اشرف ہو خلق خدا میں  
 اک اللہ کے بعد اُمّی لقب کو  
 کسی کانچھے اعتبار آئے کیونکر  
 طریقے جو ہیں اُن کی سنت سے ہر  
 کوئی ان کے دوسے جو منہ موڑتا ہے  
 جو ذرہ ہو دابستہ اُن کے قدم سے  
 خدا تو نہیں اور سب کچھ انھیں کو  
 میں اے فخر المخصوص دیکھتا ہوں  
 فزونی درد جگر دیکھتا ہوں  
 میں فیضانِ پیغامبر دیکھتا ہوں  
 اُسے نورِ قلب و نظر دیکھتا ہوں  
 میں اُن کا مدینہ میں گھر دیکھتا ہوں  
 فدا ان پہ سمس د قمر دیکھتا ہوں  
 شاربِ شبہ بحر و برد دیکھتا ہوں  
 ہر اک راہ کو پر خطر دیکھتا ہوں  
 انھیں باعثِ بحر و برد دیکھتا ہوں  
 حبیبِ خدا کو بشر دیکھتا ہوں  
 شہنشاہِ جنت و بشر دیکھتا ہوں  
 انھیں کو نقطہِ معتبر دیکھتا ہوں  
 ضلالت کا سب میں اثر دیکھتا ہوں  
 اُسے کو بہ کو در بہ در دیکھتا ہوں  
 اُسے فرش سے عرش پر دیکھتا ہوں  
 خدا تو نہیں اور سب کچھ انھیں کو  
 میں اے فخر المخصوص دیکھتا ہوں

## فضا ابن نفیسی

اے تیری بارگاہ میں جبریل سجدہ ریز  
اے تجھ سے خود زبان خدا و ندم کلام  
اے تیری بزم بوز و سلمان سے ہمکنار  
اے تیرے بے یقین بند وحی کے پیام

اے حاملِ رسالت محکم تجھے سلام

لائے کو دے کے ذوقِ جگر کاوی حیات  
کشتِ نعمت تو نے رازِ گستاں کیا ت فاش  
قریباں تری اداؤں کے دستِ خلیل بست  
آؤر کے آئینے کو کیا تو نے پاش پاش

اے استراحتِ شملہ و شہد تجھے سلام

زینبِ سائے کے دانش و دیں کے اصول نو  
سرابِ زندگی کو نسیاں بنا دیا  
ہادی کی روح تو نے ضمیر حیات میں  
انساں کو اصل معنوں میں نساں بنا دیا

تہذیبِ زندگانی آدم تجھے سلام

دونوں میں تیرے خرمِ عرفان کے خوشہ چین  
عقلِ اداسِ شناس و جنونِ زیان و سود  
رہشن ہے تیرے لورے یہ بزمِ شش جہات  
محکم ہے تیری ذات سے شیرازہ وجود

اے رازِ آفرینش عالم تجھے سلام

وہ نعمتِ تمام وہ روحانیت کی جاں  
قرآن تجھ کو لاکے دیا جس میں نے  
دونوں جہاں کو بخش دیا جلوہ دوام  
پیغام کیا دیا تجھے ربِ جلیل نے

دینِ مبیں کے منبرِ عظیم تجھے سلام

اسلام کے پیغمبرِ عظیم تجھے سلام

## فکری سُلطا پوری

نظر فکری گراں بار رسالت ہو تو کیا کہنا  
وہی جلوہ وہی صورت وہی گلیاں ہی نقشہ  
کبھی وہ اضغرابات نظر کا آدیں لمحہ  
کبھی طوٹ حرم ہوا اور قدم غزیرہ غزیرہ  
کبھی اشعار و سنی میں کبھی حروف و حکایت میں  
کبھی پر کیف نظر سے جبین شوق جبک جلے  
بہ ایں کیف بخت ہو کبھی تو خود فراموشی  
حقیقت و حقیقت پردہ دار و حقیقت پر  
پر تار بنی ہونا ہے چیز دیگر اس لیکن  
بند ہوں گے وہ محشر میں شفا ہو گئی ہے ہم  
جب ان کا اور ہمارا محشر ہی میں سامنا ہوگا  
ربخ قبلہ جہاں خود ہی بدل جلے پے سجدہ  
انہیں جلووں میں کھو جاؤں گی خندہ جاؤں

تصور ہی تصور میں زیارت ہو تو کیا کہنا  
بہ ایں دوری یہ قربت ہے جو قربت پہنکی کہنا  
عقد کے جب جہازوں سے زیارت ہو تو کیا کہنا  
کبھی روضے کی عبا لی پر تلاوت ہو تو کیا کہنا  
کبھی نظروں میں رونا و محبت ہو تو کیا کہنا  
کبھی محراب کعبہ میں عبادت ہو تو کیا کہنا  
کبھی اپنے گناہوں سے ندامت ہو تو کیا کہنا  
مجازی شکل و صورت میں حقیقت ہو تو کیا کہنا  
عسلا این بنیائے بھی محبت ہو تو کیا کہنا  
تخیل میں جو یہ نازک حکایت ہو تو کیا کہنا  
قیامت کیا قیامت و رقیامت ہو تو کیا کہنا  
جبین شوق ایسی جا و بیت ہو تو کیا کہنا  
کبھی یوں بارش الوار رحمت ہو تو کیا کہنا

کبھی کے نام نامی سے کسی کی ذاتِ اقدس سے  
اگر فکری شریعت ہی شہادت ہو تو کیا کہنا



## فوقِ حَیَاحی

رشکِ جنتِ دیارِ مدینہ  
 روح میں تازگی آگئی ہے  
 کعبہ پاک عالم ہے دل کا  
 چوم کر کیوں نہ پلکیں پہ رکھ لیں  
 الشرا اللہ بہارِ مدینہ  
 سن کے ذکر بہارِ مدینہ  
 جانِ عالم دیارِ مدینہ  
 گل سے بہتر ہیں بخارِ مدینہ  
 جہم بھی ہیں بے قرارِ مدینہ  
 میہمانِ دیارِ مدینہ  
 رہبر و رہگذارِ مدینہ  
 حسن کا گھر دیارِ مدینہ  
 عظمتِ تاجدارِ مدینہ  
 اور ہمیں رہ گزارِ مدینہ  
 شیخ صاحب کو جنتِ مبارک

سرمہ دیدارِ جان و دل ہے  
 فوقِ گرد و عبادِ مدینہ

## قتلِ شفا

شکستِ سلطنتِ اہتمام کی ضرورت ہے  
 ہر ایک دور کو اس نظام کی ضرورت ہے  
 شبِ سیاہ سے اور زلزلے کا نجات خیال  
 اسے چراغِ سرِ شام کی ضرورت ہے  
 بلالِ بنِ رباح سے جس کا ایک غلام  
 بیمار سے دل کو اس الزام کی ضرورت ہے  
 جہاں جہاز پہ بھی، نفِ نیت پہ خطرے ہیں  
 وہاں وہاں ترے نظام کی ضرورت ہے  
 بستی، دوک سے پس پس کے بہتے جانے کہیں  
 شربِ حق کو اک حربہ نام کی ضرورت ہے  
 محض بتانِ سیاست کا پیار سے ڈر  
 اب ان لبوں کو ترے نام کی ضرورت ہے  
 کریں گے ضابطہ فقرِ کبر سے ہم راہ کی  
 نظامِ زر کو اب آرام کی ضرورت ہے

## قاضی اطہر مبارکپوری

سلام اس ذات پر جس کا لقب ہے خزانہ  
سلام اس ذات پر جو باعثِ نجاتِ عالم ہے  
سلام اس ذات پر جس کا تبسمِ روضہ میخانہ  
سلام اس ذات پر جس کی ادا صبحِ حنیفانہ  
سلام اس ذات پر جس کی عبادتِ فخر کنعانہ  
سلام اس ذات پر آئی جو سنکر کفر سبجانی

سلام اس ذات پر جس نے عبادت کی غلطی پر

سلام اس ذات پر جس نے دعائیں میں خطاوں پر

سلام اس پر جو چمکا کفر کی کالی گٹھاؤں میں  
سلام اس پر جو اکھا ماتھ میں تیشِ روم لیکر  
سلام اس پر جو جلوہ گر ہوا دشمنِ حبیب ہو کر  
سلام اس پر جو سویا بھی تو حالِ قوم پرہیزگر  
سلام اس پر جو دیتا ہے فقیروں کو کھٹی دارائی  
سلام اس پر جو غنیمت بن گیا روتی ہفتادوں میں  
سلام اس پر جو آریا ساتھ بارانِ کرم لے کر  
سلام اس پر جو آیا رحمتِ اعلیٰ میں ہو کر  
سلام اس پر جو راتیں کاٹ دیتا خاک پر ہو کر  
سلام اس پر جو دیتا ہے مریضوں کو سیحانی

سلام اس پر جو ہے شمعِ ہزارِ سبحانی

سلام اس پر جو ہے تھیوتِ حق فیضِ بانی

## قادر صدیقی

خردہ اسے نفع بشر خیر البشر کی روشنی  
 جس کی ذات پاک حیرت افروز کون مکان  
 جس کا ہر غم غم غل حین غل کا آئینہ  
 جس کی ایک ایک بات ہے صدق و آقا کا بھرم  
 جس کے گیسو کی سیاہی اک شب خیر نشان  
 صورت زیبا سے جس کی جلوہ ماہ تبسین  
 جس کی اک کئی پہر عجب قیصر و کسری شاد  
 جس کی تشریف آوری ستر سر عرش بریں  
 جس کے انوار یقین سے کسب ایمان و یقین  
 الشرائع شریعہ و معبود کار لبط عسزین

قادر اس ذات گرامی پر ہر لمحہ سلام  
 جس کا ذکر پاک ہے قلب نظر کی روشنی



## قمر حلا آبادی

یہ بزمِ ماہِ دایمِ انساں کی رہ گز رہے  
 جو آسماں سے گزرا ایسا بھی اک تر رہے  
 ذاتِ بنی کا صدقہ دنیا کے بھر دے رہے  
 مفہوم میں بہت سے اور بات مختصر ہے  
 اے رحمتوں کے بانی چشمِ کرمِ ادا دھر بھی  
 یہ گردشِ زمانہ مدت کے میرے سر ہے  
 عکسِ رخِ بنی سے ہیں دو جہاں منور  
 کچھ روشنی ادا دھر ہے کچھ روشنی ادا دھر ہے  
 شدے چشمِ رحمت یوں چشمِ لطف اٹھتی  
 ہر ایک نے یہ سمجھا میری طرف نظر ہے  
 بیتاب ہو رہے ہیں سجدے قدم قدم پر  
 اے بخودی بتانا یہ کس کی رہ گز رہے  
 اظہارِ مدعا بھی تو این سے ہے کرم کی  
 جو کچھ ہیں چاہتا ہوں اُس کی انہیں خبر ہے  
 طیبے راستوں میں تنہائیوں کا غم کیا  
 جب رحمتِ الہی خود میری ہم سفر ہے  
 اے رحمتِ دو عالم کچھ اس طرف توجہ  
 کہ میں قمر بھی محتاجِ یک نظر ہے

## کَلِمَہٗ اَحْمَدُ بَارِئِی

نورِ خدا ہو نورِ منور تمہیں تو ہو  
 وہ کون ہے جو بات کرے پیار و الجلال  
 ہم کو ہے ناز جس کے کرم پر وہ آپ ہی  
 اہم کرم تمہارے کرم کا ظہور ہے  
 اللہ اور اُس کی بسملی کائنات نے  
 رحمت کنیز جس کی ہے وہ آپ ہی تو ہیں  
 تم سادو لیر کون ہے یہ ابنِ حشر میں  
 تم بھی کریم اور خدا بھی کریم ہے  
 وہ ناز میں کہ جس پہ خدا غور ہے شیفہ  
 ان ہاں خدا کے نور کا منظر تمہیں تو ہو  
 پیغمبروں میں شافعِ محشر تمہیں تو ہو  
 ہم عاصیوں کے مونس رہ رہ تمہیں تو ہو  
 دریائے جود و فیض کے گہر تمہیں تو ہو  
 دل دیدار ہے جس کے وہ دلبر تمہیں تو ہو  
 جنتِ خدا ہے جس کے قدم تمہیں تو ہو  
 ہم عاصیوں کی فتح کے قہر تمہیں تو ہو  
 ان دو کرم کے معنی و منظر تمہیں تو ہو  
 وہ دلبری کہ دلبرِ داد و رہ تمہیں تو ہو

اب کس کے پاس جائے کَلِمَہٗ آپ کا بتاد  
 مختار کل ہو مالک کو تر تمہیں تو ہو

## کیفِ نوئی

آمدِ سید عالم ہے یہاں آج کی رات  
 بے شک نے تو میں سلف بن جہاں آج کی رات  
 جلوہ گر ہونے کو میں کونج مکان آج کی رات  
 نورِ حق ہو تلک ہے پردے سے مہیاں آج کی رات  
 جن کی آمد کا رسولوں میں ازل سے غل تھا  
 آؤ لو کہ وہ آتے ہیں یہاں آج کی رات  
 جن پہ موقوف نقاح گوئی کا ظاہر ہونا  
 بنکے آتے ہیں وہ خالق کی زباں آج کی رات  
 سرِ حق ذات ہے جن کی وہ یہاں آئے ہیں  
 سب پہ کھل جائیں گے اسرارِ نہاں آج کی رات  
 دونوں عالم جو ہیں سرگرم و رداد و رسلا م  
 کون آسمان ہے؟ شبہ کون درمکان آج کی رات  
 کیفِ ہونے کو ہے اس رحمتِ عالم کا نزول  
 صاف گزرنے کو ہے بخشش کا نشان آج کی رات

## کرشن بہاری خود لکھنوی

آتے ہیں نئی جہات میں نئی بستر پہ شکن پڑتی ہی نہیں  
 کٹ جاتی ہے جب معراج کی شب عالم میں سویرا ہوتا ہے  
 وہ نور خدا کا ٹکڑا تھا کس طرح بھٹکا ہوتا سایہ  
 مٹی سے بنایا جاتا ہے جس جسم میں سایہ ہوتا ہے  
 گلزار محسوس کیا کہنا، بازارِ مدینہ کیا کہنا  
 ایمان کے سکے چلتے ہیں فردوس کا سودا ہوتا ہے  
 یہ ربطِ نبوت اور وحدت ہر حال میں یکساں رہتا ہو  
 جھکتی ہے جبینِ کعبہ کی طرف اذدِ دل میں مدینہ ہوتا ہو  
 ہو جاتی ہے شب دینا بھر میں لہرتے ہیں جب گیسوئے نئی  
 جب کپھوتی ہیں رخ سے کریم عالم میں سویرا ہوتا ہے  
 یہ عجیب سے دل گر پاک نہیں دیدارِ نبیؐ ناممکن ہے  
 ہو جاتا ہے جب دل آئینہ آئینہ میں جلو ا ہوتا ہے  
 اک تجرِبۂ ذاتی ہے مرا، اب اس کو دعا کیجئے کہ دوا  
 جو یادِ نبیؐ کو کرتا ہے بیمار وہا چھتا ہوتا ہے  
 وہ خود کی نظریں ہوتی ہیں گنبد سے جو ٹکرا جاتی ہیں  
 مل جاتا ہے جو چوکھٹ سے تری وہ نور کا سجھتا ہوتا ہے



## کوثر حبائسی

عالم بقیں کا شیر گزٹاں سے زہل کے دیکھ

جنت جو دیکھنا ہے مرنے میں چل کے دیکھ

مثل نہیں جو گنہ پر خطری ہو رو برو۔۔۔

ایک روز جذبِ شوق کے ساتھ پہاڑِ عقل کے دیکھ

مکن سہہ کھینچنے سے کوئی توجہ کر دیکھ

اسے اشرک آج میری مقررہ پہاڑی کے دیکھ

تری نگاہِ شوق پر اتمامِ آرزو حسبِ اس کے

یہ سجادہ گنگاہِ مستطعمون ہے سنہجڑ کے دیکھ

یتای رسول میں تک رہ سکتے اگر

اپنی نظر کو میری نظریات بدل سے دیکھ

عنائیاں میں کتنی رسالت کے فیض سے

آئینہ خیال ہیں بتور منزل کے دیکھ

تمی ہے سودِ عشقِ نبی میں حسبِ اس کے

کچھ روز مثلِ شمعِ جدائی میں جل کے دیکھ

## گوہر دہلوی

ہو سلام آپ پہ اے عرش کے جانے والے  
خلق پر دولت کو نین لٹانے والے  
جلوہ نورِ خدا دیکھ کے آنے والے  
ختم و آغازِ نبوت کے خزانے والے

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جہاہ سلام

اُم ہانی کے مکاں میں شہِ دالائے حکمیں  
چرخ سے بارشِ انوارِ پوی تا بہ میں  
لائے پیغامِ خدا عرش سے جبریل میں  
سچی جبریل سے بیدار ہوئے سرورِ دین

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جہاہ سلام

خلد سے روح امیں لائے سواری کو براق  
آپ کے مسجدِ اقصیٰ میں نبیؐ کے شوق  
قلب پر نور تھا اس وقت غمِ شوق  
عازمِ عرش یہاں سے ہوئے شاہِ آفاق

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جہاہ سلام

عرش تک جلوہ کہ جس کے جانے کیلئے  
خیرِ مقدم کو پیغمبرِ درگزر دوں پہ لے  
صوتِ جبریلؑ پہ فوراً درِ اقلات کھلے  
دو لوں جانے کے سلام کے ادا لفظ ہو

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جہاہ سلام

رکھ گئے منزلِ سدرہ پہ جنابِ جبریلؑ  
عزیزِ جبریلؑ نے کی شہ سے بغیرِ تارِ دل  
ہو گئی ختمِ براقِ نبویؐ کی تعبیل  
لو سلام اپنے فدائی کا اے ابنِ خلیلؑ

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جہاہ سلام

## موتی صدیقی لکھنوی

سناؤں ہم نفس آتجھ کو افسانہ محمد کا  
 زمیں سند، مگر پر دانہ کھی کسری و قیصر  
 یہاں کی سرخوشی پر طور کی بیوشیاں ملتی  
 پلٹ دی جس نے کایا اک نظر میں بہشتی کی  
 نظر آئے جو شمعِ روضہ انوار آنکھوں کو  
 نہ آسوا کچھ کے تھمتے ڈھتی ہو تڑپ دل کی  
 قسم کھاتے ہیں بل ہوش حبس کی عقلِ ذہنی کی  
 عرب کا ذرہ ذرہ آج تک سارِ روضہ ہو  
 الہی اپنی اس بے مانگی پر شرم آتی ہے  
 محبتِ خونِ روتی ہو تمنا تمللاتی ہے  
 پیے دو گھوٹ جس اٹھ گئے کو فین کے پرے

کہاں ہیں تشنہ عرفاں صلا کے عام ہو موتی  
 ابھی تک بزم میں قصاں ہے بیماں محمد کا

کہ میں ہوں رذرا ذل ہی سے دیوانہ محمد کا  
 تعالٰیٰ شر یہ تھا فقرِ شادانہ محمد کا  
 یہ بیخانہ ہے اے موسیٰ مردہ میخانہ محمد کا  
 کوئی اعجاز تھا یا عزمِ مردانہ محمد کا  
 لپک کر دے وہیں پر جان پر دانہ محمد کا  
 سُناتے جب کہ ان کالوں نے افسانہ محمد کا  
 خدا شاہد وہ فرزانہ ہے دیوانہ محمد کا  
 کبھی گردش میں آیا تھا جو بیماں محمد کا  
 کہ جانِ زار بھی ہے کوئی نذرانہ محمد کا  
 تڑپتا ہے جدائی میں جو دیوانہ محمد کا  
 یہ کس مہربا سے تھا لبریز بیماں محمد کا

## ماہر القادری

جس کا شائق ہو خود عرش میں آج کی رات  
 آنکھ میں عرض تمنا کی جھلک لب پہ رُو  
 سائے نبیوں کے ہیں جھوٹ میں نبی آخر  
 نوز کی گرد اڑاتا ہوا پہنچا جو مُراق  
 اک مقام آیا کہ جبریل کا بھی سا چھٹا  
 صاحب آیہ لولاک کی پہنچل سن کر  
 عالم قدس کے اسرار کوئی کیا جلنے  
 قات تو سین تو ہو قرب کی پہلی منزل  
 ایک ہی سلج پہ ہے مرتبہ غیب و شہود  
 ہوش و ادراک کی تکمیل ہوئی جاتی ہے  
 یہ فضا اور یہ معراج مگر اس پر بھی  
 مسکرائے جو نبی دیکھ کے جنت کی طرف  
 دہ کی زنجیر بھی جنبش میں ہو بستری ہو گرم  
 او کبھی ہم کو فراموش نہ کرنے والے  
 روح ماہر بھی ہے موجود ہیں آج کی رات

اُمّ ہانی کے وہ گھوڑے ہو کیس آج کی رات  
 آئے اسی شان سے جبریل میں آج کی رات  
 قابل دید ہے اقصیٰ کی زیر آج کی رات  
 رہ گزر بن گئی تاروں کی جس آج کی رات  
 وہ ہیں اور سلسلہ نور میں آج کی رات  
 سجدہ شکر میں عرش بریں آج کی رات  
 وہ ہی وہ ہیں زماں ہر نہ زمین آج کی رات  
 بندہ اللہ سے اتنا ہو قرین آج کی رات  
 اٹھ گئے سارے حجابات جس آج کی رات  
 اپنی معراج پہ ہیں علم و یقیں آج کی رات  
 اپنی اُمت کو نہ بھولے شہیں آج کی رات  
 اور بھی ہو گئی نزدک جس آج کی رات  
 رک گئی گردنِ فلاح و ز میں آج کی رات



مائی ججالیسی

مراد دل وہ نورِ جادہ مدح پیمبر ہے  
 وہ منزلِ وجودِ ثانی جو حدِ امکان سے باہر ہے  
 کہوں کیوں کر کہ اوجِ آسمان بظما کا ہے سر ہے  
 مدینہ سجدہ گاہِ آفتابِ ماہِ راختہ ہے  
 جیسے حق قصود میں تری کفیش مظہر ہے  
 داغِ شاعر مجز بیاں عرشِ بریں پر ہے  
 خوشامستی کہے کیفِ مسلسلِ زندگی ہمیں سیری  
 بے عشق بنی گئے اور مسکیرِ دل کا غم ہے  
 کہاں امکان تری توصیفِ عمدہ برآئی کا  
 ثنائے مختصر یہ ہے کہ تو مدوحِ داور ہے  
 مسلسلِ اشکِ جاری ہیں غمِ عشق پیمبر میں  
 یہ آنکھیں ہیں مری یا منظرِ تسنیم و کوثر ہے  
 کہاں کا وعدہ فردا مری جنت ہے دنیا میں  
 رسولِ حق کا روضہ روضہ عنوان سے بہتر ہے  
 تجھ سے اولِ مخلوقِ حادث کس طرح کھدو  
 قدم تیرا مشہر کوئین سرحدِ قدم پر ہے  
 نبی کی مدح میں پہلے ہوئی رطب اللسان قدرت  
 ہماری مدح سے مائی مگر قندِ مکرر ہے

## مستود اختر جمال

جاں بلب سوزِ مذہب سے تراشیدائی ہو  
 اے رسولِ عربی فخرِ جہاں تازی بشر  
 از ازل تا بہ ابہ سلسلہ نور ترا  
 فردِ آزاد ہے پابندِ جماعت ہو کر  
 ہمد تا کحد تری عمر کا لمحہ لمحہ  
 تیری ہر سانس میں ہے بختِ گلزارِ جینا  
 مر کے جینے کی ادا پائے اباب و فنا  
 کھینچ کر وقت کی زنجیر دکھایا تو نے  
 اک قدم تیرے لیے فاصلہ کون رکھا  
 بے پناہوں کو دیا تو نے پناہِ ایماں  
 ہمسر ہر درخشاں ہے جہاں ہر ذرہ  
 حریتِ عدل و مساوات کی بنیادوں پر  
 المدد اے شہِ کونین و شہنشاہِ اُمم  
 زرِ پرستی کا فسوں زرقہ پرستی کا جنوں

عقل ہے لرزہ بر اندامِ خدا خیر کرے  
 ہوت و ہم ہے اسلامِ خدا خیر کرے

اے سیمائے زماں وقتِ سیمائی ہے  
 اے کہ نسب سے تری عشق کی گیرائی ہے  
 فرشِ بنا عرشِ تری ملکوتِ آرائی ہے  
 رزمِ تا بزمِ ہی بختِ دانائی ہے  
 ہمہ ایشا و ہمہ ذوقِ پیرائی ہے  
 ہر نظر مرکزِ صد جلوہ سینائی ہے  
 عمر جاوید ترا را ز سیمائی ہے  
 روح صدیوں کی بس اک پل میں آئی ہے  
 ایک ہی جست میں طے گنبدِ مینائی ہے  
 بیکسوں نے ترے امن میں امان پائی ہے  
 نقشِ پاسے ترے منزلِ نظر آئی ہے  
 ہر نفس تو نے ہدایت ہی فرمائی ہے  
 کھڑے کھڑے مرادِ امانِ شکیں آئی ہے  
 نوعِ انساں کے لیے باعثِ ہوائی ہے

# مسلم بنارسی

لئے پھرتا ہوں دل میں الفبت محبوبِ یزدانی  
مری دنیا بھی نوزانی مری عقبی بھی نوزانی

وہ چینی ہو کہ ہندی ہو وہ رومی ہو کہ یونانی  
جلادی تو نے سب کی بزم میں اک شمع نوزانی

کلام ایسا کہ ہر ہر لفظ سے تفسیر قرآنی  
زباں ایسی کہ سب پر کھل گئے اسرارِ مہمانی

عطا انسان کو تو نے کیا وہ حسنِ انسانی  
کہ آتاؤں نے کی اپنے غلاموں کی شتربانی

اگر تیری نظر ہو جائے اے محبوبِ یزدانی  
کریں طوفان کی موجیں بھی کشتی کی بچھبانی

لٹادی کس نے آکر جلوۂ وحدت کی تابانی

قر پر خندہ زن ہے اب گھنگاڑوں کی مہشانی  
نیا زونا ز کی مسلم کوئی دیکھے گلِ افشانی  
محبت آپ کی رکھی گئی ہے شرطِ ایمانی

## محبت لاکھوائی

روضہ قرآن مجید محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 سہلے تو محراب حرم ہوا اور پھیلے تو باب حرم ہے  
 سینے اب اک خواجہ کا تھمہ سیری تندرہاں نے دکھا  
 ختم ہوئی وہ خون کی ہولی جنگ کی بڑائی مٹا  
 اگلے کے شیطان کا نرسکے میں خوشی سائے ہانسیکے ہیں  
 دنیا کی تعمیر کا نقشہ انساں کی توقیر کا نقشہ  
 انساں دسہ پر بھاری شیطانی تشویر پر بھاری  
 ہونے لگا اسلام کا چرچا نظر کے پیغام کا جا  
 اس کی راہوں کو راہی بھٹکے ہوئے تھے چاکھے ہیں  
 سر ہوئی نرود کی آتش ہونے لگی حریت کی بارش  
 کعبہ ایماں کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 حسن روح ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 دنیا ہے اور کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 نکمے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 سب کا رخ سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 جلوہ حسن روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 نقش نگار کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 دنیا پلٹی سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 اس کی خوبے خوشے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 آج نہیں کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یایہ صدقین جہان فرحت دل ہے راحت جاں ہے  
 خوشبوئے کیوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم



میر عثمان غسلی خساں  
(سابق نظامِ مدائن)

عرش پر خلق کا ستراج ہے آج  
واہ کیا خوب یہ عسراج ہے آج

دیکھو مستشاهِ مدنیؒ کا جساہ  
سر پہ رحمت کا عجب تلج ہے آج

لیلتہ القدر جسے کہتے ہیں  
مرحبا وصلِ علیؑ آج ہے آج

کس پیمبر کو ملا یہ رتبہ  
دونوں عالم میں ترا راج ہے آج  
عرض کر یہ شہِ دیں سے عثمانؓ  
آپ کے ہاتھ مری لاج ہے آج

## مختصر سعیدی

اسے زہے مرتبہ شانِ رسولِ عربیؐ  
 دیکھ سکتی ہے نظرِ جلوہٴ عرفانِ خدا  
 دونوں عالم نے کیا کسبِ عبادت ان سے  
 چھوڑنے آزدی سے دولتِ دارین اے دل  
 بندگی میں بھی وہ آزادگی انسان کے امیں  
 ان کے مرہونِ کرم ہم سے گنہگار بھی ہیں  
 کج کلامی پہ سرفراز شہنشاہوں کی  
 ہم کو خورشیدِ قیامت کا نہیں ڈک کوئی  
 وہی فرماتے تھے جو حکم خدا ہوتا تھا  
 دولتیں کوٹ رکھاں کی ہیں انھیں کو تو نصیب  
 سرور ہے جس میں ہو سودا محبت ان کا

خود خدا بھی ہے ثنا خوانِ رسولِ عربیؐ  
 دل کو ہو جائے جو عرفانِ رسولِ عربیؐ  
 دونوں عالم پہ ہے احسانِ رسولِ عربیؐ  
 تمام ملے کوشش دامنِ رسولِ عربیؐ  
 کس نے دیکھے ہیں غلامانِ رسولِ عربیؐ  
 کس قدر حامی ہی فیضانِ رسولِ عربیؐ  
 مسکراتے ہیں گدایانِ رسولِ عربیؐ  
 ہم پہ ہے سایہٴ دامنِ رسولِ عربیؐ  
 حق کا فرمان ہے فرمانِ رسولِ عربیؐ  
 وہ جو ہیں بے سراسر دامنِ رسولِ عربیؐ  
 دل وہ ہے جس میں ہے ارمانِ رسولِ عربیؐ

سادہ لفظوں میں ہے انہما حقیقتِ مختور  
 کب سے شعر میں شایانِ رسولِ عربیؐ

## مُسْتَبِینِ لِحُکْمَنی

آخری بزمِ ہباں میں دورِ جامِ آہی گئی  
ساقی کوثر کے ہاتھوں میں نظامِ آہی گئی

ذَرّہ ذَرّہ جگمگا اٹھا فضا سے دہس کا

پھر عالمِ کتاب جب بالائے بامِ آہی گئی

ذاتِ وحدت کو ہوا عینی شہادت کا خیال !

عرشِ اعظم سے نبوت کو پیامِ آہی گئی

قرب تھا تو سین سے بھی کم حسریم ناز میں

ایک ایسا بھی شبِ اسری مقامِ آہی گئی

فضلِ حق سے وہ مقامِ حمد پر فائز ہوئے

ردِ نحرِ حکم با صد اہتمامِ آہی گئی !

جس پہ واجبِ صلوٰۃ اور جس پہ لازمِ درود

جذبہ بے اختیاری میں وہ نامِ آہی گئی

ہے یہ توفیقِ انبلی یا جذبِ بارق اے مستبین

رفنہ رفته دل میں توفیقِ احترامِ آہی گئی

## مَحْمُودِ ثانی عیسیٰ

کسا وہ جو پیرِ فرد پیدا ہوا سارے عالم میں پھیلی ہے اس کی دنیا  
گنگنا نے لگے ہیں یہ ارض و سما آگیا جان کون دسکان آگیا

یکتہ باں کہہ ٹھٹھے رات دن صبح و شام  
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

مجرہ جس کا ادنیٰ تھا شق القمر جس کی آمد جہاں میں نسیمِ سحر  
اُس کی آمد نہ ہوتی جہاں میں اگر ٹھوکر میں کھاتی انسانیت در بدر

لے کے آیا محبت کا دلکش پیام  
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

وہ بہارا بنی خاتم المرسلین دونوں عالم ہوئے جس کے زیرِ بنگیں  
ذات ایسی ملے گی بتاؤ کہیں؟ جس پہ تسرباں تھے آسمان و زمین

زندگی بھر پلا یا محبت کا جام  
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

جن کی کوشش سے بادِ بہاری چلی جس سے ہر شاخ گلشن کی پھولی پھولی  
وہ ابو بکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ تھکی اسلام کی ان سے ہر تر کالی

ان سبھوں کا بنی ان سبھوں کا امام  
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

ناظرؓ پیاری مٹی حسینؓ و حسنؓ پارہٴ دل حشر گوشہ جز و بدن  
جن سے آراستہ ہے نبیؐ کا چہن ہیں جن کے گل و لالہ دسترن  
قابلِ رشک جس کے صحابہؓ کرام اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام



## مستیر بکھو چھوری

توصیف ہو کیا خامہ کو تاہ اس کم  
 بیدار ہوں جب روز جزا خواہ عیدم سے  
 عصیاں کے سوا کیا ہو مری فردعل میں  
 پنجی ہیں سر پر حشر خمال سے نگاہیں  
 ٹھوکر میں تری تاج سر نیر و کسری  
 اعجاز کلم نے کیا نسیج بالآخر  
 منزل کے ہیں جیسے تے نقض کتب پامیں  
 جو دالہ و شبہ ہے شہنشاہ زمیں کا  
 اب تاب تے بھر کہاں لے شہ والہ  
 جلتا ہے سر شام سے فرقت میں تھاری

تکمیل شننا جب نہ ہوئی لوح و قلم سے  
 مجرورم نہ رکھ سائیہ الطاف کرم سے  
 اُمید شفا عسک ترے حسن و کرم سے  
 اُمید نوازش ہے شہنشاہ اہل کرم سے  
 جہشید بھی لرزے میں ترے بیاہ و چشم سے  
 وہ مہر کے جو سر نہ ہوئے تیغ و دم سے  
 عباد وہے مہیں ترے آثارِ اہم سے  
 ہنواں سے غرضل سرکے نہ کچھ باغ اہم سے  
 ثابت نہیں جب شیشہ دل ضرب الم سے  
 دل میرا عبارت ہے چراغ شعیب سے

پہنچوں جو قدر سے شیراز کے میں در تک  
 حامل ہو مفر کشمکش دیر و حیرم سے

سعود حسن مستود  
 عظیم پوری

ترا فیض ہے فیض عام اللہ اللہ  
 کرم کو ہے شیکر دوام اللہ اللہ  
 ہے دل میں ترا احترام اللہ اللہ  
 درود اللہ اللہ سلام اللہ اللہ  
 کلیم آپ لائے نہ تاب تجلی  
 محنت ہوئے ہم کلام اللہ اللہ  
 ترے لب کا ہر لفظ قسریں ناطق  
 اور اسلام تیرا پیام اللہ اللہ  
 خدا جاننا ہے کہ معراج کی شب  
 ہوا عرش تیرا مقام اللہ اللہ  
 سیما صفت زندگی بخشے ہیں  
 غلاموں کو ترے غلام اللہ اللہ  
 یہ ادنیٰ کرشمہ تھا تیری نظر کا  
 کہ بچتے ہو یہ دین خام اللہ اللہ  
 وہی دل ہے آئینہ خانہ کہ حسن میں  
 ہے وردِ رباں صبح و شام اللہ اللہ  
 خدا لیل اسری ہے مستود آئی  
 محنت ہوئے شاد کام اللہ اللہ

## نیاز فتح پوری

لفظِ اسلام کا بھی مفہوم تھا یکسر عمل  
نشرِ حق اک فعل تھا استغنیٰ بانگِ دل  
تو تہ عزم دارادہ اس کی تھی غرضِ دل  
جب ہوئے اسلام میں تحلیل یوں مدلل  
بات یہ تھی دیکھ کر ہاں جسے حیران تھا  
ورنہ یوں تو ابنِ عبد اللہ بھی اک انسان تھا  
کیوں عرب کی وادیاں لبریز جلوہ ہو گئیں  
دہ عرب کی خوشیں دیرانیاں کیا ہو گئیں  
تو تہ مانوقِ نظرت کا یہ جلوہ تو نہ تھا  
اک انسان تھا حمد بھی فرشتہ تو نہ تھا  
وہ یتیم بے نوا تھا علی سے برکات نہ تھا  
اس کی آوازِ حزن و اندک کا نغمہ نہ تھا  
صاحبِ جاہِ سلیمان یتیم نہ تھا  
کچھ زباں میں اس کی انہوں ہم جیسی نہ تھا  
بات میں اس کے نقطہ اک نسخہ قرآن تھا  
دل میں لیکن جوصلہ تھا عزم تھا ایمان تھا

## نیرداسلی

بخش دے مجھ کو خیم بادۂ ناب لے سانی  
 بھیک دینا بد تقیریں کو ڈا ب لے سانی  
 نشہ و کیف کے سجانے لٹا بنا آجا  
 آدکھا مصحفِ خسار کی آیات بہار  
 بھر اک الجشت سے ہمتا کے ٹوٹے کرے  
 تو اگر خاک کو چاہے تو بنا دے اکیر  
 مصحف دین براہیم ہیں خم شدہ مٹکوش  
 کے اک اک نے سنا یا ترا افانہ حسن  
 قاتلے سین کا غل فرش سے تا عرش ہوا  
 فوہن لالہ گلستاں پہ نہ آئی تھی بہار  
 لوگ کہتے ہیں خیم بادۂ رنگیں خالی!  
 دلِ نازک سے طوفانِ حوادث کی نگاہ  
 اب وہ گل نہ وہ گلشنِ دہ رقص لب جو  
 میری نیندوں پہ چھایا تھا بہار کی طرح  
 تیری جوت کے سمنہ میں طوفاں لے آئے

منتظرِ ختمِ جہاں ہے کہ بھرا ٹھٹھے شاپہ  
 طرہ کھسکے رحمت کا سما ب لے سانی

کون لے گا ترے نعل کا حساب لے سانی  
 لا الٹ دے مرے کاسے میں شراب لے سانی  
 کہ ترا سانی کو ترے خطا لے سانی  
 تاج کے گنبدِ خضر میں حجاب لے سانی  
 پھراٹھا زلف کا چہرے نقاب لے سانی  
 ہے ترے پاس حکمت کی کتاب لے سانی  
 بیخ بدشمن ہے تران کا جواب لے سانی  
 ختم ہیں تجھ پہ ہوا عشق کا باب لے سانی  
 جھک گئی تو سن گریوں کی رکاب لے سانی  
 تو نے بخشا گل لالہ کو شبا لے سانی  
 میری مستی تری آنکھوں کی شراب لے سانی  
 موج کے ہاتھ میں ہو جامِ حساب لے سانی  
 ہر طرہ سے خارج ہیں درختِ سراب لے سانی  
 آج آنکھوں سے گریزاں وہ خواب لے سانی  
 لے کلا یا ہوں میں ختم پر آب لے سانی



## نشور و احدی

ذکر اس کا ہے اور با چشم پر خم      نازاں ہے جس پر تار پچ آدم  
ایمانی مطلق ارشاد محکم      نور تبسم حبان دو عالم  
روح ہدایت احمد بنائے

بشر مقام بظہا خواہے

مکھبر ہے جسے ہستی کا تارا      طراناں بخت ہے عالم ہی سارا  
بے سود کشتی جھوٹا کتنا را      ختم رسل کا سب کو سہارا  
کہنہ گلیے تازہ پیاسے

ذات رفیع مقامے بہاے

موتا نہیں مگر فیض استی      دنیا اجڑ کر شاید نہ بستی  
خل نہی سے مستی و ہستی      جس نے منائی ہل پرستی

متاب دستے خورشید باہے

صبح چہ صبحے شامش چہ شامے

شمع ہدایت ضو پارہی ہے      تاریخ ماضی دہسرا رہی ہے  
بزم سیاست تھسرا رہی ہے      کعبے کی جانب خلق آ رہی ہے

منزل بہ منزل گامے بہ گامے

عالم مسافر کعبہ مقامے

## نفیس لکھنوی

(رقاری دودھ دہائی)

ترے نام سے سکا دل ترا ذکر وجہ قرار ہے  
 جس دم کی پاک جلاستیں حرم قدس کی تھیں  
 وہ یقیناً پاک کی رقیس وہ قباۃ الیاس ہیں  
 وہ نشاۃ کیف شاہد مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے  
 وہ نظر میں قمر نور ہے کچھ عجیب کیونستہ ہے  
 کوئی شکر اتا ہے با ادب کوئی رد با جوش ہے  
 اے نسیم سر کو جھکا کے چل اے کی سنا ڈرا ہنسل  
 جہاں سٹو میں ہیں خمدہ سر جہاں تیں ہر گشت ہے  
 وہ جو سو رہا ہے مینے مینے کی جاکے اس کی خبر  
 تری یاد پر شہ بحر و بر مری زندگی کا مدار ہے  
 ہوئیں جسے ان کی زیارتیں سکون ہے نہ قرار ہے  
 جس دم میں ان کی عنائتیں مری لائق تیار ہے  
 جو دہاں ذرا سی پلائی تھی مجھے ایک اس کا تار ہے  
 یہاں نور ہے وہاں نور ہے یہاں قدم پہاڑ ہے  
 کوئی سے کوئی دم بخود کسی لٹ ان کی بکا ہے  
 جہاں عظمتیں ہیں جہاں ہوں انھیں پاک دیا ہے  
 جہاں جبریل ہیں دم بخود یہی نبی کا دقار ہے  
 تے اک غلام حقیر کو نہ سکون ہے نہ قرار ہے

نفیس عا جزو ہے نوا ہے غم فراق میں مبتلا  
 استغرب نور ہو پھر عطا کہ سب ہی نور انوار ہے

## نواب دہلوی

لکھے اوصاف احمدیہ سلم میں کس کے قدر ہے  
 بڑی باتیں ہیں چھوٹا سنہ کہوں کیا حقیقت ہے  
 اسی کے ساتھ وہ ہو گا جسے جس سے محبت ہے  
 سلام اس پر کہ جس کی زندگی قرآنِ پاک میں  
 مقبلاً ہی مگر جو کچھ زبانِ پاک سے نکلا  
 وہ غیبِ خاص ہے صلی علیہ شانِ محبوبی  
 وہ، حوائی خدا کی ہے پیر کی رنسا جوئی  
 وہ یاسن نہ تو کیا آیا نہ پرانہ جناب کا  
 ہم رحلت تہ مرقد سرِ شریب، کوثر  
 نبائے نوا احمد تا قیامت جا نہیں سکتی  
 نسبت سے ہاں دی تہی طیف بکِ ملک

ادا حق ثنا کرنے زبان میں کیا طاقت ہے  
 کلام اللہ سے پوچھو جو احمد کی تفسیل ہے  
 محمد سے عقیدت ضامن گلزارِ حب ہے  
 درود اس پر کہ ہر نقشِ قدم حب کا ہر ایر ہے  
 ہر ایر سے خطا بہت ہے نصا حب سے بلا غت ہے  
 درود اس ذات پر جب تک کہ ہر عباد ہے  
 محمد کی اطاعت کہی خدا ہی کی اطاعت ہے  
 کہ دامنِ محمد ہی سے دانت شفاعت ہے  
 کوئی کام آ نہیں سکتا محمد کی ضرورت ہے  
 وہی تاریخ پیدائش ہے جو تاریخِ حلت ہے  
 کوئی جھٹلا نہیں سکتا یہ تاریخی شہادت ہے

پے امن دہان نواب اس خوشخوار دنیا کو  
 محسنے دیا تھا بحسب اس کی ضرورت ہے

# تذمیر بنارس

تھے وہاں گامزن حق کے پیارے  
اک فرشتہ جہاں پر نہ مارے  
وہ جو غربت میں ہے دیں سہارے  
خود مسافر کو منزل پکارے  
بھیک دو آمسند کے دلاوے  
اک بھکاری ہے دامن پیارے  
ان کے آنسو حسیں اور اتنے  
جیسے عیش الہی کے تارے  
سکرانے میں کوثر کی موصیں  
اور تبسم میں رحمت کے دھارے  
سجدہ ریز ان کے قدموں پہ ساہل  
ان سے طوٹناں کٹناے کٹناے  
ان کی کسلی ہو یا ان کے گیسو  
میری بخشش کے دونوں سہارے  
ایسی کسلی کہ عصیاں کو ڈھانکے  
ایسا گیسو جو عقیقے سنوارے  
وہ زمانہ سنیں غیر ممکن  
ہاں اگر کوئی دل سے پکارے

سے تذمیر ان کی جگہ کے قریاں  
جی رہا ہوں انہیں کے سہارے



## منشأ اٹاوی

انسانہ عالم ہے جتنوں محسوس  
 یہ مدح سرکش دیرایو ان محسوس  
 اکے ندیوں بخواہ زندان محسوس  
 خود خالق کو نہیں ہر مشتاق ملاقات  
 بہ توفیق دین کی فقیری بھی میری  
 ہمارے دنیا کی محضین فضائیں  
 قریاں ترن سستی پہرے کو تر نسیم  
 ہو در و زباں ترن سستی پہرے کو تر نسیم  
 ہیں ارض و سما تبار فرمان محسوس  
 ہے خاک کعبہ یا غلامان محسوس  
 مجھ کو کئی کوئی سا غرضان محسوس  
 دیکھیں تو ذرا اہل نظر شان محسوس  
 ہے چتر شہی سایہ دایان محسوس  
 قدرت بہار چمنستان محسوس  
 اے جرم کش بادہ غزان محسوس  
 ہر غسل سر چرخہ انداز محسوس

توصیفِ نبی و منشأ آپ بہت خوب  
 قرآن میں خود ہے ثنا خوان محسوس

ندرت  
کامپوری

مدینے کی زمیں بھی آسماں ہے  
جو ذرہ ہے وہ ہر ضوفاں ہے

خدا کے بعد لے نام محمد  
محمد بھی خدا کے دریاں ہے

مدینے کا سفر اور اتنا آساں  
نہ جانے کون میر کا رواں ہے

تمنا کے حضور رکھنے والے  
یہ مہجوری بھی شاید امتحاں ہے

زیارت گاہ محبوب خدا میں  
نظر بیتا ہے دل شادماں ہے

فرشتے ہوں کہ انساں معترف ہیں  
محمد تاجدارِ دو جہاں ہے

دو عالم کی حقیقت دیکھتا ہوں  
وہ رخ آئینہ کون درمکاں ہے

مرا یہ حال ہے ہجرِ نبی میں  
نفس کی آمد و شد بھی گراں ہے

خوشایہ محفلِ میلادِ حضرت  
کہ اس محفل میں ندوتِ نعمت ہے

نازِ بخش  
پرتاپ گڈھی

ہزارِ خلدِ نظر بن گیا دیارِ حبیبؐ  
 نہ ہے جوارِ بدینہ، خوشادِ دیارِ حبیبؐ  
 ہولے قبلہ اہلِ وفا دیارِ حبیبؐ  
 تجھے ملا ہے بڑا مرتبہ دیارِ حبیبؐ  
 جھکا رکھا ہے ازل ہی سے آسمان نے سر  
 کہ اس زمین کے مقدر میں تھا دیارِ حبیبؐ  
 یہ کس پہ ہو گئی قسریانِ رحمتِ باری  
 یہ کون سے ہے یاد آگیا دیارِ حبیبؐ  
 تمام مدح و ستائش کے لفظ گنگاٹ ہوئے  
 زبانِ شوق نے جب کہہ دیا "دیارِ حبیبؐ"  
 اس اک نظر پہ کچھا اور مری متلا حیات  
 جیسے نصیب ہوا دیکھتا دیارِ حبیبؐ  
 بشرِ طفتِ نسل کی شکل سے در نہ  
 کیا نگاہِ زمانہ کیا دیارِ حبیبؐ  
 ہزارِ جنتِ رضواں بہت سہی لیکن  
 میں کیا کروں گا جو یاد آگیا دیارِ حبیبؐ  
 لکھا ہے قلب پہ نازِ بشرِ حمید کا معہ بہ  
 سب سے بہتر یہاں ہے دیارِ حبیبؐ

# ناصر کرولی

سرآن کی تفسیرے گفتارِ محمّد  
گفتار کا آئینہ ہے کردارِ محمّد  
شاداب تھا شاداب کے شاداب ہے گا  
نادان یہ گلزار ہے گلزارِ محمّد  
دم توڑ دیا گر کے بلالِ حبشی نے  
جہل نہ ہوا جب انھیں دیدارِ محمّد  
لے چل مجھے اے جذبہ بیتاب مدینہ  
ہوتی ہے جہاں بارشِ انوارِ محمّد  
مجھ پر نہ یقین آئے تو خود پوچھ لو ان سے  
الشر کا دیدار ہے دیدارِ محمّد

ہو جائے گا خود اسن واناں دہر میں ظہر  
عالم ہوا اگر پیسہ و کردارِ محمّد



## نور تقی خور

دیارِ رسولؐ اناں آرہا ہے  
مرا جذبہٴ عشق کام آرہا ہے

نظر آرہی ہے زمینِ مدینہ  
ستاروں سے ادنیٰ مقام آرہا ہے

یہ کس جانِ رحمت کی ہے آمد  
زباں پر درود و سلام آرہا ہے

لیے آ رہے ہیں وہ کالی کلیا  
خطا پوشیوں کا مقام آرہا ہے

نہ جسے لبِ خوشی سے ملے جا رہے ہیں  
زباں پر محمدؐ کا نام آرہا ہے

وہ غارِ حسرا اور شانِ عبادت  
سلام آرہا ہے، پیام آرہا ہے

مجھے دیکھ کر خورِ کھیتی ہے دنیا  
وہ دیکھو نبیؐ کا غلام آرہا ہے

## نظیر نالپوری

ہوئے حاکم غلامان محمد  
 خدا رکھے ہے یہ شان محمد  
 بھی تار کیوں میں ایک پھل  
 جلی جب شمع عروسان محمد  
 خدا بھی ان سے کرتا ہے محبت  
 ہوئے ہیں جو محبتان محمد  
 دلِ سلم کوئی ایسا نہ ہوگا  
 جو خالی ہو از ارمان محمد  
 اٹھائے پروہائے حق و باطل  
 زمانے پہ ہے احسان محمد  
 بڑی حسرت سے دنیا دیکھتی ہے  
 بھلا بھولا گلستان محمد

نظیر آسان ہوں گی مشکلیں سب  
 اگر تھا ہو گے دامن محمد

## وحشتِ رائے بریلوی

آمد مسندِ عالم سے بشرِ جہوم اٹھے  
چاندنی رات کی خاموش فضا پھیلا پر  
پھر سے آجائے اگر بارغِ خلیلی میں بہار  
بندگی کی مری معراج ہو طیبہ جاکر  
عام تھا ساقی کوثر کا یہ فیضانِ کرم  
آپ کر رہیں جو اک انگلی کا اشار شاہ  
نہ کہہ رحمتِ عالم کا کردار اہل جہاں  
پسینیں ساقی کوثر کی نگاہیں جس دم  
دور سے جب نظر آیاتِ کس گنبد کا  
انی سرکار میں آیا غلامی کرنے  
تھام کر روضہ اقدس کی سنہری جالی  
تائب تو سین سے تشریف جولا ئیں سرکار

اہلِ دل جہوم اٹھے اہلِ نظر جہوم اٹھے  
سبز گنبد کا وہ جلوہ کہ نظر جہوم اٹھے  
وہ مسرت ہو کہ الٹ کا گھر جہوم اٹھے  
تیری چو گھٹ جو میسر ہو تو سر جہوم اٹھے  
پی نہ تھی اہلِ محبت نے مگر جہوم اٹھے  
چاندنی رات میں شوق ہو کہ نظر جہوم اٹھے  
کیا عجب قسمتِ جہوم اگر جہوم اٹھے  
نشرِ بادۂ وحدت سے عمر جہوم اٹھے  
راہِ جہوم اٹھے اہلِ سفر جہوم اٹھے  
دیکھ کے آج کے خیر بشر جہوم اٹھے  
مسکے ہونٹوں پہ عابن کے اثر جہوم اٹھے  
ام ہانی کا مہکتا ہوا گھر جہوم اٹھے

حاضر ہی ہو دراندہ کس پہ جو قسمت سے حید  
بہنی سوئی سی مری شام دگر جہوم اٹھے

مشتوکار  
شوق لکھنوی

اڑاتا ہے نظر سورج سے ہر ذرہ مدینے کا  
رسول اللہ سے اتنا بڑھا رتبہ مدینے کا  
جو محبوبِ خدا ہے کیفیت اس کا کار فرما ہے  
انوکھا کیوں نہ ہو عالم سے مے خانہ مدینے کا  
جہاں کا گوشہ گوشہ نورِ حق سے ہو گیا روشن  
دکھاتا ہے کچھ ایسے جلوے آئینہ مدینے کا  
یاسرِ نجم کو بھی قسمت سے ہو تو نینٹے نوشی  
بھرا ہے ذر کی صہبائے پیمانہ مدینے کا  
نہیں پوشیدہ ہر اس کے کوئی بھی رازِ قدرت کا  
ہبت ہشت یار ہے عالم میں دیوانہ مدینے کا  
اگر جاں کھنی نکل جاوے مری طیبہ کی راہوں میں  
تو سمجھوں گا بہت مستانہوا سودا مدینے کا  
ابھی تو خواب ہی دیکھا ہے اب تعبیر دیکھوں گا  
لنگا ہوں میں لیے پھرتا ہوں میں نقشہ مدینے کا  
بس اب تو شوقِ دل میں اک ہی ارمان باقی ہے  
کسی صورت پہنچ کر بچوں میں وضہ مدینے کا



## دینا صدیقی

ظلمت کدہ دہرا جا لوں سے سجایا  
 ہر ذرہ کو صدر و کیشِ خورشید بنایا  
 آزاد کیا جبر و تشدد کے نفس سے  
 انسان کو انسان کی غلامی سے چھڑایا  
 بھٹکی ہوئی دنیا کو دیا درسِ اخوت  
 پیغامِ زمانے کو محبت کا سُنایا  
 رکھانہ کوئی فسق شہنشاہِ دہلی میں  
 سرِ ظلم کا انصاف کے تہوں پہ چھکایا  
 بیواؤں، یتیموں کو دیا جس نے سہارا  
 ناداروں کو مجبوروں کو سینے لگایا  
 ایمان کی ضیاء سے کیا سینوں کو منور  
 توحید کی خوشبو سے دماغوں کو بھارایا  
 ہے فخرِ دینا مجھ کو میں امت میں چون اسکی  
 وہ جس نے لقب "سرورِ کونین" کا پایا

واحتد پر پی

کیا سبق دیتا ہے قرآن رسولؐ  
بھول بیٹھے ہیں غلامانِ رسولؐ

تا حدِ انبیا ہیں شاہِ دیں  
کیا بیاں پھر ہو سکے شانِ رسولؐ

ساری دنیا کو دیا درسِ خلوص

ساری دنیا پر ہے احسانِ رسولؐ

گر ہی کا ان کو کیونکر خوف ہو

تمام لیتے ہیں جو دامنِ رسولؐ

آج تک آنکھیں مری بے نور ہیں

کاش دیکھوں میں شبتانِ رسولؐ

دشمنی لیتے ہیں جس سے ہنسرد ماہ

مرحبا دے درختانِ رسولؐ

اس کو کیا باغِ ارم مرغوب ہو

جس نے دیکھا ہے گلستانِ رسولؐ

دل میں ہے دوزِ ازل سے جذبِ عشق

کیوں نہ ہو واحتد ثنا خوانِ رسولؐ

## ذالی آسی

محبوبِ ربِّ ذوالعلیٰ اہلاً و سہلاً مرحبا  
یعنی محمد مصطفیٰ اہلاً و سہلاً مرحبا

ہر سمت جلوہ آپ کا ہر جا ہر چہ چاہ آپ کا  
اے منظرِ نورِ خدا اہلاً و سہلاً مرحبا  
چشمِ بصیرت ہو اگر جو حق نگاہیں دیکھ لیں  
سترِ مہناں کو بر ملا اہلاً و سہلاً مرحبا

خاقان میں دے دی امان، ہر کچھ بٹے سب گئے  
اے سنجابِ سرِ ہر دم اہلاً و سہلاً مرحبا  
ذوقِ حقیقت آپ میں غنیمتِ طریقت آپ میں  
دوہوں جہان کے رہنما اہلاً و سہلاً مرحبا

پچ پچھو تو دانستہ ہے صرف آپ ہی کی دانستہ  
دوہوں جہان کی ابتداء اہلاً و سہلاً مرحبا  
چشمِ کرم چشمِ کرم سے کون لے شاہِ زمیں  
ٹوٹے دلوں کا آسرا اہلاً و سہلاً مرحبا  
ذالی کی ہے یہ التجا اے شاہِ زمیں روزِ جزا  
مستور ہو اس کی خطا اہلاً و سہلاً مرحبا

## ہری چند اختر

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صبر اکرم دیا  
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرنے ہیں اس کے نام پر  
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم  
منہدم کس نے الہی قصرِ کسریٰ کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم  
اور غلاموں کو زمانے بھر کا آقا کر دیا

کہہ دیا لَا تَقْنَطُوا خیر کسی نے کان میں  
اور دل کو سر بسر محوِ تمنا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات  
اب کسی نے اس کو عالم آسماں کا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں تمنا کر دیا  
اک حبیب نے آدمی کا بول بالا کر دیا



## ہمد نام گپوری

حقیقت کی کلیاں، تجھ کے تجربے صداقت کے موتی چڑھائیں گے ہم بھی  
 نظر آتو جائے زندہ کا روضہ ستارے دل و جہاں لٹائیں گے ہم بھی  
 کبھی تو لے گا رسائی کا موقع دریا پر پہ جہہ رسائی کا موت  
 سلامت ہے آستانِ نغمہ کسی دن دہاں سرحد کائیں گے ہم بھی  
 ہمیں بھی دکھا دے دینے کی کلیاں وہ سوز و خشک راستے خلد رساں  
 کھانٹناک یہ سوزِ غم زندہ کا فی جسم کو جنت بتائیں گے ہم بھی  
 جہاں ہیں ندایاں محبوب و دور ابو بکر و فاروق و عثمان و حفصہ  
 ہمیں بھی دہاں لے غم عشق لے چل فرشتوں کی دنیا پر جائیں گے ہم بھی  
 کبھی تو کھلیں گی مرادوں کی کلیاں کبھی تو بتائیں گے شہنشاہاں  
 کبھی تو مقرر کسائے کا وہ دن گلوں کی فوج سرکائیں گے ہم بھی  
 تھک کر سرکار میں جانے والو! درانبار دربار میں جانے والو  
 کسی دن تمہاری طرح اس فضا میں پہنچ کے مراد اپنی پائیں گے ہم بھی  
 سنا ہے بڑی ہی محفیں ہے وہ منزل مگر پہنچاتے نہیں صاحبِ دل  
 خدا ہم کو توفیق دے گا تو ہمد قدم قدم سے طبعی اٹھائیں گے ہم بھی

# یحییٰ اعظمی

سلام اس پر ہوئی جس کو منور نام مکانی  
 سلام اس پر لقب تھا رحمتہ للعالمین  
 سلام اس پر تینوں کا ہمیشہ جس نے غم کھایا  
 سلام اس پر کہ خود الفقر خیر "جس نے زاریا  
 سلام اس پر جو دیر جس نے رفیق و لطف فرما  
 سلام اس پر جوین کر رحمتہ للعالمین آیا  
 سلام اس پر پزل عالم یہ جس نے بادشاہی کی  
 سلام اس پر پزل گنج ہائے سیموہ جس نے  
 سلام اس پر فقیری میں کہ جس کی شان سلطانی  
 سلام اس پر ملا پیمبر امی لقب جس کو  
 سلام اس پر فدا تھا حبش عرش بریں جس کا  
 سلام اس پر ملک فطرت کو کشی زندگی جس نے  
 سلام اس پر کہ جس کی جلوہ گاہ میں شریک لطیف

سلام اس پر کسب اقدس تھا جس کا شمع نورانی  
 سلام اس پر کہ خود اک نام نامی امی جس کا  
 سلام اس پر جو دل سوزی کی بواہر کس کا آیا  
 سلام اس پر دنوں کو سوز حق کی جس نے گر مایا  
 سلام اس پر عووض پتھر کے جس نے بھول برساتے  
 سلام اس پر جو از سر تا قدم لطف آفرین آیا  
 سلام اس پر بداندیشوں کی جس نے خیر خواہی کی  
 سلام اس پر نہ کھایا سیر ہو کر عمر بھر جس نے  
 سلام اس پر شہر بانوں کو دی جس نے جہان بان  
 سلام اس پر دیا خود دلی نے دس ادب جس کو  
 سلام اس پر جمال فروزا تھا روح انامی جس کا  
 سلام اس پر رخ مستی کو دنیا تابندگی جس نے  
 سلام اس پر نہ جس کی خواب گت ہے گنبد خضرا

سلام اس پر جو ابر پاک جس کا تشک سینا ہی  
 سلام اس پر دیا ر محترم جس کا مدینہ ہے

# یونس خالدی اختر لکھنوی

مری طلب کے قدم وقت جستجوئے رسولؐ

ہے میری منزل مقصود سیر کوئے رسولؐ

دماغ و ذہن کا سکون بخشنے مدینے سے

خدا کا فکر چلی آ رہی ہے بوئے رسولؐ

ہیں اب کسی کی تنہا کو دوں جگہ تو کہاں

بھی ہوئی ہے دل بجاں میں آئے رسولؐ

غلط رسوم کی کڑیوں سے ہو گئے آزاد

اسیر سلسلہ زلف مشک بوئے رسولؐ

ملے جو غیر سے کبر طیلہ تو ٹھکرا دیں

ہر اک غنی سے دھنی ہو گئے کوئے رسولؐ

نگاہ کفر نے ایمان کی روشنی پائی

سگر نفاق نے دیکھا نہ حسن روئے رسولؐ

ہزار انجم درختاں مند اعصاب پر

ہزار ہا ہر درختاں نثار روئے رسولؐ

نماز عشق کی تکمیل کے لئے اختر

نظر چھکائے ہوئے بجا ہے ہی بوئے رسولؐ

## یوسف طرب پیلی کھلتی

فضائیں قص کرتی ہیں نظامے مسکراتے ہیں  
بہارِ نو لیے نورِ میں تشریف لاتے ہیں

بجھا دے راہِ پران کی ازبے اپنی آنکھوں کو  
بارک لے جبینِ شوق اب سرکار آتے ہیں

نگاہِ شوق کو کچھ ربط ہے حسنِ تصور سے

چمن زارِ مدینہ اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں

نہ گنبدِ گنہگار و نہ وہ میزبانِ رحمت ہے

دورِ نایاب سے اشکِ ندامت تو لے جاتے ہیں

جو ہنگامِ سحر چلتے نظر آتے ہیں عالم کو

وہ تارے قلمِ انوار میں غوطے لگاتے ہیں

جو نہیں ہوتا ہے قیمت سے بیارت کا شرفِ حاصل

خدا جاتے مدینے سے وہ کیسے لوٹ آتے ہیں

طرب اچھا ہوا وقتِ سفرِ غم ان کا ہاتھ آیا

عدم کے جانے والے در نہ خالی ہاتھ جاتے ہیں



# پنس درد

مرحبا نقش و نگارِ مصطفیٰ  
ہر طرف دیکھی بہارِ مصطفیٰ

مل گئی اس کو حیاتِ جاوداں  
ہو گیا جو جاں نثارِ مصطفیٰ

بھول جائے زاپہ و فردوس کو  
جا کے دیکھو گر مزارِ مصطفیٰ

ہم نشیں کیا ذکر ہے کوئین کا  
ہے خدا بھی جاں نثارِ مصطفیٰ

یا خدا یہ آرزو ہے درد کی  
جلد دکھلا دے دیارِ مصطفیٰ

— اضافہ —

## ارمغانِ نعت

(پانچواں ایڈیشن)

مقدمین، متوسطین، متاخرین، و رد و رجائے کے  
بعض اہم شعرا کی نعتیں جو اس سے پہلے والی اشاعتوں  
میں شامل ہونے سے رہ گئی تھیں وہ اس ایڈیشن میں  
بطور ضمیمہ شامل کی جا رہی ہیں۔

— ضمیمہ —

## فانکم چاند پوری

مقدور کسے نعت پیئر کے رقم کا  
ہر دم ہے دم تیغ پہ یاں راہ قلم کا

گل گشت دو عالم سے ہو کیونکر وہ تسلی  
زائر ہو جو کوئی ترے کعبے کے اہم کا

گو خضر تھا منزل کو نہ مقلد کی پہنچا  
جو یا نہ ہوا یاں جو ترے نقش قدم کا

امکاں میں نہ کفایت کن و واجب کو کھینا  
منظر جو نہ ہوتا تو درشت اور قدم کا

ہے جویم نہ کردہ کی مری عفو خریدار  
تا گرم ہے باز اتری بیج و سلم کا

کیا دور جو بخشش پہ کس نیاز جویم  
جس روز کہ شافع ہو تو اعمال اہم کا

یا ختم رسل گرچہ گنہ گار ہے قائم  
پاس کو بھروسہ ہے تھے فضل و کرم کا

۱۱۱  
اعظم الدولہ محمد سرخاں

سارو در دھلوی

اے خداوند مرے عز و جیل

ہے جو تیرا وہ نبیؐ مرسل

واضع شرع جناب اطہر

فخر کونین و شفیع محشر

نام نامی ہے محمدؐ جس کا

سب پر احسان ہے بید جس کا

شان میں اس کی ہے نازل لیں

شق اشارے سے کیا ماہ و مبین

منبع لطف ہے وہ کان کرم

وہی ہے مرجع ارباب اہم

ساقی کوثر و تسنیم ہے وہ

حق یہ ہے لائق تعظیم ہے وہ

تجھ پر اے تابع امر معبود

پہنچے ہر دم صلوات اور دود

آل و اصحابؓ ترے پاک میر

میرے ہیں حشر میں عامی بکسر

پہنچے ہر لحظہ اکھوں پر کبھی سلام  
اں سے اسلام کو رونق ہے تمام



## خواجہ محمد وزیر لکھنوی

اللہ سے حسن رخ نیکوئے محمدؐ  
ہے چشم خداوندیہاں سوئے محمدؐ

نظروں میں شفاعت نے عمل تول لئے ہیں  
پے پہ ہے اُمت کی ترازو سے محمدؐ

بخشش میں وہ مصروف وہ سرگرم شفاعت  
اللہ سے ملتی ہوئی یہ غم سے محمدؐ

کرتی ہے گنہ خلق، خدا کچھ نہیں کہتا  
واقف ہے کہ نازک ہے بہت خوئے محمدؐ

# نقش امیر الشہداء تسلیم لکھنوی

کوئین کو بھولا ہے طلبگار محمد  
 دل کاش ہو آئینہ رخسار محمد  
 کیا بوجھے ہو گرمی بازار محمد  
 کیا شب شب معراج تھی قیدی بھی قند پر  
 بے دلی کے فرماتے نہ تھے آپ کوئی بات  
 پھرتا ہے مرے دیدہ بیدار میں شہزاد  
 کیونکر نہ کروں ورد زباں نام مبارک  
 آشکرے گہروں کے بھماتی رہی کیا کیا  
 سیفی تھی زباں آپ کی دشمن کے مقابل  
 پہونچے شب اسری میں کہاں آپ کہاں  
 حسرت ہے میرے دل کو الٹی ہے یہ طرف  
 انہوں نے گھراپے بلا یا شب معراج  
 کہتے تھے تہ جرح جنہیں سب مہر و شہید  
 اسی اب سے بہتر نہ دنی ہے نہ کوئی تھب  
 پانی نہ دیا دشمن دیں نے تو ہوا کیا

آزاد ہے ہر غم سے گنہگار محمد  
 لونا کروں میں دولت دیدار محمد  
 انہوں کو یاتا ہوں خیر بیدار محمد  
 صفت باندھے کھڑے تھے نے دیدار محمد  
 انہوں کی گفتار تھی گفتار محمد  
 پتلی کی طرح سایہ دیدار محمد  
 ہے قدر گزرتی مجھے تھکوار محمد  
 پانی کی طرح گرمی بازار محمد  
 سن سن عدو کھٹے تھے گفتار محمد  
 کیا اوج پہ تھا طالع بیدار محمد  
 کھڑی سی جگہ دے پس دیوار محمد  
 پاس اپنے بٹھا کر سنی گفتار محمد  
 دونوں میں یہ نقش ستم و ہوا محمد  
 ہر ایک تھا مخمخینہ اسرار محمد  
 بے آب بھی سرسبز ہے گلزار محمد

کیا کام مجھے طوی و قدوس تسلیم  
 مل جائے اگر سایہ دیوار محمد

## یا قر علی ہمسر لکھنوی

خدا نے عالم امکاں کا حب ظہور کیا  
 تو اپنے نور سے پیدا بنی کا نور کیا  
 جب آئے باغ جہاں میں دین کے سرور  
 تو کھوڑے عرصے میں آئین کفر و ریا  
 خدا نے گو کہ شرف سائے خلق کو بخشا  
 مگر کبھی نہ مرے شاہ نے غرور کیا  
 ہوئی جو آمد حضرت ہوا عجیب سماں  
 خدا نے چار طرف عیش کا ظہور کیا  
 عجب لحاظ محمد کا تھا شب معراج  
 خدا سے آپ نے جو کچھ کہا ضرور کیا  
 کرم سے آپ نے فوراً مجھے وہی بخشا  
 طلب جو آپ سے عاصی نے اے حضور کیا  
 بہت دنوں سے تڑپتا ہے ہند میں ہسر  
 غم و الم نے ہے پامال اے حضور کیا

## مصاحب علی خاں انصاری لکھنوی

رسول اللہ کی اُمت پہ شفقت ہو تو ایسی ہو  
 عنایت ہو تو ایسی ہو محبت ہو تو ایسی ہو  
 خدا نے اُمت عاصی کو مرحومہ لقب بخشا  
 جو اُمت ہو تو ایسی ہو شرافت ہو تو ایسی ہو  
 نمازِ شب میں اُن کے پائے نازک کھول جاتے تھے  
 جو طاعت ہو تو ایسی ہو عبادت ہو تو ایسی ہو  
 غلامانِ محمدؐ نے جیلائے سیکڑوں مُردے  
 جو ہمت ہو تو ایسی ہو کہ اُمت ہو تو ایسی ہو  
 نبوت ختم ہے گی خود مرے حضرت پہ اسے انصر  
 نبوت ہو تو ایسی ہو رسالت ہو تو ایسی ہو



## غریب سہارا نویسی

جناب احمد کو خوب رویاں دہریں انتخاب دیکھا  
 حسین دیکھے خدائی بھر کے مگر نہ ان کا جواب دیکھا  
 فروغِ دوائے نبی کے آگے چل نہ پائی کسی کی ہم نے  
 کبھی تھر پر نگاہ ڈالی کبھی رُخِ آفتاب دیکھا  
 خدا کی یکتائی کہہ رہی جناب احمد کی شان میں یوں  
 تمہارا ثانی کہیں نہ دیکھا کہیں نہ اپنا جواب دیکھا  
 اکرم ہیں اُن کے عدد سے انہوں نے عتائیں ہیں حلوں کی ماہر  
 وہاں نہ کوئی شمار پایا وہاں نہ کوئی حساب دیکھا  
 فلک یہ جتنے ملک تھے حاضر جہکے ادب سے پئے سلامی  
 جناب روحِ الہی کو جس دم حضور کے ہم رکاب دیکھا  
 غریب جس نے قدم اٹھایا خلافتِ داہ رسول اکرم  
 اُسی کو آواہ گھر دیا اُسی کو ہم نے خواب دیکھا

# حاجی اوگھٹ شاہ وارثی

آباد جنوں میں کروں مہرائے مدینہ  
ہو جائے اگر اُلفتِ لیلائے مدینہ

یارِ نہ گئے روضہ رضواں میں مریاں  
گھبرا کے شب و روز کہوں ہائے مدینہ

پوچھیں گے بحیرین تو کہدوں گاہِ زہد  
ہے مالک و مولا مرا آفتائے مدینہ

زادِ مجھے تاحشر خمار اُس کا رہے گا  
پی آیا ہوں میں ساغرِ صہبائے مدینہ

اوگھٹ نہ رہے پھر مجھے کوئین کی خواہش  
قسمت سے جو مسکن مرا ہو جائے مدینہ

## مولانا محمد برکت اللہ رضا فزنگی محلی

کیا کہیں آپ نے معراج کی شب کیا دیکھا  
 جو نہ دیکھا تھا کسی سے، وہ تماشا دیکھا  
 آپ اور حشر کا میدان الہی تو ہے  
 عاصیو اپنے گناہوں کا انتخاب دیکھا  
 اللہ اللہ رخ روشن کے تصور کا اثر  
 میں نے ہر ذرت کو رشکِ یدِ بیضا دیکھا  
 مجھ کو محرومی تقدیر پہ رونا آیا  
 زائندوں کو جو ہم آغوشِ تمنا دیکھا  
 قابِ قوسینِ دونی شاید قریب حق ہیں  
 دیکھنا تھا جو سرِ عرشِ معلیٰ دیکھا  
 جسمِ پاک نبوی خلاق کیا ہے سایہ  
 تیسری ضاعی کو اور خالق بکتا دیکھا  
 یہ تمنا ہے جو تقدیر وہاں پہنچا دے  
 دم نکل جانے یہ کہہ کر ترا رونا دیکھا  
 یہ کہے گا ترے روضے پہ جو پہنچے گا رستا  
 ہو گیا غلہ کے لائق سب دنیا دیکھا

## مولانا حشمت علی خاں قانع بریلوی

مبارک ہو مبارک ہو شہہ ابرار آتے ہیں  
 حبیب کبریا کو عین کے سردار آتے ہیں  
 درودوں کی سلاموں کی سجا کر ڈالیاں لاؤ  
 کہ اب صلّ اعلیٰ سے مالک و مختار آتے ہیں  
 وہ آتے ہیں کہ جن کے دیدہ کی مشاق تھیں آنکھیں  
 وہ آتے ہیں خدا کو جن پہ لاکھوں پیار آتے ہیں  
 کرے گا آسماں جن پر بچھا درجہ انداز تارے  
 وہ دنیا کے دلدارے احمد مختار آتے ہیں  
 فقیروں بے نواؤ جھولیاں پھیلاؤ خوش ہو کر  
 کہ وہ ابر سخا ہر سمت گوہر بار آتے ہیں  
 مسلمانوں کو اس سے اور کیا بڑھ کر خوشی ہوگی  
 کہ مہاں اُن کے ہو کر مسید ابرار آتے ہیں  
 لٹا دو مال و زر اپنا خوشی میں اُن کے آنے کی  
 مسلمانوں تمہارے مونس و غمخوار آتے ہیں



## مضطر خیر آبادی

یوں نظر آئے تری شان مدینے والے  
 دیدہ و دل رہیں حیران مدینے والے  
 غیر ممکن ہے بشر سے تری توصیفِ جمال  
 نعت میں ہے تری قرآن مدینے والے  
 تجھ کو اللہ نے محبوب بنایا پنا  
 تو خدا کا ہوا ہمساں مدینے والے  
 ”ہم تمام کہ رسیدی نہ رسد، ترجیح ہم“  
 اللہ اللہ تری سرشان مدینے والے  
 رولق بزم تصور ہے تھکا رہا جلو  
 کہ نگاہیں ہیں پریشان مدینے والے  
 لبِ جہاں بخش نما رہے ہیں کہ آیاتِ شفا  
 مصحفِ رخ ہے کہ قرآن مدینے والے  
 اس کی جانب بھی ہو اللہ تہ تم کی نظر  
 تیرا مضطر ہے پریشان مدینے والے

## مولانا سید محمد تقویٰ

مدینے کی زمیں بھی کیا زمیں معلوم ہوتی ہے  
لے آغوش میں عرش بریں معلوم ہوتی ہے

ترے جود و کرم کی ہر ادا میں یا رسول اللہ  
نمود شان رب العالمین معلوم ہوتی ہے

تعالیٰ اللہ اے ارضِ مدینہ تیرا کیا کہنا  
بلندی عرش کی زیر زمیں معلوم ہوتی ہے

سہ کارانِ اہمیت کے لئے زلفِ ان کی  
سراسر رحمتہ اللعالمین معلوم ہوتی ہے

خدا جانے کہ سر میں سودا ہی یاد دے دل میں  
مگر اک چوٹ سی مجھ کو کہیں معلوم ہوتی ہے

نتیجہ یہ ہوا اس آستان پر جبہ سائی کا  
بجائے سنگِ در میری جبین معلوم ہوتی ہے

نگاہِ یار کی تاثیر ہے سید بڑی اہمیت  
جہاں پر تھی کسک اب تک ہیں معلوم ہوتی ہے

## مولانا فارسی محمد طیب دیوبندی

تو ہے وہ نقطۃ الوار فیہن ان خداوندی

کہ جس سے نور سامان ہر فقائے بزم امکانی  
بنے اگلے نبی تجھ سے ہوئے کچھ دلی تجھ سے

ترے ہی فیض سے ارزاں ہوئی شاہوں کو سلطان  
مقاماتِ عروج روحِ تم سے ہیں نہ تم ان سے

ہے سورج خود سے روشن اور شعاعیں اس نورانی  
نبوت ہی نہیں ختم نبوت کے ہو تم حاصل

ستارے انبیاء ہیں اور تم ہو مہر نورانی  
زمین طاقتوں کا شہا ہے ایسی ذہ

خدائی طاقتوں کا شہا ہے ہذا ذاتِ نورانی  
کمالِ نبوت ختم ہیں ذاتِ مقدس پر

نہ ہو ختم زمانی کیوں نہ پھر طغرائے پیشانی  
براق برق یا تختِ رداں تو ذاتِ تقدس کا  
قدم کیا لیتا آ کر منجھ تختِ سلیمانی

## مولانا عبدالماجد دریا آبادی

بڑے مسئلہ حق کے مجبور ہیں کی ہوں باتیں  
 رحمت کی گھٹائیں ہوں اور لذت کی برساتیں  
 دے دے ہیں شفاعت کے تسکین کی ہیں باتیں  
 آقا سے دوعا الہی کی دیکھو تو مداراتیں  
 غمخواری امت سے اک آن نہیں غافل  
 ظاہر میں تو پردہ ہے پردے میں ملاقاتیں  
 محشر میں امان پائی صدفے میں دردوں کے  
 دشواری میں کام آئیں بھی ہوئی سوغاتیں  
 دارین کے کیا جلوے فردوس کے کیا نقشے  
 سب کا یہی دولہا ہے، سب اس کی ہیں بہراتیں  
 اک نام مبارک ہے اور ورد دردوں کا  
 سارا یہی توشہ ہے کل ہیں یہی سوغاتیں  
 دیدار کی حسرت ہے اور زنا م کی رٹ ہر دم  
 اس شغل میں دن گزیرے اس دھن میں کٹیں راتیں  
 مجھ نامہ سب یہ بھی رحمت کی نگہ ہو جائے  
 وابستہ نگاہوں سے ہیں لاکھو کرانائیں



# میکش اکبر آبادی

یہ جہاں بھی تو ہے اس کی آخری منزل بھی تو  
 بانی محفل بھی تو ہے خاتم محفل بھی تو  
 بوسے گل کا ہے تعلق برگ گل سے جس طرح  
 میری دنیا سے الگ بھی تو ہے اور شامل بھی تو  
 تجھ سے ظاہر کی تختی تجھ سے باطن کا ثبوت  
 شاہد محفل نشین بھی ہے تو ہی محل بھی تو  
 آسمانوں پر ترا جلوہ زمین پر تیرا نور  
 پر تو معبود بھی تو بسندہ کامل بھی تو  
 تہ نشہ میں ہو تو طوڑاں کیا ہے مہج بکریا  
 فشر دریا میں بھی تو ہی ہے سرساحل بھی تو  
 تو نال عیاشی ہے تو کمال حسن ہے  
 شمع محفل بھی ہے تو پردانہ محفل بھی تو  
 جس کی پرداں کو مٹا جس کی عالم کو تلاش  
 وہ شرد رجاں بھی تو ہے وہ سکون دل بھی تو  
 یا محمد نیرا میکش تیری محفل تیرا جام  
 حاصلِ مستی بھی تو ہے مستی حاصل بھی تو

# ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی

خودی کو اگر بے خودی ہو تو جانے  
خدا کی حقیقت بنی ہو تو جانے

ہے انسانیت کی رسائی کہاں تک  
اگر آدمی آدمی ہو تو جانے

حقیقت ہے معراج سمجھ کوئی کیا  
اگر خواب بھی آگہی ہو تو جانے

محمد کا درجہ محمد کا رتبہ  
عمر ہو تو سمجھے علیؑ ہو تو جانے

محبت میں آتے ہیں پیغام کیا کیا  
بشرطیکہ پیغمبری ہو تو جانے

ہر اک راستے میں بڑے پیچ و خم ہیں  
طبیعت میں مگر راستی ہو تو جانے

صنم خائن دل کو کعبہ بنانا  
کوئی واقعی ہاشمی ہو تو جانے

## قیوم متفکر

غم کعبہ دل تم قباہ سماں، میں اس سے سوا کیا عرض کروں  
 تم واقف رازِ دردِ نہاں، میں حال اپنا کیا عرض کروں  
 قائم ہی سہی یہ ارض و سماں، لیکن ہے فنا میں زہرِ گھٹلا  
 دیتے ہیں گزرتے لمحے صدا، انسان مٹا کیا عرض کروں  
 ہر شے سے ہو بد اضعف یقین ایمان کی کوئی صورت ہی نہیں  
 اب جسم ہے مٹھ آں و این، کیا ظلم ہوا کیا عرض کروں  
 یہ عقل و گماں کا سراپا، سو ڈھنگ سے جس نے بہکایا  
 جب سے مرے حق میں آیا، ہے حشر بپا کیا عرض کروں  
 یہ سلسلہ اب ہرے کا کہاں، اُمت کو نہیں احساسِ زیال  
 ہو چشمِ گرم کہ ہے تر یہ حیاں، انجام اس کا کیا عرض کروں  
 تم نورِ ندی ہو جہاں کے سنے، تریاقِ غمِ دہان کے سنے  
 تم رحمتِ کون و مکان کے سنے، ہیں حیرتِ خفاں کیوں کروں  
 تم نوعِ بشر کے بڑے حسن، تم بن سزی کب سے سزا ملے  
 میں کا گناہوں گن گن کے دن، محبوب خدا پر افسوس کروں  
 پھر زندہ ضمیرِ انساں ہوتا بندہ جہانِ قرآن ہوا  
 اس عہد کی شکلِ انساں ہو، میں تم پہ نوا کیا عرض کروں

# ظفر اقبال

نقش تھا جا بجا محمد کا

منظر ایسا کھلا محمد کا

سرخ سبز پھر ہوا ہے بلند

دشت پھر گوشت آکھا محمد کا

اور یہی طرح سے ہے عکس انداز

آئینہ ہے جدا محمد کا

موسموں پر نفسا محمد کی

خوشبوؤں میں خلار محمد کا

دن ہے رنگ نشان سفر کا اگر

رات ہے راستا محمد کا

کچھ رنگوں میں رواں لہو کی طرح

ہے کوئی خواب سا محمد کا

دل میں اڑتا بکھرتا رہتا ہے

رنگ مسج و مسما محمد کا

وارث اس کا نہ ہو سکا کوئی

تخت خالی رہا محمد کا

کام بھی اس طرح کا کوئی ظفر

نام تو لے لیا محمد کا



## فنا نظامی کا پیروی

رازِ تخلیق کون و مکان آپ ہیں  
خود ہی اس راز کے راز داں آپ ہیں

بے ہیر راہ ہر کار داں آپ ہیں  
کوئی منزل ہو منزلِ نشان آپ ہیں

سیر اور سنت کی داتاں آپ ہیں  
پردہ و جلوہ کے درمیاں آپ ہیں

ختمِ ظاہر پہ کیا رازِ باطن کھلیں  
کچھ کنہاں آپ ہیں کچھ عیاں آپ ہیں

پھول بھی مطمئن حصار بھی مطمئن  
اس قدر معتبر باغیاں آپ ہیں

خلد و فردوس سے مجھ کو کیا واسطہ  
مری جنت وہیں ہے جہاں آپ ہیں

مری جانب بھی ہوا اک نگاہِ کرم  
چارہ سازہ غمِ بسیکاں آپ ہیں

آپ اور ذکرِ سرورِ جنابِ فنا  
نعت گوئی کے لائق کہاں آپ ہیں

## عرفان لکھنوی

تجلیٰ ایماں مدینے کے جلوے  
ہیں تفسیر قرآن مدینے کے جلوے  
منور منور مدینے کی گلیاں  
درختاں درختاں مدینے کے جلوے  
بھرے دامنِ دل میں گلہائے طیبہ  
نگاہوں میں رقصاں مدینے کے جلوے  
اندھیل دلوں کا نہ ہو دور کیونکر  
ہیں شمع فروزاں مدینے کے جلوے  
چین در چین رنگ و بو سے محمدؐ  
گلستاں گلستاں مدینے کے جلوے  
حصوری میں اے کاش ہو عباداں حاضر  
میسر ہوں عرفان مدینے کے جلوے

## ہمسرقادری

نبی کے قریب میں جینا نصیب ہو جائے  
دعا یہ ہے کہ مدینا نصیب ہو جائے

بڑے جو اپنا مقتدر سوئے دیار حبیب  
فرازدِ عرش کا زمین نصیب ہو جائے

دیارِ پاک ہو ہم ہوں خدا کی رحمت ہو  
اک ایسا حج کا مہینا نصیب ہو جائے

جھلک ہے جس کی فقط لا الہ الا اللہ  
مے آرزو وہ نگینا نصیب ہو جائے

لباسِ زہبت پہنے لگے خدا کی قسم  
اگر نبی کا پسینا نصیب ہو جائے

کسی طرح تو ہو توفیق اُسوۂ حسنہ  
کوئی تو ایسا قرینا نصیب ہو جائے

صحابہؓ جس کی ہوں پتوار خدا ہو رسول  
خدا کرے وہ سفینا نصیب ہو جائے

وہ جس میں جلوۂ حسنِ نبی درخشاں ہے  
وہ عشقِ سینہ بہ سینا نصیب ہو جائے

مئے الست ہے گلزارِ نعت ہے ہمسر  
حرم سے ساغر و مہینا نصیب ہو جائے

# کنوڑ مہیند رنگہ بیدی سحر

یہ سینہ اور یہ دل دوسرا معلوم ہوتا ہے !  
 کوئی پردوں میں دل کے آچھپا، معلوم ہوتا ہے  
 دل دیوانہ - یہ وقت دعا معلوم ہوتا ہے  
 حرم ناز کا پردہ اٹھا - معلوم ہوتا ہے  
 مدینہ تک پہنچ جائے، پہنچ جائے تو مر جائے  
 مینی بیمار غم کا مدعا - معلوم ہوتا ہے  
 کوئی منزل ہو، کوئی آستان ہو، کوئی محفل ہو  
 وہ نورِ سرمدی ہی جا بجا معلوم ہوتا ہے  
 دُور درد احساساتِ افسردہ، بناؤں کیا  
 مجھے محسوس کیا ہوتا ہے کیا معلوم ہوتا ہے  
 اجلہ آئے تو آئے، راحتوں کی ابتداء بن کر  
 مرض اب تنا بھٹو انتہا معلوم ہوتا ہے  
 رومان شمعِ ناک کرتا ہے پروانہ شعاعوں سے  
 خدا نے نور سے یعنی خدا معلوم ہوتا ہے  
 سمٹ کر دو جہاں کی دستگیریں تیار ہیں  
 تصور سرورِ یونانک کا معلوم ہوتا ہے  
 سحر کے لب با نثرِ عذرا د بے ناب جنبش ہیں  
 سنو - صلی صلی صلی صلی معلوم ہوتا ہے



## صادق دہلوی

تمہارے رخ کی تابانی کے صدقے  
 تجلی کی فراوانی کے صدقے  
 جدھر دیو ہجوم عاشقاں ہے  
 تمہارے حسنِ لاثانی کے صدقے  
 تمہاری شانِ بیکانی کے قرباں  
 تمہاری ذاتِ لاثانی کے صدقے  
 خدا را پھر لقابِ رخ آٹھادو  
 تمہاری شکلِ نورانی کے صدقے  
 گدائے بے نوا پر بھی کرم ہو  
 تمہاری شانِ سلطانی کے صدقے  
 ہمیں طوفانِ عصیاں سے نکال  
 تمہاری اس نگہبانی کے صدقے  
 ہمیں اب ہم کو ساحلِ کی منت  
 تمہارے غم کی طغیانی کے صدقے  
 ہے ایک ان سر میں حسنِ عقیدت  
 میں صادق کی غزلخوانی کے صدقے

## ادبِ ممکن پوری

وجہ نظام کن فکاں حاصل کائنات ہے  
 طیبہ کا منظر حسین زیر تصورات ہے  
 آپ ہی مخزن کمال آئینی ذات ہمثال  
 ظلمت و نور پر انھیں بخشا خدائے اختیار  
 جس نے ملا کے رکھ دیا فرق بلند و پست کا  
 اپنا وجود بے ثبات اُن سے وجود کائنات  
 کھیل نہیں ہے دیکھنا جلوۂ ذات معطف  
 ذوق نگاہ سے عیاں عجز شادرات ہے  
 باعث ناز کسریا سیر سبکی کی ذات ہے  
 ذوق نگاہ دیدہ و غرق بکلیات ہے  
 یوں تو بشر ہیں سب مگر آئینی لوریات ہے  
 دن کو کہیں تو دن پر وہ رات کہیں رات ہے  
 جنبش خیم معطف اعلیٰ اصل معجزات ہے  
 اپنی حیات ہے عدم اُن کا عدم حیات ہے



## حفیظ میرٹھی

میسر ہو اگر ایمان کامل  
 کہاں کی اچھنیں کھسے مسائل  
 نہیں جن میں تمہارا عکس شامل  
 وہ نقشے ہیں مٹا دینے کے قابل  
 ثبوت عظمت انسانیت ہیں  
 محمد مصطفیٰ انسان کامل  
 تمہارا ہر قدم شمع ہدایت  
 تمہارا نقش پا تصویر منزل  
 ہزار آزاد یوں سے لاکھ بہتر  
 تمہارے عشق کے طوق و سلاسل  
 تمہارے قولِ فصیل سے ہوئی ہے  
 نمایاں خیر و شر کی حدِ فاصل  
 سکوں مجھ کو نہیں درکار آقا  
 بڑھا دیجئے مری بتابی دل  
 اجازت ہو تو شاہا پیش کردوں  
 مرے پہلو میں ہے پڑا ہوا دل  
 حفیظ اس عشق احمد کی بدولت  
 مجھے ہے دولتِ کونین حاصل



## رُفَقِ اَمْرِ دُہوی

نہیں درد کوئی جہاں میں کہ درد جس کی دوا نہیں  
 یہ سنا ہے در سے رسول کے کوئی نام مراد پھر انہیں  
 وہ کریم ہیں وہ قسیم ہیں وہ رفیق ہیں وہ رحیم ہیں  
 مگر اُن کے سامنے اے صبا مراد کرتوں کیا نہیں  
 گئے حق سے ملنے شہِ ہدیٰ یہ ہوئی کمال کی انتہا  
 ویا حق نے اُن کو وہ مرتبہ جو کبھی کسی کو ملا نہیں  
 اگر اُن کا جلوہ دیدہ ہے اسی دن سمجھ لو کہ عید ہے  
 فقط اُن سے ملنے کی رات ہے شبِ قدر اس کے سوا نہیں  
 مرا حشر آپ کے ساتھ ہو مرا شراپ کے ساتھ ہو  
 بجز اس کے اور رفیق کی کوئی آرزو بخدا نہیں



## کلیم عاجز

زخم کھائے ہوئے سرتابہ قدم آئے ہیں  
 کھوکھلے بازار میں سب اپنا بھرم آئے ہیں  
 گر جبے دست ہیں بچارہ ہیں کھاناں ہیں  
 لے کے کھار دن کے جوانان بنی ہا شرم کا  
 لے کے ہم پیش کش خدمت عالی کے لئے  
 بیت مقدس کے غریب لوطیوں کا لے کر  
 یہ غم ایسا ہے کہ پھر غم نہ کوئی یاد رہا  
 اک نگاہ غلط انداز کے سائل بن کر  
 ہانپتے کانیٹے یا شاہ اُمم آئے ہیں  
 شرم کہتے ہوئے آتی ہے کہ ہم آئے ہیں  
 پھر کھی سرکار میں خالی نہیں ہم آئے ہیں  
 حوصلہ آئے ہیں دم آئے ہیں غم آئے ہیں  
 تحفہ خون شہیدانِ حرم آئے ہیں  
 جگر سوختہ و دیدہ غم آئے ہیں  
 گرچہ ہر دور میں بچ آئے ہیں غم آئے ہیں  
 مہربان اُمم اسے شاہ اُمم آئے ہیں

اب تو اس درس نہ سراکھٹے کا انشاء اللہ  
 جان دے دیں گے یہی سچ کے ہم آئے ہیں